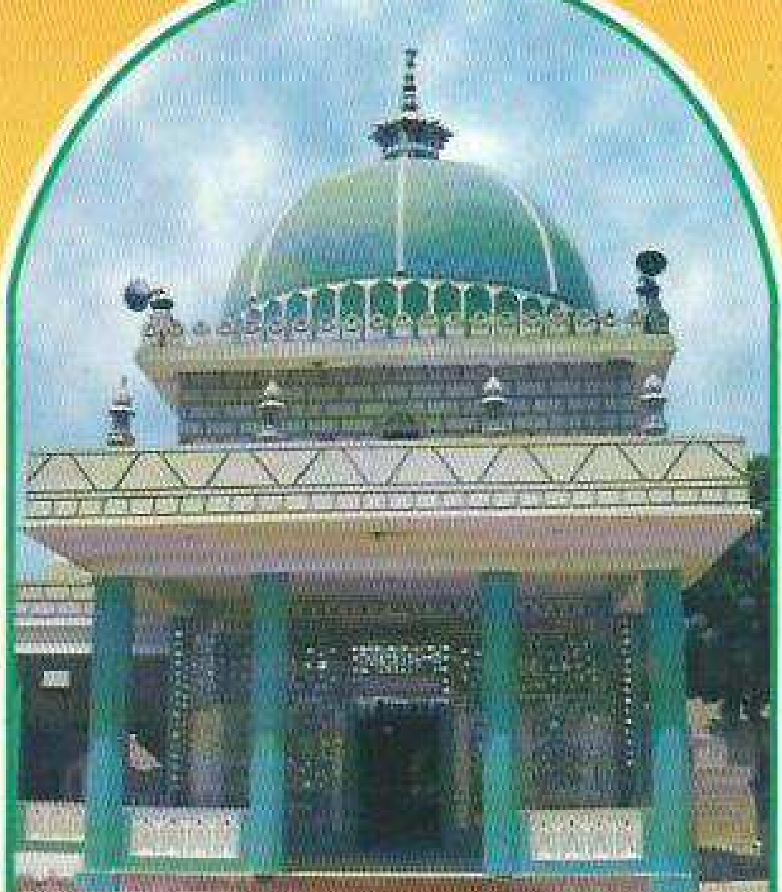
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

پ ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲

بیشک اللہ کے دوستوں کے لئے نہ تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ کوئی غم

شانِ اولیاء اللہ



درگاہ حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہؒ، حسن مجتبیٰ ٹاؤن رفاہ عام سوسائٹی ملیر ہالٹ کراچی

تالیف و تصنیف، پیر طریقت، رہبر شریعت

صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شان اولیاء اللہ

تصنیف پیر طریقت رہبر شریعت

صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ صاحب

ملنے کا پتہ

۱۔ آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ مکان نمبر ڈی۔ ۳/۶/۷ ملیر کالونی کراچی۔

۲۔ آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ متصل جامع مسجد مدنی مدینہ کالونی، ملیر توسیع کالونی کھوکھرا پار کالونی، کراچی۔

نام کتاب	شان اولیاء اللہ
مصنف	صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ صاحب
مطبع	ایجوکیشنل پریس، پاکستان چوک، کراچی.
ایڈیشن	اول
تعداد	ایک ہزار
کتابت	القبا پرنٹنگ پریس
قیمت	

آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ
متصل جامع مسجد مدنی مدینہ کالونی (ملیر توسیع کالونی) کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب شانِ اولیاء اللہ

فہرست مضامین

انتساب

اللہ تعالیٰ کا میں بے حد شکر گزار ہوں کہ درود و سلام کے ساتھ یہ کتاب "شان اولیاء اللہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اے اللہ حضور ﷺ کی شرف قبولیت کے بعد حضور ﷺ کے اصحاب بالخصوص اہل بیت و خلفاء راشدین۔ تمام اولیاء اللہ اور میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کو بھی اس نیک کام کے ثواب میں شامل فرما۔ اور چونکہ یہ کتاب حضور ﷺ کی امت کی بھلائی کے لئے لکھی ہے اس لئے "اے اللہ اس سے حضور ﷺ کی امت کو کثیر بھلائی عطا فرما۔ (آمین)

خاکپائے مرشد
صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ

گزارش

کتاب کی تالیف و تصنیف میں پوری پوری کوشش کی ہے کہ کوئی بھول چوک نہ ہو۔ پھر بھی کوئی بھول چوک یا غلطی نظر آئے تو اطلاع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے۔ ہم آپ کی اس نوازش کے بے حد مشکور ہوں گے۔ شکریہ۔

مصنف

دیباچہ

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور کروڑوں درود و سلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اہل بیت' آل اور اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر۔ اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے انسان بنایا اور اپنے حبیب ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا اور رشد و ہدایت کے لئے ہادی دوران آفتاب ولایت سلطان الاولیاء و اصفیاء حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے دست حق پر بیعت کی توفیق عطا فرمائی پھر ان کی صحبت اور تعلیم و تربیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ عظمیٰ کے صدقے میں جو کچھ عطا کیا ان نعمتوں کا جس قدر شکر ادا کروں وہ کم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے احسان عظیم کیا کہ حضرت قبلہؒ پیرو مرشد خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے اس عظیم منصب رشد و ہدایت کا کام سپرد کیا پیرو مرشد کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے جو کرم کیا اور رشد و ہدایت کا جو کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے وہ سب جاننے والوں کے سامنے ہے۔

یہ انسانی کوشش و کاوش نہیں۔ بلکہ مرشد کی دعائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کرم اور احسان عظیم ہے۔ اس لئے خیال آیا کہ جس قدر بھی ہو سکے شکر ادا کرنا چاہئے اور بھلائی کا کام ایسا کرنا چاہئے جو جاری و ساری رہے اور حضور ﷺ کی امت کو فائدہ پہنچتا رہے۔ اسی بات کے پیش نظر سلسلہ تالیف و تصنیف شروع کیا تاکہ بندوں کو اس بات کا صحیح طریقہ ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور

محبوب ہو جائیں۔ یہ کتاب شان اولیاء اللہ بھی اسی سلسلے میں پیش خدمت ہے۔
دنیا میں ہر کام کا استاد ہوتا ہے بغیر استاد کے کوئی بھی کام صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور استاد کی صحبت جس کو جس قدر زیادہ میسر ہوگی وہ اس علم میں اسی قدر ماہر ہو گا۔ دار العلوم میں بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جو شاگرد استاد کے زیادہ قریب ہوتا ہے وہ زیادہ صحبت یافتہ ہونے کی وجہ سے زیادہ قابل ہوتا ہے۔ اسی طرح بارگاہ الٰہی میں مقبول اور محبوب ہونے کا جو طریقہ بتلاتا ہے تو اس علم کے استاد کو مرشد، شیخ، امام اور پیر کہتے ہیں۔ جس طرح دار العلوم سے سند ملنے کے بعد عالم ہو جاتے ہیں اس سند کو سب مانتے ہیں۔ میڈیکل کالج سے سند ملنے پر ڈاکٹر ہو جاتا ہے اس سند کو سب مانتے ہیں۔ جب کوئی افسر ہو جاتا ہے تو اس کو افسر سب مانتے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ رشد و ہدایت حضور ﷺ کا جاری کردہ ہے۔ اور اس بات کو ہم نے کتاب طریقہ عرفان الٰہی، حقائق تصوف، شہنشاہ کونین اور اس کتاب شان اولیاء اللہ میں کافی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بعض بعض جگہ تو مضمون کو بار بار لانا پڑا سمجھانے کی غرض سے کیونکہ جو چیز جس قدر قیمتی ہوتی ہے اسی قدر اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے دنیاوی علوم کی سند مل جانے پر سب مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہو ۔ ۔ جو علم سیکھتا ہے پھر شیخ اس کو اجازت دیتا ہے "اجازت دنیا یعنی سند دیتا ہے "مشائخ عموماً" عرس مبارک کے موقع پر یا خصوصی محفل میں یا کسی بڑی محفل میں اجازت دیتے ہیں اہل سلسلہ کے سامنے تاکہ اس سند کی شہادت رہے۔ اس کے باوجود جن کو اصول طریقت معلوم نہیں "بلاوجہ" اعتراض کرتے ہیں۔ ان کو اس معاملہ کا جب پتہ نہیں تو خاموش رہنا چاہئے۔

دنیاوی علم کا استاد جو ہے اس کی تعلیم و تربیت کے بعد جو سند ملتی ہے اس کو دنیا کے سب لوگ مانتے ہیں۔ کوئی اعتراض نہیں کرتا ہے۔ افسوس صد

افسوس ان لوگوں پر جن کو علم تصوف کی الف و ب نہیں آتی اور بازار سے کتابیں خرید کر پڑھ' پڑھ کر بحث کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی تحریر ہو چکا ہے کہ یہ علم حضور ﷺ سے خلفاء راشدین کو ملا۔ پھر خلفاء راشدین سے ان کے خلیفاؤں کو ملا پھر ان خلیفاؤں سے ان کے خلیفاؤں کو ملا اسی طرح خلیفہ در خلیفہ یہ علم چلا آرہا ہے اور جس کو شیخ اجازت دیتا ہے اس سند یعنی خلافت کو سارے اہل طریقت مانتے ہیں یہ عام علم نہیں۔ روحانیت کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا علم ہے جو تربیت شیخ کے ذریعہ اطاعت رسول اللہ ﷺ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اس طریقہ روحانیت کو سمجھانے کے لئے جس قدر عام فہم طریقے سے ہو سکا ہم نے اپنی کتابوں میں سمجھانے کی پوری' پوری کوشش کی ہے۔ تاکہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کا شوق ہے اور اس علم کو سیکھنا چاہتا ہے اور اس کی جستجو و تلاش ہے تو وہ کسی مرشد کامل سے بیعت ہو کر مرشد کی اطاعت دل و جان سے کرے۔ کیونکہ مرشد کی اطاعت ہی اطاعت رسول اللہ ﷺ ہے جو حضور ﷺ سے لے کر آج تک مشائخ در مشائخ چلی آرہی ہے۔ جس طرح ہر گھر میں قرآن شریف عکس در عکس موجود ہے لیکن سب اصل ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی عملی اور علمی زندگی چلی آرہی ہے۔ جس کو اطاعت رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اور اردو میں پیروی رسول کہلاتی ہے۔ اور حضور ﷺ کی علمی اور عملی زندگی خلیفہ در خلیفہ چلی آرہی ہے جو اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کے پاس من و عن موجود ہے جس طرح قرآن شریف اور حدیث شریف کتابی شکل میں موجود ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا طریقہ ان خلفاء کے پاس علمی اور عملی طور پر موجود ہے۔ جس کا ثبوت دنیا کے لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل ہیں۔

اس کتاب ”شان اولیاء اللہ“ میں ان بزرگ و برگزیدہ ہستیوں کی شان بیان کی ہے جو کتابوں میں ملی اور انبیاء کرام کے بعد ان ہی کا مقام ہے۔
قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام (یعنی فضل) کیا ہے انبیاء کرام علیہ السلام‘ صدیقین یعنی اولیاء کرام‘ شہداء‘ اور صالحین یعنی نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پارہ ۴ سورہ النساء آیت ۶۹)

قرآن کی اس آیت سے بات واضح ہوگئی کہ انبیاء کرام کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا۔ جس طرح جواہرات کی قدر و قیمت جوہری جانتا ہے اور ہر عام آدمی کو اس کا علم نہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل کی قدر و منزلت‘ شرف و بزرگی اسی سلسلے سے تعلق رکھنے والے اہل عقیدت و محبت جانتے ہیں اور وہی لوگ ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو ان کے متعلق پتہ تک نہیں کہ یہ بزرگ و برگزیدہ ہستیاں کس قدر قابل عزت و توقیر ہیں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے۔ مگر منافق اس کا علم نہیں رکھتے۔ (پارہ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۸) جب منافقوں کو مومنین کی عزت کا علم نہیں تو پھر ان کو اولیاء اللہ کی عزت کا علم کیسے آسکتا ہے جب کہ اولیاء اللہ کا مقام مومنین سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے۔ اور کتاب شان اولیاء اللہ میں جو بکھرے ہوئے تذکرے کتابوں میں موجود تھے ان کو جس قدر بہتر طریقے سے ہو سکا اس کتاب میں جمع کر دیا ہے تاکہ اولیاء اللہ کی عظمت و بزرگی سے وہ بھی آگاہ ہو جائیں جن کو علم نہیں اور ان کی قدر و منزلت کریں۔ کتاب کیسی ہے اس کی حقیقت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی ہو گا کہ دور حاضر میں یہ کیسی کتاب ہے۔

اس سے قبل کتاب ایصال ثواب' قوالی کی اہمیت و افادیت' طریقہ عرفان الٰہی' حقیقت سماع' حقائق تصوف' اور شہنشاہ کونین شائع ہو چکی ہیں۔ اس کو پڑھ کر لوگوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اظہار مسرت کے ساتھ ہی ساتھ کتابوں کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور دوسروں کو بھی ان کتابوں سے روشناس کرایا۔

جن لوگوں نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں سے اکثرلوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں تو انہوں نے بتلایا کہ دور حاضر میں یہ کتابیں علم تصوف کا بہترین ذخیرہ ہیں اور عام فہم اور سلیس زبان میں علم تصوف کا یہ علمی سرمایہ اس راہ پر چلنے والوں کے لئے بہترین مشعل راہ ہے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ پیرو مرشد کی دعاؤں سے حضور ﷺ کی جو غلامی ملی ہے اور اس غلامی میں جو یہ کام تصنیف و تالیف کا ہو رہا ہے۔ یہ حضور ﷺ کی امت کی بھلائی کے لئے کیا ہے۔ اللہ تعالٰی قبول فرمائے (آمین)

اللہ تعالٰی سے پھر دعا ہے۔ "اے اللہ تو حضور ﷺ کے وسیلہ سے اس کو قبول فرما اور تمام تصانیف سے حضور ﷺ کی امت کو فائدہ کثیر عطا فرما۔ صوفی جمیل احمد شاہ صاحب (مرحوم) اس سلسلے میں تعاون فرمایا کرتے تھے۔ ان کے وصال کے بعد (۱) صوفی محمد طاہر صاحب اور (۲) صوفی اقبال حسین صاحب (۳) صوفی محمد سردار الٰہی جمیلی صاحب نے اس کتاب میں کافی تعاون فرمایا اور جن لوگوں نے اس کتاب کے سلسلے میں تعاون فرمایا ہے اللہ تعالٰی ان کی دین و دنیا دونوں بہتر کردے آمین۔

فقط خاکپائے مرشد

صوفی ڈاکٹر عبد الغفار علی شاہ

مورخہ ۱۵ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۹۸ء

تعارف

اللہ تعالیٰ کے لئے ساری حمد و ثناء اور تعریفیں ہیں۔ جس نے اپنے بندوں کی رہبری اور اپنی معرفت یعنی پہچان کے لئے پیارے محبوب سرور کائنات شہنشاہ کونین رحمت دوجہاں سرکار نبی کریم محمد ﷺ کو دنیا میں بھیجا اور ان کو اس قدر اپنی ذات و صفات سے متصف کیا کہ یہ ذات الٰہی۔ صفات الٰہی کے مظہر ہوگئے۔ جیسے رؤف الرحیم، رحمت اللعالمین، غفور الرحیم وغیرہ۔ لہٰذا ہم کو سرکار نبی اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی کرنی ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کی اور خاص کر خلفاء راشدین نے کی اور ان کے بعد اولیاء کرام مشائخ عظام پیران سلاسل تواتر سے سلسلہ در سلسلہ کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ انشاء اللہ ان ہی اتباع و پیروی کرنے والوں میں ایک نام ہمارے دادا پیر کا ہے۔

حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب

پیر طریقت، رہبر شریعت، اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء والعارفین والعاشقین قطب زمان غوث دوراں وارث علوم النبین فانی فی الذات سبحانی اعلیٰ حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز آپ کی جائے پیدائش قصبہ آنولہ ضلع بانس بریلی یوپی ہندوستان کی

ہے۔ آپ کے والد بزرگوار وہاں کی رئیس تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی لگاؤ بہت زیادہ تھا اس دینی لگاؤ اور رحجان کی بدولت آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کا شدید جذبہ اور جستجوئے معرفت الٰہی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ (ترجمہ) جو لوگ ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کی یقیناً" رہنمائی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں کرم نوازی فرمائی اور خواجہ خواجگان عالی مرتبت خواجہ محمد حسن علی شاہ صاحب قادری چشتی نقشبندی ابوالعلائی جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح جوہری کے پاس جواہرات تو بہت ہوتے ہیں لیکن ان جواہرات میں کوئی نہ کوئی نمایاں ہوتا ہے۔ فضل الٰہی اور تربیت و توجہ مرشد سے گلستان خواجہ محمد حسن علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثال آپ تھے۔ جو سب اہل طریقت پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے مرشد نے آپ کو جب اجازت و خلافت سے نوازا تو آپ نے مختلف مقامات کے علاوہ بمبئی ہندوستان میں خصوصیت سے سلسلے کا کام شروع کیا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد آپ کو مرشد نے حکم دیا کہ پاکستان میں جاکر دین کا کام شروع کریں حکم مرشد کی فورا" تعمیل کی اور پاکستان کے شہر سکھر میں تشریف لائے اور یہاں کچھ عرصہ سکونت اختیار کی اور دین کا کام کیا۔ پھر آپ کچھ عرصہ بعد بکرا پیڑی کراچی میں تشریف لائے اور یہاں سلسلہ کا کافی کام کیا اور سلسلہ کو جب بہت زیادہ وسعت ہوئی تو آپ نے حسن مجتبیٰ ٹاؤن رفاع عام سوسائٹی ملیر ہالٹ کراچی میں مستقل آستانہ عالیہ یعقوبیہ کی بنیاد رکھی۔ اور یہاں سے اپنے کثیر تعداد میں مریدوں کی تعلیم و تربیت کا بہت ہی بہترین انتظام کیا۔

جس کا اثر یہ ہوا کہ خلفاؤں اور مریدوں کو یہاں سے جو ہند و پاک میں تھے ان کی تعلیم و تربیت بہت جلد پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اور خلیفاؤں کو بھی اللہ تعالیٰ کے قرب و معرفت الٰہی کے علوم سے ظاہری و باطنی دونوں طرح سے فیضیاب کیا اور مریدوں کو بھی فیضیاب کرتے رہے آپ سنت رسول اللہ ﷺ کے بہت ہی زیادہ پابند تھے۔ آپ کی عظمت و بزرگی کا پتہ آپ کے خلفاؤں' مریدوں اور عقیدت مندوں سے چلتا ہے۔ کیوں کہ جو بھی آپ کی صحبت بافیض میں ہوتا خود بخود سنت رسول اللہ ﷺ کا پابند ہو جاتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ کی عبادت خوب کرو اور ذکر اس قدر کرو کہ اللہ کا رنگ یعنی محبت تم پر غالب آجائے پھر جو تمہاری صحبت میں ہو گا وہ خود بخود پیروی رسول اللہ ﷺ کا پابند اور عبادت الٰہی کی طرف مشغول ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس بندے سے محبت کرتا ہوں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق)

اعلیٰ حضرت قبلہ دادا پیر صوفی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کی اسی اتباع و پیروی رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے یعقوبیہ سلسلہ پاکستان و ہندوستان میں بام عروج پر ہے۔ اور آج خلفاء حضرات پاکستان کے مختلف حصوں میں دین کا کام کر رہے ہیں۔

دادا پیر اعلیٰ حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اس دنیائے فانی سے ۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء بوقت ۱۱ بجے شب ۱۱ ذی الحج کو پردہ فرما گئے۔ آپ کا مزار اقدس آستانہ عالیہ ملیر ہالٹ رفاع عام سوسائٹی حسن مجتبیٰ

ٹاؤن کراچی میں واقع ہے اور ہر سال آپ کے مزار مبارک پر عرس ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ ذی الحج کو شایان شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔

خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد

پیر طریقت، رہبر شریعت، اعلیٰ حضرت سلطان العارفین انوار ولایت صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ صاحب ہندوستان کے شہر ضلع الٰہ آباد تحصیل سراتھو ڈاک خانہ کڑا مقام اسماعیل پور میں پیدا ہوئے خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد کو شروع ہی سے دینی لگاؤ بہت زیادہ تھا۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ جستجوئے معرفت الٰہی میں معروف رہتے اور ہمیشہ کوشاں رہے آپ نے قبلہ پیر طریقت وارث علوم النبیین فانی فی الذات سبحانی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور احکام الٰہی اور سنت رسول اللہ ﷺ کے پابند ہوئے اور اپنے پیرو مرشد کی اتباع اور پیروی فرماکر عارف باللہ اور صاحب ارشاد ہوگئے۔ یعنی (خلافت واجازت سے مشرف ہوئے) اور پیر و مرشد نے اپنی خصوصی کرم نوازی اور نظر عنایت فرمائی اور اپنا خلیفہ مجاز و مسند نشین مقرر فرمایا۔

آپ ۱۹۶۳ء سے رشد وہدایت پر مامور ہیں اور آج آپ کے برصغیر پاک و ہند میں ہزاروں مریدین اور معتقدین آپ کے نورانی اور روحانی علم سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور راہ سلوک میں علم و معرفت کی پیاس بجھا رہے ہیں آپ علم و آگہی کا وہ روشن مینارہ ہیں جس کی ضیاء نے بہت سے سالکین کو حقیقت آشنا بنادیا اور ان کے قلوب کو نور خداوندی سے منور کر دیا۔ آپ نہایت ملنسار اور خوش اخلاق ہیں آپ نہایت ہی خدا ترس اور سنت نبوی

ﷺ کے پابند اور زندگی کے ہر موڑ پر مسکرانے کی صلاحیت رکھنے والے عظیم مرتبت بزرگ ہیں خدا کے ذکر سے ہمہ وقت سرشار رہتے ہیں ان کی ہمہ گیر سحر انگیز شخصیت اور خدا کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی مست آنکھیں پتھر کی طرح سخت دل کو بھی موم کر دیتی ہیں جس کی طرف نظریں اٹھ جائیں اس کے دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے لوگ فکر دنیا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں ایسے ہی اہل اللہ کے لئے مولانا حسرت موہانی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

دلوں کو فکر دو عالم سے کر دیا آزاد
تیرے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

آپ اپنی ذات گرامی میں واحد و یکتا ہیں اور زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل دسترس رکھتے ہیں خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد ۱۹۴۵ء سے ہومیو پیتھک کے شعبہ طب میں بھی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ہندوستان کے شہر قصبہ آنولہ ضلع بانس بریلی یوپی سے جو شمع ہدایت خواجہ حسن علی شاہ صاحب نے اپنے گلستان حسن سے پاکستان بھیجی اس روشن شمع یعنی خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے روشن علم کے مقرر کردہ خلیفہ مجاز و مسند نشین نے دادا پیر خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے وصال کے بعد گلستان یعقوبیہ کو مزید تقویت بخشی اور سلسلہ یعقوبیہ میں چار چاند لگا دیا خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد کے خلفاء آج پاکستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں خلق خدا کو راہ سلوک میں معرفت الٰہی شریعت و طریقت اور سنت نبی کریم ﷺ سے روشناس کرا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندے اس فیض سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتے رہیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ

یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ قبلہ پیرو مرشد کو سلسلہ یعقوبیہ میں تالیف اور تصنیف کا اعزاز بھی حاصل ہے خواجہ بزرگ قبلہ پیرو مرشد طریقت یعنی علم معرفت کی خدمت کتابوں کے ذریعے بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ابھی تک مندرجہ ذیل تصنیف رقم فرمائی ہیں۔

☆ طریقہ ایصال ثواب ☆ طریقہ عرفان الٰہی ☆ قوالی کی اہمیت و افادیت ☆ حقیقت سماع ☆ حقائق تصوف ☆ شہنشاہ کونین حضور ﷺ

اور زیر نظر کتاب شان اولیاء اللہ اور دیگر موضوع اور مسائل پر بھی تحقیقات جاری و ساری ہیں ان کتابوں سے آپ کے خلفاؤں اور مریدوں اور معتقدین کو بہت فائدہ ہو رہا ہے اور اہل ذوق حضرات بھی ان کتابوں سے استفادہ فرمار ہے ہیں۔

اللہ تعالٰی کا بہت بڑا کرم و عنایت ہے کہ یہ سلسلہ جو قیام پاکستان کے ساتھ پاکستان پہنچا یعنی ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۹۸ء تک اس سلسلے کے افراد ملک کے کونے کونے میں خلق خدا کو علم شریعت و علم معرفت کی تعلیم دے رہے ہیں اور اس وقت اس سلسلے یعقوبیہ کی چوتھی پشت پاکستان میں دین کے کام میں مصروف عمل ہے۔ یہاں قرآن کا ذکر ضروری ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ○

ترجمہ :۔ اور مضبوطی سے پکڑو اللہ تعالٰی کی رسی کو سب مل کر

(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۲)

حدیث شریف :۔ تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور اسے دانت سے مضبوط پکڑو

(حوالہ مشکواۃ شریف باب الاعتصام)

آخر میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں ہمارے پیرو مرشد کے درجات کو اور بلند و بالا کرے اور ان کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رکھے اور ہمیں اپنے پیرو مرشد سے مضبوط سے مضبوط نسبت اور تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے' آمین۔

ہے ان کی غلامی کا شرف مجھ کو بھی حاصل
مجھ پر شہنشاہ کونین کا یہ خاص کرم ہے خالد

وما توفیقی الا باللہ

خاکپائے مرشد
صوفی محمد خالد غفاری
۱۷جولائی ۱۹۹۸ء
حیدر آباد سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں خلافت کا آغاز

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور کروڑوں درود و سلام حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کریں وہ کم ہے اس لئے کہ اس نے ہم کو انسان بنایا اور حضور ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں ("پارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۳۰") اس آیت کے ترجمہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک "اپنے خلیفہ یعنی جانشین کا بہت ہی بڑا مقام ہے۔" اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جو نام پسند ہے وہ "خلیفہ" یعنی نائب یعنی جانشین ہے اور کسی اور نام اور صفت سے مخاطبت نہیں کی ہے۔ تخلیق کے وقت اپنے خلیفہ کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ (پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۷۵) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت و صفت پر بنایا (تفسیر روح البیان حصہ اول صفحہ ۲۰۱ اردو ترجمہ) اور اپنی ہی صورت و صفت پر بہترین تخلیق کی۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے بہترین صورت پر

(پارہ ۳۰ سورہ والتین آیت ۴) اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ جس نے سجدہ کیا وہ مقبول و محبوب ہوا۔ ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا وہ مردود و ملعون ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی نسل میں خلافت و نبوت کا سلسلہ جاری کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خلیفہ کو بہت ہی شرف و بزرگی بخشا اور نبوت و رسالت کے منصب اعلیٰ پر فائز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تقریباً "ایک لاکھ چوبیس ہزار خلیفہ بنائے اور ان کو نبوت و رسالت کے بلند و بالا درجات یعنی منصب بھی عطا فرمائے۔ تمام بنی نوع انسان ان کو نبی و رسل کے نام سے جانتے ہیں یہ سب نبی اپنی اپنی قوموں، اپنی اپنی امتوں اور اپنے اپنے وقتوں کے لئے ہوئے ہیں۔ جس نے نبی کی اطاعت کرنے ان پر ایمان لانے سے انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر کہلایا۔ نبی پر ایمان لانا اور ان کی دل و جان سے اطاعت یعنی پیروی کرنا یہی رضاء الٰہی ہے۔ یہی فرمان الٰہی ہے یہی ذریعہ نجات و بخشش ہے (خلافت کی اہمیت و افادیت کی تفصیل کے لئے دیکھئے مضمون خلیفہ اللہ تعالیٰ کا نائب یعنی جانشین)

قرب الٰہی

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس کو میری محبت کا دعویٰ ہے وہ میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

(۱) قرآن شریف کی آیت مبارکہ کا ترجمہ:۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (حوالہ پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۸۰)

(۲) قرآن شریف کی آیت مبارکہ کا ترجمہ:۔ اے محبوب! آپ لوگوں سے فرمائیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(حوالہ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

مندرجہ بالا آیات مبارکہ کا ترجمہ پڑھنے کے بعد یہ بات بالکل واضح طور پر روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضور ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کا چاہنا ہی اللہ تعالیٰ کا چاہنا ہے چونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تمیں کاذب ہوں گے ہر ایک دعویٰ نبوت کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۳۶۰)

چونکہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور اب حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا اور قیامت تک آپ ﷺ ہی کی لائی ہوئی شریعت پر عمل ہوگا۔
جیسا کہ حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ! آپ لوگوں سے فرمائیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (حوالہ پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۵۸) اسی لئے جب حضور ﷺ لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے اور جب وہ مسلمان ہوجاتا تھا تو حضور ﷺ اس مسلمان سے بیعت لیتے تھے اور جو لوگ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے درحقیقت آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہے' اور جو اللہ تعالیٰ کا ہوگیا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوگیا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے محبوب ﷺ! وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے (حوالہ پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۰) ان تمام آیات کے ترجموں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت حضور ﷺ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت' حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی تعلیم و تربیت ہے اور حضور ﷺ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انسانوں نے مسلمان ہوکر بیعت کی آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت اور صحبت کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کے صحابی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے۔ اور اولیاء کاملین کی صفت ان میں ہوگئے جیسا کہ حدیث شریف میں درج ہے کہ۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی بھی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پس ان کو میرے اصحاب میں سے بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔

(حوالہ کتاب الشفاء باب دوم فصل ۵ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰)

نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی طریقہ رہا کہ جس نے بھی انبیاء کرام کی اطاعت دل و جان سے کی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوا اور جس نے انکار کیا وہ انکار کرنے والا یعنی کافر ہوا۔ چونکہ شیطان نے نسل انسانی کو بھکانے کا وعدہ کیا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو بچانے کے لئے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کو بچانے کے لئے رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات عالم کا رسول بنایا۔ تاکہ بندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہوجائیں اس کا ثبوت تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہوگئے اور نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام کا مقام ہے جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث میں درج ہوچکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی وجہ سے ہی یہ صحابہ کرام اولیاء کاملین کی صف اول میں ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام کا بیعت ہونا

اللہ تعالٰی کے محبوب رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو دین کی دعوت دی اور فرمایا کہ دل و جان سے ایمان لاؤ اور کلمہ پڑھو۔ کلمہ شریف کا ترجمہ :۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ لہٰذا جو لوگ آپ ﷺ کی دعوت دین کو قبول کر کے مسلمان ہو جاتے تو حضور ﷺ اس مسلمان سے بیعت لیتے تھے تاکہ دل و جان سے محبت کے ساتھ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی کر کے وہ بندہ اللہ تعالٰی کا اور زیادہ مقرب و محبوب ہو جائے جیسا کہ حکم الٰہی ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے محبوب! وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالٰی کا ہاتھ ہے اور جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کا جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰) نیز حدیث شریف ہے کہ حضرت محمد بن المنکدر نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی چنانچہ اعرابی کو مدینہ منورہ میں بخار آنے لگا تو اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ میری بیعت واپس کر دیجئے رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا۔ وہ پھر آیا اور عرض کی میری بیعت واپس کر دیجئے اور حضور ﷺ نے انکار کر دیا۔ (بخاری شریف

جلد سوئم کتاب الاحکام) بیعت کرنے کے بعد واپس نہیں ہوتی ہے اور نہ ٹوٹتی ہے اور بیعت پر ثابت قدم رہنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ بیعت کرنے والوں سے راضی ہو جاتا ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے راضی ہوا (یعنی خوش ہوا) جب کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۸) درحقیقت جو بیعت کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنے کو فروخت کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق بڑھ کر اور زیادہ ہو جائے لہٰذا جو شخص اپنی جان عزیز کو فروخت کر کے اللہ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ہو گیا۔ دنیا میں کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی بڑا مقام ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ اور لوگوں میں سے وہ بھی تو ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان عزیز کو بیچ ڈالتے ہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لئے جان عزیز کو فروخت کر دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ (پارہ سورہ البقرہ آیت ۲۰۷)

حضور ﷺ اس شخص سے بیعت لیتے تھے جو مسلمان ہوتا تھا لیکن بعد میں مختلف موقعوں پر بھی آپ ﷺ نے بیعت لی ہے مثال کے طور پر دین پر استقامت کی بھی بیعت لی ہے۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حکم الٰہی کے تحت کئی مرتبہ صحابہ کرام سے بیعت لی ہے مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ اس بات کا ثبوت ہیں۔

(۱) حضرت ولید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہر بات سنیں گے

خواہ خوشی کی ہو یا غمی کی۔ اور حاکم سے حکومت کے لئے نہیں لڑیں گے اور حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے خواہ کسی بھی جگہ پر ہوں اور اللہ کے معاملہ میں کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الاحکام)

(۲) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ نو آدمی تھے یا آٹھ یا سات۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بیعت نہیں کرتے تو ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کی کہ کس امر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو۔ احکام سنو اور مانو (بیعت کی تفصیل کے لئے بخاری شریف، مسلم شریف، سنن نسائی شریف کا مطالعہ کریں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں نے بیعت کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوئے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین لقب سے مشہور ہوگئے۔ صحابہ کرام اس قدر خوش نصیب ہیں کہ ان کی عظمت و بزرگی انسانی عقل و شعور سے بالاتر ہے اس ارفع و اعلیٰ مقام تک انسانی عقل کی رسائی نہیں کیونکہ یہ صحابی رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اولیاء اللہ بھی ہیں اور انعام یافتہ و ہدایت یافتہ بھی ہیں اور یہ ارفع و اعلیٰ مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت و اطاعت کا صلہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعلیم و تربیت خود فرمائی اور ہر علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو براہ راست ملا کوئی درمیان میں حائل نہیں ان کا یہ تمام علم بلا فصل ہے۔ اور صحابہ کرام کے اس بلند مقام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود ان کی تعریف فرما رہا ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ

ترجمہ:۔ تم بہترین امت ہو جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں کی ہدایت اور بھلائی کے لئے اور تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۸) اور حضور ﷺ بھی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعلیم و تربیت فرماکر خود ہی تصدیق بھی فرمارہے ہیں۔ سند دے رہے ہیں۔ (جس طرح دارالعلوم میں عالم' میڈیکل کالج میں ڈاکٹر' لاء کالج میں وکیل کو فارغ التحصیل یعنی تعلیم مکمل ہونے کے بعد سند ملتی ہے۔) ان کے بلند مراتب کی جیساکہ درج ذیل احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے۔

(۱) میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جو بھی ان کی پیروی یعنی اتباع کرے گا وہ ہدایت پائے گا۔ (کتاب الشفاء)

(۲) حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے۔ ابوبکر ﷺ' عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر پایا۔ اور میرے تمام اصحاب میں بہتری ہے اور جو شخص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتا ہے وہ میرا دوست ہے اور جس نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اول فصل ۵ صفحہ ۴۲۲'۴۲۱'۴۲۰)

اہل بیت خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام حضور ﷺ کو بہت پیارے ہیں اور جو حضور ﷺ کے صحابہ کرام میں نقص بیان کرتا ہے وہ اہل ایمان نہیں جیساکہ اس سے قبل حدیث مبارکہ میں تحریر ہو چکا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے صحابہ کرام کو تمام جہان پر

پسند کر لیا ہے یعنی کائنات میں انبیاء کرام اور رسولوں کے بعد اگر کسی کا مقام ہے یعنی درجہ ہے تو وہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کا ہے بالخصوص خلفاء راشدین کا۔

اولیاء اللہ تو حضور ﷺ کے صحابہ کرام بھی ہیں اور صحابہ کرام کے بعد مرشدان کامل اور مشائخ عظام کی تعلیم و تربیت سے بھی اولیاء کرام ہوئے ہیں اس دور میں بھی ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ جب اولیاء اللہ کو برا کہنے والا اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ حدیث شریف:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق حدیث ۱۴۲۲)

تو پھر حضور ﷺ کے صحابہ کرام میں عیب تلاش کر کے کیوں دین و ایمان برباد کرتے ہو۔ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جب کسی بھی ولی اللہ کو برا کہنے والا یا دشمنی رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا باغی ہے تو پھر بڑے باغی یعنی رسول اللہ ﷺ 'اہل بیت' صحابہ کرام اور بالخصوص خلفاء راشدین میں عیب تلاش کرنے والا یا ان پر زبان طعن دراز کرنے والا اپنے بارے میں خود فیصلہ کر لے کہ اس کا کیا انجام ہو گا۔

مرشد اعظم رہبر اعظم

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم ہیں (تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۲۳۶) اور جو خلیفہ ہوتا ہے وہی مرشد' شیخ' امام' پیشوا' رہبرو رہنما ہوتا ہے۔ چونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام کائنات کا رسول بنایا ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے حبیب ﷺ! آپ فرمائیں کہ میں ساری کائنات کا رسول ہوں (پارہ ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۵۸) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ نے خلفاء راشدین کو ساری نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے ہدایت یافتہ' انعام یافتہ لوگوں کا راستہ دکھانے کے لئے اس کام پر مامور فرمایا جس کا ذکر آرہا ہے۔ چونکہ آپ ﷺ مرشد اعظم ہیں اس لئے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت نسل انسانی کے رشد و ہدایت کا طریقہ بھی مقرر فرمایا۔ اور مندرجہ ذیل آیت کے تحت اس کام کو احسن طریقے پر جاری کردیا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے روکا کرے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس جماعت کو حضور ﷺ نے خود مقرر فرمایا اور یہ بہترین طریقہ خود جاری فرمایا جس جماعت کی تشکیل کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا وہ خلفائے راشدین کی جماعت حضور ﷺ نے خود اپنی زیر نگرانی بنا کر ان کی تعلیم و تربیت مکمل فرمادی اور

کائنات میں بیعت کا سلسلہ جاری ہو گیا جو کہ حقیقت میں حضور ﷺ کی دل و جان سے خلوص اور محبت کے ساتھ علمی اور عملی اطاعت یعنی پیروی ہے اور یہی طریقہ حضور ﷺ کا ہے یہی صراط مستقیم ہے یعنی راہ رسول اللہ ﷺ اور اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے میرے محبوب آپ ﷺ لوگوں سے فرمائیں کہ یہ میری راہ ہے۔ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو دل کی آنکھیں رکھتے ہیں (یعنی صاحب بصیرت ہیں) وہ میرے قدموں پر چلیں (میرے نقش قدم پر چلیں یعنی محبت کے ساتھ دل و جان سے میری پیروی کریں۔) (پارہ ۱۳ سورہ یوسف آیت ۱۰۸) چونکہ حضور ﷺ پوری کائنات کے رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اپنے بہترین تربیت یافتہ، انعام یافتہ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا انتخاب اس کام کے لئے کیا۔ اور قیامت تک ہونے والی نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے ان کو مقرر کیا یعنی ان کی جماعت بنائی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کر لیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے۔ اور میرے لئے چار پسند کئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس ان کو میرے اصحاب میں بہتر پایا اور میرے تمام صحابہ میں بہتری ہے۔ (کتاب الشفاء باب دوم فصل ۵ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰)

ایسے بزرگ و برگزیدہ خلفاء راشدین کی جماعت حضور ﷺ نے مقرر فرمائی۔ جب کہ خلفاء راشدین کی عظمت و بزرگی کا اندازہ اس حدیث شریف سے خود لگائیں کہ خلفاء راشدین کا کس قدر بلند و بالا مقام ہے۔ حدیث شریف :۔ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء

خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو۔ (مشکواۃ شریف جلد اول باب الاعتصام) لہٰذا حضور ﷺ کے مقرر کردہ خلفاء راشدین کی جماعت کو چھوڑ کر اگر کوئی الگ راہ نکالے تو اس کو کب ہدایت ملے گی۔

حدیث شریف :۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے امیر میں ایسی بات دیکھے جو ناپسند کرتا ہے تو صبر کرے۔ کیونکہ تم میں سے جو بھی جماعت سے ایک بالشت برابر جدا ہوا۔ وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الاحکام) جب امیر سے جدا ہونا جاہلیت کی موت ہے تو پھر خلفاء راشدین کی جماعت کو چھوڑ کر ان خلفاء راشدین کی جماعت سے الگ ہونا کون سی عقلمندی ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ حضور ﷺ کا خلیفہ ہونا اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہونا ہے چونکہ نبی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یعنی نائب ہوتا ہے۔ نبی کا قول اللہ تعالیٰ کا قول ہے نبی کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ نبی کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ نبی کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ (شرح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۷۳ حوالہ نمبر ۶) کیونکہ حضور ﷺ لوگوں کو دین کی دعوت دیتے اور جب وہ شخص مسلمان ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ اس سے بیعت لیتے تھے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ بیعت مسلمانوں سے ہی لیتے تھے اسی لئے حضور ﷺ نے خلفائے راشدین کی جماعت بنائی کیونکہ خلفاء راشدین آپ ﷺ کے صحیح جانشین بھی ہیں اور علم و عمل کے حقیقی وارث بھی ہیں۔ آپ کے وصی اور حجت ہیں اور دلیل یعنی برہان ہیں اور اسی لئے حضور ﷺ نے ان کی اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے۔ حدیث شریف :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلے بنی اسرائیل کے انبیاء کرام لوگوں پر حکمران ہوا کرتے تھے۔ ایک نبی کے وصال کے بعد دوسرا نبی ان کا خلیفہ ہوتا تھا لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے

اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ ہمیں ان کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور ان کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا۔ (بخاری شریف' جلد دوئم کتاب الانبیاء حدیث شریف نمبر ۶۷۲)

غرض یہ کہ خلفاء راشدین کے خلیفہ پھر ان کے خلیفہ پھر ان خلیفاؤں کے خلیفہ در خلیفہ اسی وقت سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔ مثال :۔ سورج روشن ہے اگر کسی کو روشن سورج نظر نہیں آتا تو سورج کا قصور نہیں۔ جس کو دکھائی نہیں دیتا اس کی آنکھوں میں بینائی نہ ہونے کی وجہ سے ایسا ہے اسی طرح بیعت کا سلسلہ حضور ﷺ کا جاری کردہ ہے اور خلفاء راشدین کے ذریعے سے ابھی تک بالکل اسی طرح جاری ہے کوئی نہیں مانتا تو وہ جانے لیکن حقیقت یہ ہے کہ روشن سورج کی طرح رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ تمام ملت اسلامیہ میں جاری و ساری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کی مخالفت کر کے سوائے دین و ایمان کی بربادی کے اور کیا حاصل ہو گا۔ جیسا کہ اس سے قبل حدیث شریف میں ہے کہ امیر میں کوئی بات ایسی دیکھے جو ناپسند ہو تو جماعت سے الگ نہ ہو۔ جماعت سے الگ ہونے والا جاہلیت کی موت مرے گا۔ حضور ﷺ کا جاری کردہ سلسلہ خلفاء راشدین سے چلا آرہا ہے اور خلفاء راشدین حضور ﷺ کے صحیح جانشین اور وارث ہیں پھر ان کے خلیفہ ان کے جانشین اور وارث ہوئے اسی طرح یہ سلسلہ چلا آرہا ہے تو پھر جو لوگ اپنے مرشدوں سے بھاگتے ہیں جو حضور ﷺ کے موجودہ دور میں جانشین اور وارث ہیں تو ایسے مریدوں کا کیا حال ہو گا۔

حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے صحابہ کرام کا تو بہت بڑا مقام ہے حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتے ہیں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق حدیث نمبر ۱۴۲۲) اور اسی طرح شان اولیاء اللہ میں جو حدیث درج ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی ہے اس میں درج ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم اولیاء سے زیادہ اور کوئی عزیز نہیں۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ان سے بزرگ تر میرے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ (ولایت کا منصب نبوت و رسالت کے بعد ہے جس سے ولی کی شان کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے) میں نے جہنم ان کے دشمنوں کے لئے بنائی ہے اور ان کے دشمنوں کو جہنم میں بھردوں گا۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ صفحہ ۲۲۴) یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے اولیاء اللہ کا ذکر ہے جب کہ حضور ﷺ کے امت کے اولیاء اللہ کا ذکر کیا جارہا ہے کہ ان کا کس قدر بلند و بالا مقام ہے۔

۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرا راستہ اختیار کیا وہ میری اولاد ہے۔
(کتاب مراۃ الاسرار طبقہ نمبر۱۷ صفحہ ۶۰۵)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے دریافت فرمایا گیا کہ "آل محمد ﷺ کون ہیں" تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر متقی یعنی پرہیزگار۔ (کتاب الشفا باب دوم فصل ۷ صفحہ ۴۵۵)

۳۔ حوالہ :۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک (**علی بصیرہ انا ومن اتبعنی**) میں وارث کامل مرشد کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ علماء یعنی اولیاء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ جو لائق ارشاد ہیں۔ ایک طرح سے میری بصیرت کے مانند ان

کو بصیرت باطنی حاصل ہوتی ہے اور اس سے مراد ولایت کاملہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے قول "ولیا مرشدا" میں اشارہ فرمایا ہے۔ (کتاب سرالاسرار۔ باب ۲۲ صفحہ ۲۱۹)

۔ حوالہ :۔ اس امت کے علماء کرام یعنی اولیاء کرام خواص کی رہنمائی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ امر و نواہی کی تجدید کریں اور احکام الٰہی کی یاد تازہ کریں۔ استحکام عمل یعنی صحیح اور پختہ عمل کے لئے انتہائی تاکید کریں۔ یہ علماء یعنی اولیاء اللہ حضور ﷺ کے علم سے آگاہ کرتے ہیں۔ (کتاب سرالاسرار باب ۵ صفحہ ۷۹)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اولیاء کرام کا امت میں کس قدر بلند و بالا مقام ہے اور ہدایت کا ذریعہ اگر کوئی ہے تو انبیاء و رسل کے بعد اولیاء کاملین ہیں۔ جس طرح کسی بچہ کو اسکول میں داخلہ نہ ملے تو ان پڑھ یعنی جاہل رہ جائے گا اور اگر کسی کو میڈیکل کالج میں داخلہ نہ ملے تو ڈاکٹر نہیں بنے گا اسی طرح جب تک کسی کو مرشد نہ ملے تو اس کو رشد و ہدایت، نہیں ملے گی۔ اگرچہ وہ مسلمان رہے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور زیادہ حاصل کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہونے کے لئے اگر اس نے اس علم کے استاد یعنی مرشد سے علم معرفت یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب اور عرفان کا علم سیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ غلط ہے اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہونا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہتا ہے تو کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرے کیونکہ جس طرح دارالعلوم میں اگر داخلہ نہ ملے تو یہ بندہ ملک کا باشندہ بھی ہے اور مسلمان بھی لیکن عالم دین نہیں ہوگا۔ اسی طرح جس کو مرشد نہ ملے وہ اولاد آدم علیہ السلام یعنی آدمی تو ہے ملک کا باشندہ بھی ہے

مسلمان بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب نہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ان علوم سے نابلد رہے گا۔ یعنی اس علم کا جاہل ہے مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر فیصلہ کرلیں۔

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کردے تو نہیں پائے گا اس کے لئے کوئی مددگار اور مرشد (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷) مندرجہ بالا آیت سے بات صاف اور واضح ہوگئی کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو راہ ہدایت یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے لئے کوئی معاون و مددگار اور رہنما یعنی مرشد اسے نہیں ملے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ کوئی مرشد کامل نصیب کرے۔ جہاں آپ کی رہائش ہے اگر وہاں کوئی مرشد کامل نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کے لئے دوسری جگہ تلاش کرو کیونکہ جب دنیاوی تعلیم کے لئے رات دن کوششیں کرتے ہو حتیٰ کہ غیر ممالک تک چلے جاتے ہو تو اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور اس کی رضا حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہونا چاہتے ہو اور اس کا قرب و عرفان حاصل کرنا چاہتے ہو تو ملک میں کسی جگہ شیخ کامل' مرشد کامل' رہبر کامل تلاش کرو اور خلوص نیت سے اگر تلاش کرو گے تو ضرور بالضرور مل ہی جائے گا۔ درج ذیل آیت پڑھ کر فیصلہ کرلو کہ مرشد تلاش کرنا کس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (یعنی تقویٰ اختیار کرو) اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جدوجہد کرو (یعنی مجاہدہ کرو) تاکہ تم فلاح پاؤ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۳۵) حوالہ :۔ جس چیز کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان' نیک اعمال' عبادات' پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا

یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے۔ دل میں یاد الٰہی (عشق الٰہی) کی تڑپ پیدا کر دے۔ (تو) اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں (بلکہ) ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ (پیدل) طے کیا ہے اور ان کی (تلاش کے بعد) رہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت و حکمت پر مہر و ماہ (یعنی سورج و چاند) بن کر چکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ قول جمیل اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل شاہ دہلوی کو بھی لکھنا پڑا کہ اہل قلوب یعنی سالکان راہ طریقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے۔ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۳۵ کی تشریح صفحہ ۴۶۶ تفسیر ضیاء القرآن پارہ ۔۶)۔ اطاعت رسول اللہ کو عام زبان میں پیروی رسول اللہ کہتے ہیں اور دور حاضر میں بیعت مرشد اطاعت رسول اللہ ﷺ کا بہترین طریقہ ہے۔ حضور ﷺ نے جو خلفاء راشدین کی جماعت بنائی تو ان کے ذریعے سلسلہ بیعت یعنی بیعت طریقت (جس کو عام طور پر پیری مریدی بھی کہتے ہیں) تمام دنیا میں پھیل گیا اور اب بھی جاری و ساری ہے کہیں اس کو طریقہ مقربین الٰہی کہا جاتا ہے کہیں انعام یافتہ لوگوں کی راہ کہلاتی ہے کہیں راہ ہدایت کہا جاتا ہے اور کوئی صراط مستقیم کہتا ہے تو کوئی راہ توحید کہتا ہے اور اس کو پیری مریدی بھی کہتے ہیں الغرض کچھ بھی کہا جائے ان تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام کا ایک استاد ہوتا ہے اور جس کام کو سیکھنا ہو اس کام کے ماہر استاد کے پاس ہی اس کام کو سیکھنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ بغیر جائے وہ کام احسن طور پر نہیں سیکھ سکتا۔

(۱) اگر آپ اپنے بچہ کو تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں تو بچہ کو اسکول پڑھنے یعنی علم حاصل کرنے کے لئے جانا پڑے گا۔ اور جب تعلیم مکمل کرلے گا تب تعلیم یافتہ کہلائے گا اور اگر اس نے اسکول میں داخلہ نہیں لیا یا داخلہ لینے کے بعد اسکول چھوڑ کر بھاگ گیا تو یہ بچہ تعلیم سے نابلد یعنی غیر تعلیم یافتہ ہے۔

(۲) اگر آپ اپنے بچے کو عالم دین بنانا چاہتے ہیں تو دارالعلوم میں داخلہ دلانا پڑے گا اور دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسے سند ملے گی اب یہ بچہ نہیں رہا بلکہ عالم دین کہلائے گا اور اگر مزید علم دین حاصل کیا تو مفتی ہو گیا اور اگر مدرسے سے بھاگ گیا تو یہ غیر تعلیم یافتہ رہے گا۔

(۳) اگر ڈاکٹر یا وکیل یا انجینئر بنا ہے تو ڈاکٹر بننے کے لئے میڈیکل کالج، وکیل بننے کے لئے لاء کالج اور انجینئر بننے کے لئے انجینئرنگ کالج میں داخلہ لینا پڑے گا۔ پھر کورس مکمل کرنے کے بعد جب کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کو سند ملتی ہے تو اب یہ مکمل ڈاکٹر، وکیل یا انجینئر ہو گیا اور اس سند کو سب لوگ مانتے ہیں۔ اور بعض لوگ تو اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے غیر ممالک میں بھی بھیجتے ہیں اور بچہ جب کامیاب ہو کر آتا ہے تو بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ میرا بچہ اعلیٰ تعلیم غیر ممالک سے حاصل کر کے آیا ہے جب کہ بعض افراد کو حکومت اپنی جانب سے اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے مناسب جگہوں پر متعین کرنے کے لئے خود بھیجتی ہے اور جب وہ تعلیم مکمل کر کے آتا ہے تو پھر گورنمنٹ اس کو اس کام پر متعین کرتی ہے جس کی تعلیم مکمل کر کے اور تربیت حاصل کر کے وہ شخص آیا ہے۔

اسی طرح ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس قدر قادر ہے کہ اس کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا یہ اس کی شان قدرت ہے اس نے قادر اور مالک ہونے کی وجہ سے اس پوری کائنات کا ایک نظام بنایا ہے جس کا ذکر یہاں کرنے سے مضمون طول پکڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار اپنے خلیفہ (نائب' اسسٹنٹ) بنائے جن کی تعلیم و تربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ اور ان کو نبوت و رسالت کے ارفع و اعلیٰ منصب پر فائز کیا تو ان انبیاء و رسل کا کتنا بڑا مقام ہے کہ ان کا سکھانے پڑھانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یعنی جانشین ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کام پر مامور ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے سارے اختیارات عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے انبیاء کرام کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ اور اسی لئے ساری کائنات کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اے میرے محبوب ﷺ آپ فرمائیں اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۵۸) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ (اے حبیب ﷺ) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (پارہ ۲۲ سورہ سبا آیت ۲۸)

حدیث شریف :۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام مخلوق کا رسول ہوں (مسلم شریف و مشکواۃ شریف اخذ کتاب فی علم الرسول صفحہ ۶۵)

اسی لئے حضور ﷺ نے حکم الٰہی کے تحت خلفاء راشدین کی جماعت نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے مقرر فرمائی (جماعت کا ذکر ہم نے اپنی اس کتاب میں متعدد مرتبہ کر دیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام کو ذہن نشین ہوجائے اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے کہ مقرر کردہ جماعت کون سی ہے) اب اگر کسی کو رشد و ہدایت چاہئے تو اگر غیر مسلم ہے تو پہلے مسلمان ہو اور رسول اللہ ﷺ کی دل و جان سے پیروی کرے اور پھر کسی مرشد کامل سے بیعت ہو اور اگر پیدائشی مسلمان ہے تو پھر رشد و ہدایت حاصل کرنے کے لئے کسی بھی صاحب اجازت خلیفہ یعنی مرشد کامل کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کی خاطر بیعت کرے یہی طریقہ راہ رسول اللہ ﷺ ہے جو حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے جاری فرمایا اور تاحال جاری و ساری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا اب جو بھی ہدایت چاہتا ہے اس طریقہ پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ مقبول و محبوب ہو گا۔ کیونکہ یہی طریقہ صراط مستقیم ہے۔ جس پر چل کر انعام یافتہ یعنی صدیقین ہوئے ہیں۔ صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہونا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی بڑا بلند و بالا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا علم

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو دین کی دعوت دی جس نے دین کی دعوت کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔ جس نے خلوص و محبت سے حضور ﷺ کی اطاعت و پیروی نہیں کی اور ان کے دلوں میں نفاق رہا تو اس نفاق کی وجہ سے وہ منافق ہوگئے اور جو ایمان لائے' ثابت قدم رہے اور حضور ﷺ کی دل و جان سے پیروی کرتے رہے ان کے اس خلوص و محبت اور اطاعت و پیروی رسول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا یہ صحابی رسول ہوئے اور یہی اولیاء کاملین کی صف اول میں ہیں۔ اور انہوں نے حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے دین کی تکمیل ہی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے بلند و بالا مقام پر فائز ہوگئے اور حضور ﷺ کی اطاعت کی وجہ سے یہ رشد و ہدایت کے ذریعہ عارف باللہ ہوگئے۔ جیسا کہ پچھلے عنوانات میں ذکر ہو چکا ہے کہ نسل انسانی کی رشد و ہدایت کا طریقہ جو حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے جاری فرمایا وہ آج بھی اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے پاس من و عن موجود ہے۔ کیونکہ اطاعت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اولیاء اللہ دنیا مین حجت اللہ یعنی اللہ کی برہان ہیں اور وصی اللہ ہیں جس کی مثال حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ معین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت نظام الدین محبوب النبی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت صابر علاؤالدین کلیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ سب اپنے اپنے مرشدان کامل کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے رشد و ہدایت اور عرفان الٰہی کے بلند و بالا مقام پر مشل

آفتاب کے روشن ہیں اور ان کی روشنی سے آج بھی اہلیان معرفت کو استفادہ ہو رہا ہے۔

یہ بات تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جو شخص مرید ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے تاکہ مرید یعنی طالب مولا اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو جائے تو اس کے لئے اطاعت و پیروی رسول اللہ ﷺ فرض عین ہے۔ بغیر محبت و اطاعت رسول اللہ ﷺ کوئی بھی کامیاب و کامران نہیں ہوا اور نہ ہو گا۔ اب جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں بیعت کرتا ہے یعنی اپنے آپ کو شیخ کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تاکہ مرشد اللہ اور رسول کی محبت کا جو بھی طریقہ بتائیں گے اس پر خلوص نیت اور صدق دل سے رضائے الٰہی اور محبت رسول کے لئے عمل کروں گا۔ اور شیطان کے بہکانے یا لوگوں کے ورغلانے یا کسی دنیاوی غرض و غائت کی وجہ سے نہیں بھاگوں گا اور اس علم کی تکمیل کروں گا لہٰذا یہ شخص مرید ہو کر اللہ اور رسول کا ہو گیا۔ اب اس قول و قرار کے بعد مرشد کی تعلیمات پر خلوص نیت سے عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو جاتا ہے لیکن مرشد سے بھاگنا اللہ تعالیٰ سے بھاگنا ہے اور پھر جو اللہ اور رسول سے بھاگا آپ خود فیصلہ کر لیں کہ ایسا شخص نیک بخت ہوا یا کمبخت ہوا۔ بد قسمت ہوا یا خوش قسمت ہوا۔

عرفان یعنی معرفت الٰہی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے چونکہ اللہ تعالیٰ قلب کے اندر اور شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور اول و آخر ظاہر و باطن موجود ہے اس لئے خالق کائنات یعنی اللہ تعالیٰ جو سب سے قریب ہے اس کو جاننا بے حد ضروری ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر بالغ مرد اور عورت پر علم دین حاصل کرنا فرض ہے۔ آپ خود سوچیں کہ علم دین حاصل کرنا فرض

ہے اور جو خالق کائنات شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس کی معرفت جو تمام نعمتوں سے افضل ہے اس کو سیکھنا اور سیکھ کر اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر کے عارف "باللہ" کے بلند و بالا مقام تک رسائی حاصل کرنا کس قدر اللہ تعالیٰ کی نوازش اور کرم کی بات ہے۔ اور اولیاء اللہ اور مشائخ عظام اس آیت کے تحت معرفت الٰہی کو فرض عین سمجھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت تمام علوم پر مقدم اور تمام نعمتوں سے افضل ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ (اور اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے) جو شخص بنا رہا۔ اس دنیا میں اندھا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔ اور بڑا گم کردہ راہ ہو گا۔ (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۲) اور اس حدیث شریف سے بھی بات واضح ہو جاتی ہے حدیث شریف:۔ جب تم نماز پڑھو تو ایسی پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور جب تک اس مقام پر نہ پہنچو تو یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ جب تک تم کو کوئی مرشد نہ ملے جو عرفان الٰہی کی تعلیم سے نوازے تو اس وقت تک یہ خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرفان کے اس مقام تک پہنچنے کے لئے مرشد کی تعلیم و تربیت فرض عین ہے۔ کیونکہ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ تم نماز ایسی پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو اگر دیکھنا ناممکن ہوتا تو یہ حدیث شریف میں کبھی وارد نہ ہوتا پھر یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے پہچانا اپنے رب کو" اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو میں اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب التوحید)

اس آیت اور حدیث کی روشنی میں لاتعداد لوگوں نے اپنے اپنے مشائخ عظام اور مرشدان کامل سے بیعت ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل

کیا ہے یہ ایسی بات ہے کہ پوری ملت اسلامیہ جانتی ہے اور عام بات ہے کہ ہر علم کا ایک استاد ہوتا ہے۔ اسی لئے جن لوگوں نے مرشد کی تعلیم و تربیت کو اپنایا اور خلوص و محبت سے عمل کیا تو انہوں نے اللہ کے مقبول و محبوب ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مقام حاصل کیا۔ اور ان بزرگوں کا نام آج بھی پوری ملت اسلامیہ عقیدت و محبت سے لیتی ہے اب جس کو اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کسی مرشد کامل رہبر کامل کو تلاش کر کے بیعت ہوں اور اطاعت شیخ احسن طریقے پر کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کر کے اپنی محبت و عشق کی تکمیل کریں۔

حوالہ :۔ علم ظاہری اور علم باطنی یعنی علم شریعت اور طریقت۔

شریعت کا حکم ہمارے ظاہر پر ہے۔ اور معرفت کا حکم ہمارے باطن پر ہے۔ دونوں علم جمع ہو جائیں تو ان کا نتیجہ علم حقیقت ہے۔ محض علم ظاہری سے حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ کامل عبادت (یعنی معرفت الٰہی) کے لئے دونوں علوم ضروری ہیں۔ ایک علم کافی نہیں۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے "میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنی میری معرفت حاصل کریں۔ پس جو اس ذات باری کو پہچانتا ہی نہیں وہ کس طرح اس کی عبادت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا کہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔ لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت (پہچان) کے لئے پیدا کیا ہے۔

(کتاب سرالاسرار عنوان مقدمہ علم صفحہ ۲۱، ۲۳)

شریعت‘ طریقت‘ حقیقت معرفت

حدیث شریف :۔ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ شریعت میرے اقوال کا نام ہے۔ طریقت میرے اعمال کا نام ہے۔ حقیقت میری باطنی کیفیت کا اور معرفت میرا راز ہے۔ (حوالہ کتاب تواریخ آئینہ تصوف صفحہ ۲ اور روحانیت اسلام صفحہ ۷۳)

حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت فرمائی اور ان کو شریعت‘ طریقت‘ حقیقت او معرفت جیسے ارفع و اعلیٰ علوم سے آگاہ فرمایا۔ یہی حضور ﷺ کی عملی زندگی بھی ہے اور علمی زندگی بھی اس طرح یہ صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین حضور ﷺ کے علم کے وارث ہوئے۔ چونکہ جب دنیاوی طور پر دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر کے انسان عالم دین اور مفتی بن جاتا ہے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد جو اسے سند ملتی ہے تو اس سند کو تمام لوگ مانتے ہیں اور مذکورہ شخص کو عالم دین یا مفتی کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ دنیاوی نظام ہے۔

جب حضور ﷺ خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعلیم و تربیت فرمائیں اور انہیں سکھائیں پڑھائیں تو پھر حضور ﷺ کے سکھائے پڑھائے اور تعلیم و تربیت مکمل کئے ہوئے ”صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم“ بالخصوص خلفاء راشدین سے بڑا عالم کون ہے۔ جیسا کہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی محبت اور عشق اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق ہے اور حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اور حضور ﷺ نے جو بھی علم سیکھا اللہ تعالیٰ سے سیکھا تو محبوب و مطلوب ذات الٰہی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جو علم یا جو تعلیم و تربیت صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین نے حاصل کی اور آپ ﷺ نے ان کو سکھائی وہ تمام تعلیم و

تربیت وہ تمام علوم جو حضور ﷺ کے ذریعے صحابہ کرام کو حاصل ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کا علم ہے کیونکہ حضور ﷺ کا سکھانا اللہ تعالیٰ کا سکھانا ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام امت محمدیہ ﷺ میں بزرگ و برتر ہیں کہ تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین رسول اللہ ﷺ کی صحبت یا فیض کی بدولت اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب بندے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ اسی لئے ان کا مقام انتہائی عظمت والا ہے۔

جس طرح کوئی کام کوئی سیکھنے کے لئے جاتا ہے تو اس سیکھنے والے کو استاد طریقہ بتلاتا ہے کہ کام اس طرح ہوگا جب شاگرد استاد یعنی سکھانے والے کے حکم کو مانتا ہے اور دل لگاکر کام کو سیکھتا ہے یا علم حاصل کرتا ہے تو کچھ عرصہ میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اس ہنر یا علم کا استاد خود ہوجاتا ہے۔

حضور ﷺ نے شریعت سارے مسلمانوں کے لئے مقرر کردی حضور ﷺ کے حیات ظاہری سے لے کر تاقیامت سب مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا ہے۔

طریقت :۔ جب نماز پڑھتے ہیں تو نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر ڈوب کر پڑھنا چاہیئے کہ حدیث شریف کے مطابق کہ تم جب نماز پڑھو تو ایسی پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہیں تو یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آگ لینے گئے تو ان کو درخت پر اللہ تعالیٰ کی تجلی یعنی انوار نظر آئے۔ (پارہ ۲۰ پارہ ۱۶

سورہ طٰہٰ آیت ۸ تا ۱۴ ترجمہ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ پارہ ۲۰ سورہ القصص آیت ۲۹ تا ۳۰ ترجمہ ضیاء القرآن)۔ تو انسان تو درخت سے افضل ہے اور اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ (پارہ ۲۶ سورہ ق آیت ۱۶) اور اس کے اول و آخر ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ موجود ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب و عرفان کے لئے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو شیخ مرید کو طریقہ بتلاتا ہے۔ جب مرید شیخ کے بتلائے ہوئے طریقے پر خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مرید کو بصیرت بھی عطا فرما دیتا ہے۔ بصارت اور بصیرت عطائے الٰہی ہے یہاں اس بصارت کا ذکر ہے کہ مومن کی فراست سے بچو مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل عظیم کی وجہ سے مرید کو اپنا عرفان عطا کرتا ہے۔ اور اپنا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ مرشد کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے کو طریقت کہتے ہیں۔ عمل کے بعد حقیقت کا انکشاف ہوا یہ حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ کا عرفان ہوا یہ ہے معرفت' یہ شہادتیں ہیں کہ نماز ایسی پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو دوسری حدیث جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے پہچانا اپنے رب کو۔ ان حدیثوں کا انکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار' یہ علم و عمل اولیاء اللہ اور مرشد کامل سے ملتا ہے۔

تَصَوُّف

قرآن شریف کی آیت:۔

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" ج

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا مومنوں پر کہ اس نے بھیجا ان میں ایک رسول۔ انہیں میں سے۔ جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب (یعنی قرآن) اور حکمت سکھاتا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان سکھاتا ہے)

(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۴)

اس آیت مبارکہ میں لفظ "من" جو موجود ہے۔ یہ لفظ نعمت عظیم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ہدایت کے لئے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔ مومن تو پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہیں پھر احسان عظیم کے بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟ احسان عظیم کا مقصد اولیاء اللہ اور بزرگان دین یعنی اہل طریقت یہ لیتے ہیں کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ کے محبوب رسول ﷺ سے بے پناہ محبت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جو علم کتاب و حکمت معرفت یعنی تزکیہ نفس کا طریقہ سکھایا

ہے وہ میرے محبوب آپ ﷺ مسلمانوں کو بتائیں تاکہ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت سے ان کو علم معرفت آجائے یعنی علم کتاب و حکمت سے آگاہ ہوجائیں یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے علم سے آگاہ ہوکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور زیادہ مقبول و محبوب ہوجائیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عرفان سب سے بڑی عظیم نعمت ہے اور اسی طرح یہ علم بھی سب علموں سے ارفع و اعلیٰ ہے اور اس علم معرفت کا حصول فرض عین ہے کیونکہ جس کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت و عشق ہوگا وہی تو اللہ اور اس کے رسول کے اور زیادہ سے زیادہ قریب ہوکر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور جو اس علم کی طرف توجہ نہیں دیتا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غافلوں میں لکھا جاتا ہے اس ضمن میں حدیث شریف ہے کہ۔

"جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور اسے نہ مانا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غافلین میں لکھا جاتا ہے۔"

(کتاب کشف المحجوب تیسرا باب پہلی فصل صفحہ ۵۳
اور روحانیت اسلام صفحہ ۷۳)

اور شریعت طریقت حقیقت اور معرفت یہ علوم حضور ﷺ کے عطا کردہ ہیں۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعہ تمام ملت اسلامیہ میں موجود ہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف ہے کہ

"حضور ﷺ نے فرمایا شریعت میرے اقوال کا نام ہے۔ طریقت میرے اعمال کا نام ہے۔ حقیقت میری باطنی کیفیت کا اور معرفت میرا راز ہے۔"

(کتاب تواریخ آئینہ تصوف صفحہ ۲ اور کتاب روحانیت اسلام صفحہ ۷۳)

غرضیکہ دونوں عالم کی عظیم نعمت جو حضور ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان ہے۔ درحقیقت تصوف اس علم کو کہتے ہیں جس پر مرید یعنی طالب مولا اپنے مرشد یعنی شیخ کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مرید کے خلوص اور محبت کی وجہ سے اس مرید کو اپنے اوصاف سے متصف کر دیتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب بندہ اور اوصاف الٰہی کی وجہ سے طریقت میں صوفی کہلاتا ہے۔
حدیث شریف ہے کہ

"اللہ تعالیٰ جس بندہ سے راضی ہوتا ہے اس کی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہے۔ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔"

(بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق)

حوالہ:۔ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ حکمت جامعہ حق کی شناخت اور اس پر عمل کرنا ہے اور باطل کی پہچان اور اس کو ترک کرنا ہے۔"

اور حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا

"جس نے اپنے نفس اور پیدا کرنے والے کو پہچان لیا اس نے بالتحقیق اپنے رب کو پہچان لیا۔ اور اس کی فرمانبرداری کی غرضیکہ انسان خاص کا منزل مقصود قرب الٰہی حاصل کرنا ہے۔"

(حوالہ کتاب سرالاسرار فصل اول صفحہ ۳۳،۳۱)

حوالہ :۔ ”دائمی ذکر واذکار سے دل کی اندر مقام سر میں جو باطنی آنکھ ہے۔
اس کو نور توحید سے بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب انوار الٰہی
جلوہ فرما ہوتے ہیں تو بشریت حدت انوار الٰہی سے برف یا گھی کی
طرح پگھل جاتی ہے اور بالکل فنا ہو جاتی ہے پس یہ فنا اور فنا الفنا کا
مقام ہے۔ یہ تجلی تمام قسم کے انوار کو مٹا دیتی ہے۔ ارشاد ہے کہ
اس کی ذات کے سوا ہر شئے فانی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ
کی ذات وصفات میں فنا ہیں۔“

حدیث شریف :۔ ”حضور ﷺ نے فرمایا میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک ایسا
وقت ہوتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبی
مرسل کو گنجائش ہے۔“

(حوالہ کتاب سر الاسرار فصل ۱۵ صفحہ ۱۲۳، ۱۲۵)

جواہرات کی قدر بادشاہ جانتا ہے یا پھر جوہری لیکن ہر ایک نہیں جانتا۔ اسی طرح صوفی کی قدر مشائخ کرام اور اولیاء اللہ جانتے ہیں سب کو اس کا علم نہیں۔ علم تصوف کوئی نیا علم نہیں یہ تو سب کو معلوم ہے کہ جو چیز زیادہ ہوتی ہے اس میں کم مقدار والی چیز مل کر زیادہ مقدار والی شے کی صفت قبول کر لیتی ہے۔ جس طرح ایک بالٹی دودھ میں ایک گلاس پانی ڈال دیں پانی دودھ میں شامل ہو کر دودھ کی صفت میں تبدیل ہو جائے گا۔ یعنی دودھ میں شامل ہو کر دودھ بن جائے گا۔ آگ جل رہی ہے اس میں جو بھی لکڑی ڈال دیں وہ بھی جل کر آگ کی صفت قبول کر کے آگ ہو جائے گی۔ اسی طرح لوہے کو آگ میں ڈال دیں تو لوہا آگ کی صفت سے لال ہو جائے گا۔ اگر نمک کی کان میں (کان یعنی نمک نکلنے کی جگہ) کوئی چیز نے جا کر ڈال دیں وہ چیز بھی کچھ عرصہ بعد نمک کی صفت قبول کر لے گی۔ ایسی ہی ہزاروں مثالیں ہیں۔

جب کوئی دارالعلوم میں داخلہ لیتا ہے تو عالم کی صحبت اور تعلیم و تربیت سے عالم ہو جاتا ہے۔ اور جب اسکول میں بچہ جاتا ہے تو استاد کی صحبت اور تعلیم و تربیت سے یہ بچہ تعلیم یافتہ ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام تر آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور دنیاوی مثالوں کے حوالوں کے بعد یہ بات واضح ہو گئی اور حاصل کلام یہ ہے کہ یہ علم اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا اور یہ علم (یعنی علم تصوف) اللہ تعالیٰ کی عطا یعنی عطاء الرحمٰن ہے۔

حدیث شریف (قدسی) "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ بس میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ وہ میری معرفت حاصل کریں۔" (حوالہ کتاب سرالاسرار عنوان علم صفحہ ۲۳)

لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور جمال سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا۔ غرض یہ کہ حضور ﷺ جملہ کائنات کی ابتداء و اصل ہیں۔ (سرالاسرار صفحہ ۱۳، ۱۵) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے ہی نور خاص سے وجود بخشا اور اپنی ہی صورت اور صفت پر بنایا اور حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت عالم بالا میں ہی کی اور حضورؐ کو بتلایا کہ میں اللہ ہوں اور آپ ﷺ میرے محبوب رسول "محمد" ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "لا الہ الا اللہ" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "محمد رسول اللہ" کلمہ شریف مکمل ہو گیا۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں پھر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کب تک عالم بالا میں اپنے پاس رکھا یہ اللہ تعالیٰ جانے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد ﷺ جانیں اللہ تعالیٰ کے پاس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہونے کی ہی وجہ سے تو رہے اور اسی لئے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے

مظہر اعلیٰ ہیں اور دنیاوی نظام کے تحت بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج میں بلاکر اس قدر قریب کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے شانہ مبارک پر رکھا جس کی ٹھنڈک حضور ﷺ نے اپنے دل میں محسوس کی۔ حضور ﷺ پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے نور ہیں اور معراج میں اللہ تعالیٰ سے مل کر نور علیٰ نور ہو گئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب مدارج النبوت حصہ اول صفحہ ۳۰۵) جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ (پارہ ۲۳ سورہ "ص" آیت ۷۵) اور اپنی صورت اور صفت پر بنایا (تفسیر روح البیان پارہ اول صفحہ ۲۰۱) اسی طرح حضور ﷺ عالم بالا ہی سے اللہ تعالیٰ کی صورت و صفت سے متصف ہیں اور معراج میں حضور ﷺ کو دنیاوی نظام کے تحت اللہ تعالیٰ نے سراپا اپنے رنگ میں رنگ دیا یعنی صفت سے متصف کر دیا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے۔ (پارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۱۳۸)۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نوری فرشتہ ہو کر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ جا سکے۔ اگر آگے جائیں تو ان کے پر جل جائیں۔ لیکن حضور ﷺ عالم بالا میں بھی اللہ تعالیٰ کے پاس رہے معراج میں بھی اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور دل میں بھی اللہ تعالیٰ موجود ہے تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

حدیث شریف :۔ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ جس میں نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ کسی نبی مرسل کی گنجائش ہے۔"

(حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۱۵ صفحہ ۱۶۵)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ "اے میرے محبوب وہ خاک جو تم نے (دشمنوں کی جانب) پھینکی تھی۔ وہ تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔"

(پارہ ۹ سورۃ انفال آیت ۱۷)

اسی سلسلے میں یہ آیت بھی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔

"اے میرے محبوب وہ جو آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

(پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

تمام تفصیلات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خلیفہ اول یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنی صفات سے متصف کر دیا۔ اس مقام کو تصوف میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ صفات الٰہی سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہو کر "صورت رحمٰن ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کا چہرہ وجہ اللہ ہے انبیاء کرام کا چہرہ بھی وجہ اللہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت وصفت پر بنایا۔" (تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۲۰۱)

چونکہ حضور ﷺ فنا فی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی برہان یعنی دلیل ہیں یعنی حجتہ اللہ اور وصی اللہ یعنی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے یعنی حکم ماننے والے ہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ کی محبت و عشق اور آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کی وجہ سے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کا چہرہ بھی وجہ اللہ ہے اور یہ حضور ﷺ

کی بہترین برہان یعنی دلیل و حجت ہیں اور حضور ﷺ کی برہان ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی برہان یعنی دلیل ہونا ہے اسی لئے خلفاء راشدین بہترین حجتہ اللہ ہیں اور وصی اللہ ہیں یعنی حضور ﷺ کی اطاعت کرنے والے اور حضور ﷺ کا وصی ہونا اللہ تعالیٰ کا وصی ہونا ہے اسی لئے یہ وصی اللہ بھی ہیں۔ حضور ﷺ کی برہان اور وصی خلفاء راشدین ہیں اور خلفاء راشدین کے خلیفہ ان کے برہان اور وصی ہیں اور اسی طرح خلیفہ در خلیفہ اولیاء اللہ' اللہ تعالیٰ کی برہان یعنی دلیل یعنی حجت اللہ ہیں اور وصی اللہ ہیں جیسا کہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ بہ تحقیق اولیاء اللہ' انبیاء کرام کے وصی اور خلیفہ اور غلام ہیں۔ (کتاب فیوض غوث یزدانی ترجمہ فتح الربانی تیسری مجلس صفحہ ۱۰۳ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور)

اللہ تعالیٰ بندے کے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے یعنی دل میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ میں بندے کے اول و آخر ہوں اور ظاہر و باطن ہوں۔ (پارہ ۲۷ سورہ حدید آیت ۳) اللہ تعالیٰ دل میں موجود' اول و آخر' ظاہر و باطن موجود ہو۔ پھر اس پر اللہ کا رنگ نہ چڑھے گا تو کس پر چڑھے گا۔ رنگ چڑھنا یعنی اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہونا ہے۔

سب سے بہتر رنگ اللہ تعالیٰ کا رنگ ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے۔ (پارہ اول سورہ البقرہ آیت ۱۳۸) اور جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ (پارہ ۲۷ سورہ حدید آیت ۴) اور اللہ تعالیٰ اپنی موجودگی کی طرف توجہ دلا رہا ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ اور خود اپنے آپ میں کیوں نہیں دیکھتے۔ (پارہ ۲۶ سورۃ الذاریات آیت ۲۱) اس ضمن میں درج ذیل احادیث پیش کی جارہی ہیں حدیث شریف کا ترجمہ :۔

"حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا اخلاق پیدا کرو۔"

(حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۶ صفحہ ۵۶ ذکر تصوف)

یعنی جامہ بشریت اتار کر صفات الٰہی کا لباس پہنو حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ علم کی تلاش اور تحصیل ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور اس علم سے مراد علم معرفت اور قرب الٰہی ہے۔ (حوالہ کتاب سرالاسرار پانچویں فصل صفحہ ۸۷) اسی لئے حدیث قدسی ہے کہ۔

"انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔
جس کو میں اپنے بندوں کے دلوں میں رکھتا ہوں اور جس
سے میرے سوا کوئی آگاہ نہیں۔"

چنانچہ حدیث قدسی میں فرمایا کہ

"میں اپنے بندوں کے گمان کے نزدیک ہوں اور
اس کے ساتھ ہوں جس وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے۔"

(سرالاسرار فصل اول صفحہ ۳۳، ۳۵)

اور مزید حوالوں سے مضمون طویل ہو جائے گا۔

علم تصوف کی تعلیم حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو دی اور صحابہ کرام کے ذریعہ تمام ملت اسلامیہ میں یہ تعلیم اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کے ذریعہ پھیلی۔

حوالہ :۔ "تصوف کا ضابطہ اور قانون دیرینہ ہے یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ اس پر پیغمبروں اور صدیقین کا عمل رہا۔ تصوف دین و ایمان کی جان ہے اگر تصوف کی ابتدا پر غور کرو گے تو اسکو حضرت آدم علیہ السلام سے ہی پاؤ گے۔ اس عالم کے پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو حق تعالیٰ نے خلافت عطا فرمائی۔ یعنی اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر صوفی بنایا،

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے خلافت حضرت شیث علیہ السلام کو سپرد فرمائی یعنی اپنا خلیفہ بنایا۔ اسی طرح نسل در نسل اسی طریقے پر عمل رہا۔ تصوف کی دولت ایک نبی سے دوسرے نبی کو یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی چنانچہ صوفی و صافی اول حضرت آدم علیہ السلام کی اس خلوت در انجمن کے لئے خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی۔ یعنی دنیا کی پہلی خانقاہ کعبہ مکرم ہے اس سے پہلے کسی خانقاہ کا وجود نہ تھا۔"

خرقہ اور خانقاہ کی اصل حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے قائم ہے پھر جب دور مبارک حضرت سیدنا نبینا سلطان الاولیاء و انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا آپہنچا تو حضور ﷺ نے اسی طرح کمبل اوڑھنا اختیار کیا۔ یعنی کملی والے آقا نے کملی اوڑھنا اختیار کیا اور کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہی طریقہ رہا۔ اور ان کی روش بھی یہی رہی اور اسی خانقاہ یعنی خانہ کعبہ (یعنی بیت اللہ شریف) کا قصد کیا۔ علاوہ ازیں اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ میں ایک گوشہ معین کر دیا۔ اور اصحاب میں سے وہ گروہ جو طالبان راہ طریقت بعنوان خاص تھے۔ ان سے راز و نیاز کی باتیں وہیں ہوا کرتی تھیں۔ ان میں بعض ضعیف تھے اور بعض جوان تھے جیسے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نیز حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تمام حضرات کو حضور ﷺ وہاں

ﷺ وہاں خاص خاص اوقات میں بٹھاتے تھے اور اسرار الٰہی کی باتیں کرتے۔

اس خاص جماعت صوفیہ کے لوگ قریب' قریب ستر تھے۔ حضرت محمد ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی صحابی کی عزت و تکریم فرماتے تو ان کو ردائے مبارک یا اپنا پیرہن شریف عنایت فرماتے اور صحابہ کرام میں وہ صوفی سمجھا جاتا تھا۔

"ان مندرجہ بالا تمام باتوں سے وضاحت ہوگئی" اب تم جان سکتے ہو کہ تصوف اور طریقت کی اول ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کا تتمہ یعنی اس کی تکمیل جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ اب زیادہ طول کی ضرورت نہیں۔ (حوالہ مکتوبات صدی اکیسواں باب از حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ)

صوفی

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا جیسا کہ حدیث شریف میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا۔ (حوالہ تفسیر روح البیان پارہ اول صفحہ ۲۰۱) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت اور صفت پر بنایا تو اپنے محبوب رسول ﷺ کو کس کی صورت و صفت پر بنایا یہ بات تو سب اہل ایمان جانتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور ساری کائنات آپ ﷺ ہی کی وجہ سے تخلیق کی گئی حدیث قدسی۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔"

(حوالہ کتاب سرالاسرار فصل ۱۹ اس حدیث کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب شہنشاہ کونین میں زیر عنوان شہنشاہ کونین کا مطالعہ کریں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے نور سے وجود بخشا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ دنیاوی نظام کے تحت سید کی اولاد سید۔ شیخ کی اولاد شیخ اور پٹھان کی اولاد پٹھان کہلاتی ہے اور ایک شمع سے ہزاروں شمعیں روشن ہو جاتی ہیں۔

ایک آدم علیہ السلام سے لاتعداد آدم دنیا میں موجود ہیں اور سب اصل ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے وجود بخشا اور جو صورت اور صفت حضور ﷺ کو عطا فرمائی اس حسن و جمال کے پیکر کا نام "محمد" ﷺ رکھا۔ یہ بھی فیصلہ شدہ بات ہے کہ ایسی ارفع و اعلیٰ حسن و جمال

والی صورت اس سے پہلے نہیں بنائی گئی اور نہ اب ہے اور نہ آئندہ بنائی جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو سارے عالم سے نرالا اور انوکھا بنایا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے نور سے وجود بخشا تو حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے جب حضور ﷺ عالم ظہور (یعنی عالم دنیا) میں تشریف لائے تو جس طرح عالم بالا میں نور رہے اسی طرح عالم ظاہر میں بھی نور ہی رہے اور آج بھی اسی طرح نور ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے قلب میں موجود' اول و آخر' ظاہر و باطن موجود ہے اسی لئے حضور ﷺ کائنات عالم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متصف ہیں نیز اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی برہان یعنی دلیل ہیں۔ اور اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی دلیل یعنی برہان صحابہ کرام ہیں جو صحابی رسول بھی ہیں اور اولیاء اللہ بھی ہیں۔ نظام دنیا ہے کہ بیٹا باپ کی دلیل عالم دین کا شاگرد عالم دین کی دلیل ہے۔ یہ بات تمام اہل علم جانتے ہیں۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفت سے اس قدر متصف ہیں کہ حضور ﷺ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جب آپ ﷺ لوگوں سے بیعت لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے میرے حبیب ﷺ جو آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں۔ (پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۰) جب حضور ﷺ نے میدان جنگ میں مٹی دشمنوں کی جانب پھینکی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے حبیب ﷺ وہ مٹی جو آپ ﷺ نے دشمنوں کی جانب پھینکی تھی۔ وہ آپ ﷺ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔"

(پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷)

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہونے کا علم صحابہ کرام کو اور خاص کر خلفاء راشدین کو سکھایا اور آج وہ علم مشائخ عظام یعنی صوفیاء کرام کے پاس من و عن موجود ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہونے والے کو صوفی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے اور اس قدر مہربان و مشفق ہے کہ بندے کے دل میں موجود ہے حتیٰ کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

"میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں"

(حوالہ کتاب سرالاسرار صفحہ ۳۵،۳۴)

اور اللہ تعالیٰ اول و آخر ظاہر و باطن بھی موجود ہے اور حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتا ہے اس کی سماعت بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔"

(حوالہ بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق)

اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ بندے کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔"

(حوالہ کتاب مکتوبات صدی چھٹا مکتوب صفحہ ۸۵)

بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ بندے کے بے حد قریب ہے۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں اور آپ ﷺ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔

"اے حبیب ﷺ! جو آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔"

(پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو محبت و عشق بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا حق دیکھا۔ اسی لئے حضور ﷺ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے اور حضور ﷺ کی اطاعت و محبت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و محبت ہے۔ اور چونکہ حضور ﷺ کی صحبت میں صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی اطاعت و محبت دل و جان سے کی اس کی وجہ سے یہ سب حضور ﷺ کے اوصاف کاملہ سے متصف ہوگئے اور چونکہ حضور ﷺ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اسی لئے حضور ﷺ کے اوصاف سے متصف ہونا اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہونا ہے اور اسی لئے صحابہ کرام صحابی رسول بھی ہیں اور اولیاء اللہ بھی ہیں۔

حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت سے حضور ﷺ کی اطاعت و پیروی سے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین اللہ تعالیٰ کی صفات سے بھی متصف ہوگئے۔ چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اصحاب صفہ افضل ہیں اور اصحاب صفہ میں عشرہ مبشرہ افضل اور عشرہ مبشرہ میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔ اسی لئے جس

چبوترہ پر اصحاب صفہ یعنی صوفی و صافی حضرات تشریف فرما ہوتے تھے وہ چبوترہ تاحال اصحاب صفہ کے نام سے موجود ہے۔

علم تصوف عطاء الرحمٰن ہے اور شیخ اپنے مریدوں کو علم تصوف کی روشنی ہی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا طریقہ بتلاتا ہے کہ جلد از جلد مریدوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب و عرفان حاصل ہو جائے۔ نیز حضور ﷺ کی اطاعت و پیروی کا حکم دیتا ہے تاکہ شریعت اور طریقت دونوں مکمل ہو جائیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے خلوص نیت کی وجہ سے فنا فی الشیخ بنا دیتا ہے اور مرید فنا فی الشیخ سے ترقی کر کے فنا فی الرسول ہو جاتا ہے اور جو فنا فی الرسول ہو جاتا ہے وہی فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا بندہ جو اس قدر اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو جاتا ہے تو ایسے اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہونے والے بندے کو (مرید کو) طریقت میں صوفی کہتے ہیں اور یہ صوفی شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت سے واقف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ایسے مقرب و محبوب اور مقبول بندے کو ہی عارف باللہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

> "عالموں پر اس صوفی کو فضیلت حاصل ہے جو اس میں ایسا کامل ہو چکا ہو کہ جو علم دین سے تعلق رکھتا ہے۔" (حوالہ کیمیائے سعادت صفحہ ۵۹)

نیز بزرگوں نے کہا کہ

> "جہاں علماء کرام کے علم کی حد کی انتہا ہوتی ہے۔ مرید کی ارادت کی وہاں سے ابتدا ہوتی ہے۔"

(حوالہ مکتوبات صدی مکتوب ۵۲ صفحہ ۳۵۰)

مریدوں کی گتھی عالموں سے نہیں سلجھ سکتی۔ کیونکہ علماء کرام مذہب والے لوگ ہیں اور مریدوں کا سوال مذہب کا نہیں بلکہ مشرب کا ہے مرید کی پیروی عالم سے جوڑ نہیں کھاتی کیونکہ عالم کا فتویٰ ظاہر شریعت پر ہوا کرتا ہے جب کہ مریدوں کا تعلق اس سے ہے جو اس کو پیش آیا کرتا ہے۔ مرید نے اپنے مر مٹنے پر کمر باندھ رکھی ہے اور عالم جتنا بھی جانتا ہے اس سے اپنی نجات کا خواہاں ہے۔ (حوالہ مکتوبات صدی مکتوب ۵۲ صفحہ ۳۵۱)

مثال :۔ "لکڑی یا لوہے کو آگ میں ڈال دیں تو لکڑی یا لوہا آگ کی صفت قبول کر کے لال ہو جاتے ہیں۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں موجود ہے۔ اول و آخر، ظاہر و باطن موجود ہے۔ اس علم کے استاد یعنی مرشد کامل کی تعلیم و تربیت سے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی نوازش اور کرم سے جس کو جتنا چاہے نواز دے اس کی مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عالم بالا ہی میں اپنی صورت اور صفت پر بنا کر اپنی ذات و صفات کا مظہر اعلیٰ بنا دیا اور پھر دنیاوی نظام کے تحت معراج میں اپنے بالکل قریب بلا کر نور اعلیٰ نور کر دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بھی اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ (پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۷۵) اپنی روح پھونکی، قلب میں خود موجود، اول و آخر باطن و ظاہر موجود اور ان کو اپنی صورت و صفت پر بنایا۔ (تفسیر روح البیان پارہ اول صفحہ ۲۰۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس عظیم منصب پر فائز کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بھی ہیں نیز صوفی اور نبی و رسول بھی ہیں۔ چونکہ انبیاء و رسول سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوتے ہیں اسی لئے انبیا و رسل سب سے بڑے صوفی ہیں۔ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے خلیفہ اور صوفی ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کا لقب "صفی

اللہ" ہے اور مکہ میں جس جگہ پر آپ تشریف فرما ہوتے تھے تو حضرت آدم علیہ السلام کی وجہ سے وہ مقام اور وہ پہاڑی بھی "کوہ صفا" کے نام سے مشہور ہوگئی ہے اور جس مقام پر مائی حوا تشریف فرما ہوتی تھیں ان کی نسبت سے وہ مقام "مروہ" کے نام سے مشہور ہوگیا۔ صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ قابل تعظیم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح جس مقام پر حضرت آدم علیہ السلام عبادت کرتے تھے وہ مقام خانہ کعبہ ہوگیا چونکہ مائی حوا سے ملاقات ہونے کے بعد جب حضرت آدم علیہ السلام اس مقام پر آئے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر اسی مقام پر ادا کیا۔ اسی لئے دنیا کی سب سے پہلی عبادت گاہ یہی خانہ کعبہ ہے پھر حضرت آدم علیہ السلام کی عبادت کرنے اور آپ کی رہائش کی وجہ سے آپ کے جسم کی برکتوں کی وجہ سے خانہ کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ شرف و بزرگی عطا فرمائی کہ اس وقت سے لے کر قیامت تک جو بھی حج یا عمرہ کرتا ہے یا کرے گا اور پھر اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس خلوص و محبت کی وجہ سے سارے گناہ بخش دے گا اور قلبی لگاؤ یعنی خلوص و محبت کی وجہ سے بندے کی صلاحیت کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کو فیوض و برکات بھی عطا فرمائے گا۔ نیز اس مقام یعنی بیت اللہ کو اس قدر شرف و بزرگی عطا فرمائی کہ جس مقام پر حضرت آدم علیہ السلام نے سجدہ ادا کیا اور عبادت کی اس مقام کو دنیا کے انسانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ملائکہ کے لئے بھی قابل تعظیم بنا دیا اور بیت اللہ شریف کے عین اوپر آسمان پر بیت المعمور (یعنی فرشتوں کا کعبہ) بنا دیا تاکہ اس عظمت و بزرگی والی جگہ پر بلاضرورت کسی فرشتے کا بھی پیر نہ پڑے یہ ہے شان اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کی۔ نیز حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ صاحبہ نے صفا اور مروہ کے درمیان پانی کی تلاش میں سات بار سعی کی تو اس وقت سے لے کر

تاقیامت کوئی بھی عمرہ یا حج کرنے والا جب تک صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی نہیں کرے گا نہ اس کا حج قبول اور نہ ہی عمرہ قبول ہو گا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ بھی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کی ولیہ بھی ہیں۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں تو ان کی امت کے اولیاء اللہ کا کیا مقام ہو گا۔ آپ خود سوچیں اور غور کریں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا اپنی ذات و صفات کا مظہر اور صورت و صفت پر بنایا اور اپنے اوصاف سے متصف کر کے صوفی و صافی بنایا اس طرح دنیا میں تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی صوفی ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبی و رسول بھی ہیں اور ان کو نبی و رسول کے نام سے سب جانتے ہیں لیکن خلیفہ اور صوفی کا نام بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں انبیاء کرام سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو یہ شرف بخشا اسی لئے انبیاء کرام اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درمیان وسیلہ یعنی ذریعہ ہیں اور جس کو بھی جو کچھ ملا ہے وہ نبیوں کے وسیلہ سے ملا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اپنا وسیلہ اور ذریعہ بنایا کہ میرے بندوں کو بتاؤ کہ وہ تمہاری پیروی کریں اور تمہارے ہی طریقے پر میری عبادت کریں۔ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور خاص سے وجود بخشا۔ ساری تعلیم و تربیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم بالا ہی میں مکمل کر دی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوصاف سے اس قدر متصف کیا کہ جو انسانی عقل و شعور سے بالا تر ہے۔ اس ضمن میں یہاں قرآن شریف کی صرف تین آیات تحریر کی جا

رہی ہیں پڑھنے کے بعد خود فیصلہ فرمائیں کہ آپ ﷺ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔

(۱) "اے محبوب ﷺ! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی۔ تم نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔

(پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷)

(۲) "اے محبوب ﷺ! وہ جو آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔"

(پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

اور حضور ﷺ سراپا اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

(۳) "ہم پر اللہ کا رنگ چڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے۔"

(پارہ اول سورہ البقرہ آیت ۱۳۸)

اسی لئے حضور ﷺ سب سے بڑے صوفی یعنی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہیں۔ اور اسی لئے آپ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور آپ ﷺ کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہے۔ حدیث شریف :۔

"حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق دیکھا۔" (مثنوی گنج راز صفحہ ۱۱)

چونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں اسی لئے صحابہ کرام آپ ﷺ کو محبت و عشق بھری نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ ان

صحابہ کرام میں اصحاب صفہ سرفہرست ہیں اور خلفاء راشدین ان میں سبقت لے گئے یعنی انہوں نے حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبت و عشق سے دیکھا اور ان سب سے آگے نکل گئے۔ جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق ؓ آپ ﷺ کی محبت و عشق میں اس قدر ڈھل گئے تھے کہ بالکل حضور ﷺ کی صورت و صفت طور طریق اور ہر اخلاق و عادات کو انہوں نے اس قدر اپنایا کہ باہر سے آنے والے کو یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں حضور ﷺ کون ہیں اور سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کون ہیں۔ اسی لئے جب حضور ﷺ پہلی مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لے کر گئے تو جو آپ ﷺ کا استقبال کرنے والے اہل مدینہ آئے تھے ان کو تردد ہوا کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ کے رسول کون ہیں۔ اس وقت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے فوراً" حضور ﷺ کے اوپر ایک چادر تان دی اور آپ ﷺ کے اردگرد صحابہ کرام ہو گئے تاکہ نمایاں طور پر لوگ آپ ﷺ سے ملاقات کریں اور اپنی محبت و عقیدت کا نذرانہ پیش کریں اسی لئے یہ عملی زندگی حضور ﷺ کی ہے کہ حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت سے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام اللہ و رسول کی محبت کی وجہ سے صحابی رسول اللہ ﷺ ہو گئے۔ ولی اللہ ہو گئے۔ اور صوفی و صافی ہو گئے اور اس کا ذکر تمام تصوف کی کتابوں اور اولیاء اللہ کے تذکروں میں موجود ہے اور سہولت کے لئے یہاں حدیث درج کی جارہی ہے۔ حدیث شریف کا ترجمہ:۔

"اسے خوشخبری ہو جس نے مجھے دیکھا اور خوشی ہو اسے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔"

(اس حدیث کا ذکر کتاب قادری نامہ حصہ دوم صفحہ ۵۸ پہلا ایڈیشن سے اخذ کیا ہے اس کتاب کے مصنف

حافظ قاری شاہ غلام رسول صاحب خطیب قادری ؒ مسجد سولجر بازار کراچی)

اسی طرح حضور ﷺ کے دور سے لے کر آج تک شیخ یعنی مرشد کو دیکھ کر اس کی پیروی یعنی اطاعت خلوص و محبت سے کرتے ہیں تاکہ حضور ﷺ کی پیروی یعنی اطاعت بہت اچھی طرح ہو سکے اور روحانی فیوض و برکات اچھی طرح حاصل ہو جائیں جیسا کہ پہلے تحریر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا جو طریقہ ہے جس کو علم تصوف بھی کہتے ہیں یہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھایا اور ان کی تعلیم و تربیت مکمل کر دی۔ صحابہ کرام نے تابعین کو سکھایا اور اسی طرح ایک دوسرے کو محبت سے دیکھتے اور سکھاتے آ رہے ہیں۔ جو آج تک جاری ہے اور تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ جیسا کہ اس سے قبل تحریر ہو چکا ہے کہ علم عرفان عطاء الرحمٰن ہے یہ ان صوفیاء کرام کے پاس ہے جنہوں نے خلوص و محبت سے اپنے اپنے وقتوں میں اپنے اپنے مشائخ کی خدمت کی اور ان کی محبت و خلوص کی وجہ سے مشائخ عظام نے ان کی تعلیم و تربیت کر کے پھر ان کو یہ علم عطا کیا ہے۔ اور یہی علم درس الٰہی ہے چونکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا اور حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھایا اسی طرح ایک دوسرے کو سکھاتے ہوئے آ رہے ہیں۔ اور صوفی کے لئے درس الٰہی اپنے شیخ یعنی مرشد سے سیکھنے کے بعد اور کون سے علم کی ضرورت رہ جاتی ہے کیونکہ درس الٰہی سے بہتر اور کون سا علم ہے۔ جو صوفی کسی اور کے پاس دوسرا علم سیکھنے کے لئے جائے۔

صوفی اطاعت شیخ کے ذریعے اطاعت رسول اللہ ﷺ کی تکمیل کرتا ہے اور اطاعت و محبت رسول ہی اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت ہے۔ صوفی کو اللہ تعالیٰ کا مخلص اور مقرب بندہ بھی کہتے ہیں۔

حوالہ :۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب عوارف العارف باب اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"یہ بات نہیں بھولنا چاہئے کہ جو احوال بلند و حالات عظیم ہم اس کتاب میں صوفیاء کی طرف منسوب کریں گے۔ وہ احوال مقربین کے ہوں گے۔ دراصل صوفی کا دوسرا نام "مقرب" ہے۔"

(حوالہ کتاب عوارف المعارف باب اول)

حوالہ :۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کئے ہیں ان کو عرش و کرسی کے درمیان حضور انس میں کھڑا کیا ہے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں وہ وجد کرتے ہیں اور وہ آسمان والوں کے صوفی ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام ان کے مرشد ہیں۔ (حوالہ کتاب تذکرہ غوث الاعظم یعنی بہجتہ الانوار و معدن الاسرار تصنیف حضرت نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف)

حوالہ :۔ صوفی کا مقصود اللہ' مطلوب اللہ' محبوب اللہ' اس کا جینا مرنا اس کی فکر اس کی عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے۔ (حوالہ کتاب طریقہ عرفان الہٰی عنوان تصوف) صوفی اپنے شیخ یعنی مرشد کی تعلیم و تربیت سے محبت و عشق رسول میں اس قدر بلند و بالا مقام حاصل کر لیتا ہے کہ اطاعت و محبت رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے اوصاف سے متصف کر دیتا ہے جس کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ بھی کہتے ہیں۔ اسی لئے اس کا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے۔

اتنی تفصیل کے بعد چند دنیاوی مثالوں سے ثابت ہے کہ اگر میگنٹ کو سادے لوہے کے ساتھ ملا کر رکھ دیں تو کچھ عرصے کے بعد اس لوہے میں میگنٹ کا اثر آجاتا ہے۔ اسی طرح عطر کی شیشی کو بکس میں رکھ دیں یا کافور یا

نفتھالین کی گولیاں بکس میں رکھ دیں تو اس کی مہک کپڑوں میں آجاتی ہے۔ اسی طرح ہزارہا چیزیں ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رکھنے سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس طرح عالم دین کی صحبت میں رہ کر بندہ عالم دین ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روزمرہ زندگی میں بے انتہا مثالیں موجود ہیں۔ جس طرح سورج کروڑوں میل کے فاصلے پر ہے لیکن سورج کی تپش سے زمین متاثر ہو کر گرم ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ کی صحبت سے صحابہ کرام حضور ﷺ کے اوصاف سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو گئے۔ اسی طرح خلیفہ در خلیفہ ہوتے چلے آرہے ہیں۔ جو اپنے مرشدان کامل کی صحبت کی وجہ سے فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مدارج پر فائز ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتے رہیں گے۔

خلافت اول (خلیفہ اعظم)

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم ہیں (حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۲۳۶ اردو ترجمہ) حضور ﷺ کی ذات مقدس ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم ہے اگر حضور ﷺ کی ذات گرامی نہ ہوتی تو حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہی نہ ہوتے بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول پارہ نمبر ا صفحہ ۴۵) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ (حوالہ کتاب سلطنت مصطفیٰ ﷺ صفحہ ۴۴'۳۵) تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ (کتاب سلطنت مصطفیٰ ﷺ صفحہ ۴۴ از مفتی احمد یار خان نعیمی) شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ کے دسویں باب میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام حضور ﷺ کے پہلے خلیفہ اور نائب ہوئے ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۲۵۱) اسی قسم کا مضمون مولوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے بھی کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بلکہ سارے پیغمبر حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۲۵۱) اللہ تعالیٰ کی اطاعت حضور ﷺ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی محبت کے لئے حضور ﷺ کی امت میں بھی سلسلہ خلافت حضور ﷺ کے ذریعے جاری کر دیا جو ابھی تک جاری ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے جو
تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو انہیں زمین میں

ضرور خلیفہ بنائے گا۔ جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے۔" (پارہ ۱۸ سورہ النور ۲۴ آیت ۵۵)

حدیث شریف:۔

"ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چار ٹوپیاں لائے اور آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کیں اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ" حکم الٰہی یوں ہے کہ یہ چار بہشتی ٹوپیاں ہیں ان کو آپ ﷺ اپنے سرمبارک پر رکھیں اور بعد ازاں اصحاب میں سے جسے چاہیں عنایت فرمائیں اور اپنا خلیفہ بنائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک گوشہ والی ٹوپی لے کر اپنے سرمبارک پر رکھی اور پھر اپنے سرمبارک سے اتار کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک پر رکھی اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔ پھر دو گوشے والی ٹوپی آپ ﷺ نے لے کر اپنے سرمبارک پر رکھی اور پھر اپنے سرمبارک سے اتار کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک پر رکھی اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔ پھر تین گوشے والی ٹوپی آپ ﷺ نے لے کر اپنے سرمبارک پر رکھی پھر اپنے سرمبارک سے اتار کر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک پر رکھی اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں اس کے بعد چار گوشے والی ٹوپی لے کر اپنے سرمبارک پر رکھی اور پھر اپنے سرمبارک سے اتار کر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرمبارک پر رکھی اور فرمایا کہ یہ آپ کی ٹوپی ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں۔" (یہ حدیث شریف شیخ الاسلام حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر مسعود اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ امام ابواللیث سمرقندی کی کتاب میں سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے روایت تحریر کی ہے اور یہ

روایت ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے افضل الفوائد حصہ اول میں درج ہے نیز یہی حوالہ کتاب اسرارالاولیاء فصل ۱۲ میں بھی درج ہے)

حدیث شریف :۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے بنی اسرائیل کے انبیاء کرام لوگوں پر حکمران ہوا کرتے تھے۔ اور ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور ان کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا۔" (بخاری شریف جلد دوم کتاب الانبیاء)

اسی لئے حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت آج تک لوگ ہدایت حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کرنے کے لئے ہدایت یافتہ خلفاء کے ہاتھوں پر بیعت کرتے آرہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت اسی طرح بیعت کرتے رہیں گے ان کو اہل طریقت مرشد شیخ اور پیر کہتے ہیں۔

دراصل یہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اردو میں پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب و عرفان حاصل کرنے کے لئے جس خلیفہ یعنی شیخ کی پیروی کرتے ہین اردو میں اس شخص کو پیر کہتے ہیں اور طریقت کو عرف عام میں پیری مریدی کہتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہی نہیں بلکہ فرض عین ہے کیونکہ یہی دین و ایمان ہے۔ ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل و جان سے چاہنے کا نام ہے۔ اور محبت رسول یہی ایمان کا حاصل ہے۔

حزب اللہ

حضور ﷺ کے صحابہ کرام حزب اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں اور یہی لوگ انعام یافتہ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر ہیں اور انبیاء و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام کا بالخصوص خلفاء راشدین کا مقام انتہائی بلند و بالا ہے جیسا کہ اس سے قبل تحریر ہو چکا ہے۔ ان ایمان والوں کا ذکر اللہ و رسول کے ساتھ قرآن شریف میں موجود ہے۔

(۱) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ "تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔ جو صحیح صحیح نماز پڑھتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں اور ہر حال میں وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں۔" (یعنی رکوع کرنے والے ہیں۔)

(حوالہ پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵۵)

لہٰذا اللہ کے نیک بندوں سے مدد لینا جائز ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہی حزب اللہ اور اولیاء اللہ ہیں۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ ان کی مدد اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ قوتیں اور صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں کہ یہ مدد کرتے ہیں۔ منجانب اللہ، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار انہیں حاصل ہے۔ اسی لئے ان کی اطاعت اور تعلیم و تربیت سے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب یعنی ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں مندرجہ ذیل آیت سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے کہ

(۲) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ "اور یاد رکھو جس نے مدد گار بنایا اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول ﷺ کو اور ایمان والوں کو تو وہ اللہ کے گروہ سے ہیں اور بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے۔"

(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵۶)

اور جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ اور ان کی مدد اللہ تعالیٰ کی مدد ہے اسی لئے ان سے مدد لینا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ۔

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے راضی ہو جاتا ہے تو جب وہ
سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا کرتا ہے۔"

(حوالہ تفصیل کے لئے بخاری شریف جلد سوئم کتاب
الرقاق حدیث شریف نمبر ۱۴۲۲ صفحہ ۵۱۲)

چونکہ تمام صحابہ کرام حزب اللہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ بندوں کے رشد و ہدایت کے لئے ان حزب اللہ میں سے ایک جماعت بنا دیجئے۔ جو لوگوں کو آپ ﷺ کی اطاعت و پیروی کا صحیح طریقہ بتائیں۔ تاکہ لوگ شیطان سے اور دنیاوی الجھنوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہو جائیں اس کام کے لئے ایک جماعت بنائیں اس حکم کے تحت حضور ﷺ نے اپنے ہدایت یافتہ انعام یافتہ اور اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب خلفاء راشدین کو اس کام کے لئے مقرر فرمایا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ "تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے روکا کرے۔ یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔" (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرے محبوب ﷺ کی راہ ہے یعنی طریقہ ہے لہٰذا اے محبوب ﷺ آپ لوگوں کو بتائیں کہ دل و جان سے آپ ﷺ کی اطاعت کریں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔

"یہ میری راہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ جو دل کی آنکھیں رکھتے ہیں (اہل بصیرت ہیں) وہ میرے قدموں پر چلیں (یعنی دل و جان سے میری پیروی یعنی اطاعت کریں)" (پارہ ۱۳ سورہ یوسف آیت ۱۰۸)

اسی لئے حضور ﷺ کی دل و جان سے اطاعت و پیروی کرنے سے صحابہ کرام کا اتنا بڑا مقام ہے کہ انبیاء و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام کا ہے۔ اور قرآن شریف میں جس جگہ بھی انعام یافتہ ہدایت یافتہ اور صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا ذکر ہے اس سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ کرام ہیں اور بالخصوص خلفاء راشدین ہیں۔ جیسا کہ یہاں پر قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ درج کیا جارہا ہے۔

(۱) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ "یہی وہ (خوش نصیب) لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی (طرف سے) درودیں ہیں (یعنی جن پر ان کے رب کی طرح طرح کی نوازشیں ہیں) اور رحمتیں ہیں۔ اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں (یعنی ہدایت یافتہ ہیں)"

(حوالہ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۷)

(۲) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔ "فرمایئے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا ہے۔"

(پارہ ۱۹ سورۃ النحل آیت ۵۹)

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا کہ قرآن شریف میں جتنی بھی تعریف و توصیف کی گئی ہے وہ صحابہ کرام کی ہے اسی لئے حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کی اطاعت کا حکم دیا۔

حدیث شریف:۔ "میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو۔"

(حوالہ مشکواۃ شریف جلد اول باب الاعتصام صفحہ ۱۶۶)

جس طرح حضور ﷺ نے ان ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کو اپنا خلیفہ بنایا اور نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے کام پر مامور فرمایا بعینہٖ خلفاء راشدین نے بھی اپنے خلیفہ بنائے اور جو حضور نبی کریم ﷺ سے تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کا طریقہ سیکھا تھا۔ وہ اپنے خلیفاؤں کو سکھا کر نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے کام پر مامور کیا۔ اور اسی طرح خلفاء راشدین کے خلفاء نے اپنے خلفاء بنائے اور اس وقت سے لے کر یہ سلسلہ اسی طرح خلیفہ در خلیفہ آج تک چلا آرہا ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت قیامت تک اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔ اسی لئے اولیاء کرام و مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل کے پاس آج بھی وہی طور طریق موجود ہے جو حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے اور خلفاء راشدین نے اپنے خلفاء کے ذریعے جاری کیا تھا۔ اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر راہ ہدایت اور صراط مستقیم اور کیا ہوگی خود فیصلہ کرلیں۔ اس کا ذکر ہم نے اپنی کتاب میں متعدد جگہ مختلف عنوانات میں کر دیا ہے۔

حضور ﷺ کی مقرر کردہ جماعت کی مخالفت نہ کریں

جب حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کی جماعت بنادی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں کو بتاؤ کہ اس جماعت کی اتباع کریں اور مخالفت نہ کریں اور کوئی گروہ۔ کوئی فرقہ نہ بنائیں۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے کہ۔

"اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ تفرقہ نہ ڈالو۔"

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑنے کا مقصد یہی ہے کہ حضور ﷺ کی اتباع و پیروی کرو اور حضور ﷺ نے جو جماعت مقرر فرمادی ہے اسی کی پیروی کرو۔ علیحدہ جماعت یعنی فرقہ نہ بناؤ کیونکہ جو لوگ جماعت و فرقہ بناکر دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں وہ لوگ قرآن شریف کی درج ذیل آیت پڑھ کر فیصلہ کرلیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔

"جو دین میں تفرقہ ڈالتے ہیں (یعنی گروہ بناتے ہیں) (اے حبیب ﷺ) آپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔" (پارہ ۸ سورہ انعام آیت ۱۶۰)

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو فرقہ یعنی گروہ بنائے گا دین میں تفرقہ (فتنہ) ڈالے گا اس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں اور جس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق، کوئی واسطہ نہیں اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے اس کی دین و دنیا سب کچھ برباد ہے۔ اسی لئے

سب سے بہترین پیروی رسول اللہ ﷺ کی ہے جو کہ صحابہ کرام کے ذریعے اور ان کے بعد اولیاء کرام کے ذریعے آج بھی موجود ہے اور اللہ تعالیٰ خود اس بات کی تائید فرمارہا ہے جیساکہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔

"اے لوگو! بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی ہی بہترین پیروی ہے۔ ہراس شخص کے لئے جو یوم آخرت کی امید رکھتا ہے۔" (حوالہ پارہ ۲۱ سورہ احزاب آیت ۲۱)

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی آگاہی فرمادی ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ صحابہ کرام کی پیروی ہی بہترین پیروی ہے۔ کیونکہ میری امت کے تہتر فرقے ہوجائیں گے جن میں سے ایک صحیح ہوگا باقی غلط ہوں گے۔ ان گمراہ فرقوں کی پیروی نہ کرنا جو غلط ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ گمراہ فرقوں کی پیروی سے بچو یعنی دور رہو جب حضور ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے تو اس وقت صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ صحیح فرقے کی پہچان کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس پر میں آج کے دن ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔ (حوالہ کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اول فصل دوم صفحہ ۳۷۲)

حضور ﷺ کے ارشاد عالی کے مطابق یہ بات واضح ہوگئی کہ اس وقت تمام صحابہ کرام حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکے تھے۔ جس کا ذکر ہم اس کتاب میں مختلف عنوانات میں مناسب جگھوں پر کر چکے ہیں یہاں ذکر کرنے سے مضمون طول پکڑ جائے گا۔ لہٰذا بات واضح ہوگئی کیونکہ یہ بیعت شدہ صحابہ کرام ہی حضور ﷺ کی اتباع و پیروی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوئے اور ان مقبول و محبوب صحابہ کرام میں خلفاء راشدین افضل یعنی صف اول میں ہیں۔ اور ان ہی خلفاء راشدین کو حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے

حکم کے مطابق بندوں کے رشد و ہدایت کے لئے مقرر فرمایا اور ان خلفاء راشدین نے اپنے خلفاء کے ذریعے یہی طریقہ قیامت تک کی نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے جاری فرمادیا اور ان خلفاء راشدین کے خلفاء نے اپنے خلفاء کے ذریعے اور یہی طریقہ آج بھی اولیاء کاملین اور مشائخ عظام کے ذریعے جاری و ساری ہے جس کا ذکر ہم نے اس سے قبل بھی وضاحت سے کر دیا ہے۔

الغرض سنت الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار خلیفہ بنائے یعنی نبی و رسول بھیجے جس کا ذکر ہم نے زیر عنوان خلافت میں کر دیا ہے۔ اور حضور ﷺ نے حدیث میں فرمایا کہ۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے بنی اسرائیل کے انبیاء کرام لوگوں پر حکمران ہوا کرتے تھے اور ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے۔ ہاں عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ ہمیں ان کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور ان کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا۔" (بخاری شریف جلد دوئم کتاب الانبیاء)

اسی لئے حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کو اس کام پر مامور کیا اور تا حال خلیفہ در خلیفہ چلے آرہے ہیں۔ اور اسی لئے بزرگان دین اور مشائخ عظام خلیفاؤں سے بیعت کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ سلسلہ خلافت آج بھی جاری ہے یہی حضور ﷺ کی مقرر کردہ راہ ہے۔ جو اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ نکالتے ہیں اور کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے۔ اور نئی راہیں نکالتے ہیں وہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ

خلیفہ کو شیخ، مرشد، امام اور پیر بھی کہتے ہیں۔ پہلے انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی جانشین ہوئے ہیں جن کو نبی و رسل کے نام سے سب جانتے ہیں۔ حضور ﷺ افضل الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ نے بھی اس سنت الٰہی کو قائم رکھا یعنی خلفاء راشدین کو اپنا خلیفہ یعنی جانشین بنایا یہ حضور ﷺ کے صحابی بھی ہیں اور اولیاء اللہ بھی ہیں اور نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو خلفاء راشدین کا ہے۔ تفصیل کے لئے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

> "اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) (فرشتے) کہنے لگے کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا۔ اس میں خونریزیاں کرے گا۔ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں۔ تیری حمد کے ساتھ اور پاکی بیان کرتے ہیں تیرے لئے۔ فرمایا بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔" (پارہ اول سورہ البقرہ آیت ۳۰)

حوالہ :۔ "ملائکہ مقربین یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ہماری اطاعت و فرمانبرداری اکرام و نوازش خاص کا سبب ضرور ٹھہرے گی۔ خلاف ورزی ایسی شئے ہے جس سے عزت و قدر جاتی رہتی ہے اسی لئے خدائے قدوس کے حضور میں بے محابا (بلاجھجک) بول اٹھے کہ ہم مطیع ہیں۔ آدم عاصی اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا کہ ایسا سمجھنا غلط فہمی ہے ہماری نوازش و اکرام کا اگر (کوئی) سبب ہے تو

(وہ) ہمارا فضل و کرم ہے۔ کسی کی اطاعت، کسی کی عبادت نہیں، بھائی دیکھتے نہیں ہو کہ ساتوں آسمان و زمین کے فرشتوں کو جو اطاعت سے آراستہ تھے۔
" (حوالہ مکتوبات صدی مکتوب ۲۶ صفحہ ۲۰۳)

"اور سات لاکھ سالوں سے مصروف عبادت تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سات لاکھ برسوں کی عبادت کرنے والوں کو آدم علیہ السلام کے استقبال کا حکم دیا۔ اور فرمان ہوا کہ وہ سجدے جو کل اعمال کا نچوڑ ہیں اور تمہارے حالات و احوال کے اسرار ہیں اس کے سر پر نچھاور کر دو۔
" (حوالہ کتاب مکتوبات صدی مکتوب ۵۶ صفحہ ۳۷۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم دیا کہ ان کو سجدہ کرو اور جو فرشتے سات لاکھ سالوں سے عبادت کر رہے تھے اور ابلیس بھی مصروف عبادت تھا آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے سب کے سامنے ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام نے نہ کوئی عبادت کی نہ ہی ریاضت۔ لیکن حکم الٰہی کے تحت (تمام ملائکہ کو) ان کو سجدہ کرنا پڑا۔ یہ ہے مقام خلیفہ اور عظمت و توقیر خلیفہ۔ (حوالہ کتاب مکتوبات صدی مکتوب ۲۶ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۳)

(۲) حضرت آدم علیہ السلام سے جو سلسلہ خلافت و نبوت چلا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ مرشد اعظم و رہبر اعظم ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی اور سنت الٰہی کے تحت نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے خلیفہ بنائے لہٰذا نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ خلفاء راشدین کا ہے کیونکہ یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور اولیاء اللہ بھی ہیں۔

حدیث شریف :۔ "حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ میرے اصحاب مثل انجم (ستاروں کی مانند) ہیں۔ تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔" (حوالہ کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اول فصل ۵ صفحہ ۴۲۰)

اس کی مزید وضاحت درج ذیل ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کی تعلیم و تربیت ہے۔ ان تمام صحابہ کرام کو حضور ﷺ سے براہ راست علم ملا اور ان کی تعلیم و تربیت خود حضور ﷺ نے مکمل فرمائی اسی لئے ان سے بڑا کوئی اور ولی اللہ نہیں ہے۔ اور اسی لئے ان معظم اور مکرم صحابہ کرام کا مقام انتہائی بلند و بالا ہے جس کا اندازہ درج ذیل حدیث مبارکہ سے ہو جائے گا۔

"حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام جہان پر پسند کرلیا ہے سوائے نبیوں اور مرسلوں کے اور ان میں سے میرے لئے چار پسند کئے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بس ان کو میرے اصحاب میں سے بہتر بتایا۔ اور میرے تمام اصحاب میں بہتری ہے۔" (حوالہ کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اول فصل ۵ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۱)

جیسا کہ اس کتاب میں مختلف مقامات پر وضاحت کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے اور یہاں پھر سہولت کے لئے ذکر کیا جارہا ہے کہ پوری کائنات میں انبیاء کرام کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ خلفاء راشدین ہیں اور ان کے بعد ان کے خلفاء کا مقام ہے اور ان کے بعد ان کے خلفاء در خلفاء کا مقام ہے اور یہ سلسلہ یعنی حضور ﷺ کی علمی و عملی زندگی کا بہترین نمونہ تاحال موجود ہے اور چونکہ ان خلفاء میں حضور ﷺ کے اخلاق اور اوصاف دونوں موجود ہیں۔ جس طرح قرآن شریف اس وقت سے آج تک عکس در عکس موجود ہے لیکن

ہے اصل۔ اسی طرح یہ حضور ﷺ کے اخلاق اور اوصاف یعنی علمی و عملی زندگی کانمونہ عکس در عکس (خلیفہ در خلیفہ) آج بھی اسی طرح موجود ہے۔

جس طرح سورج کی موجودگی کا اگر کوئی انکار کرتا ہے تو اس کی عقل و نظر کا فتور ہے۔ اسی طرح جب حضور ﷺ کی ہر سنت' ہر عمل قرآن شریف اور حدیث شریف کی شکل میں تاحال ہمارے پاس موجود ہے اور تمام اہل علم اس کو صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں اس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں تو پھر بالکل اسی طرح حضور ﷺ کے اخلاق و اوصاف' علم و عمل ان ہی خلفاء کے پاس بعینہ موجود ہیں اور یہی خلفاء اطاعت رسول اور قرب الٰہی کی وجہ سے مرشدان کامل' مشائخ عظام اور اولیاء اللہ کے ارفع و اعلیٰ مقام پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فائز ہوکر بندگان الٰہی کی رشد و ہدایت کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اسی وجہ سے پیرو مرشد اور شیخ کے ناموں سے عام طور پر زیادہ مشہور ہیں۔ پھر ان کو ماننے میں کیا شک شبہ ہے ان کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کا اپنا قول یعنی قرآن شریف موجود ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔

"(حقیقت یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اور جس کو وہ گمراہ کردے۔ تو نہیں پائے گا۔ اس کے لئے کوئی مددگار۔ اور مرشد۔"

(پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

اس لئے جس کو مرشد نہیں ملے گا۔ وہ گمراہ ہے لہٰذا گمراہی سے بچنے کے لئے کسی خلیفہ یعنی مرشد جس کو شیخ' امام اور پیر کہتے ہیں اس سے بیعت کرنا فرض عین ہے۔ جس طرح بچہ کو تعلیم دینا ضروری ہے اور دینی تعلیم فرض عین ہے

اور جو تعلیم سے محروم ہے یعنی تعلیم حاصل نہیں کرے گا وہ جاہل رہ جائے گا۔ اسی طرح مرشد نہ ملنے کی وجہ سے رشد وہدایت کے علم سے نابلد رہے گا۔

(۳) جیسا کہ اس سے قبل حدیث شریف میں آچکا ہے کہ تمام جہان میں نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو خلفاء راشدین کا اور ان کے بعد ان کے خلفاء کا۔ اور یہ سلسلہ تاحال خلیفہ در خلیفہ چلا آ رہا ہے ان ہی خلفاء کا ذکر قرآن شریف میں صدیقین اور اولیاء اللہ کے نام سے موجود ہے کیونکہ امت میں ان سے افضل کوئی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ ہے۔

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ (یعنی جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے) یعنی انبیاء کرام، صدیقین (یعنی اولیاء کرام) شہداء کرام اور صالحین (یعنی نیک لوگ) یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔" (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹)

صحابہ کرام میں خلفاء راشدین کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے جیسا کہ کئی مرتبہ ذکر ہوچکا ہے کہ خلفاء راشدین کا مقام نبی و رسل کے بعد ہے یہ حضور ﷺ کے صحابی بھی ہیں اور اولیاء اللہ بھی ہیں نیز یہ حضور ﷺ کے بہترین جانشین ہیں اور ان میں حضور ﷺ کے علم و عمل کے اوصاف بدرجہ اتم موجود ہیں۔

جس طرح قرآن شریف عکس در عکس ساری دنیا میں موجود ہے اور سب اصل ہیں حالانکہ حضور ﷺ قرآن ناطق ہیں۔ جس طرح ایک شمع سے لاکھوں شمعیں روشن ہوجاتی ہیں۔ لیکن پہلی شمع اپنی جگہ پر ہے اور اس کی روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی سید کی اولاد سید ہے اور سینکڑوں سال کے بعد بھی نسل میں کوئی فرق نہیں۔ شیخ کی اولاد شیخ، پٹھان کی اولاد پٹھان، لہٰذا ان تمام مثالوں سے بات واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن و حدیث اور اتباع رسول ﷺ یعنی حضور ﷺ کی علمی و عملی زندگی اسی طرح آج بھی موجود ہے حاصل کلام یہ

کہ خلفاء راشدین کائنات میں انبیاء ورسل کے بعد سب سے افضل ہیں۔ ان کے پردہ فرمانے کے بعد ان کے خلفاء حضرات کائنات میں افضل ہوئے پھر ان کے خلفاء کرام کے خلفاء حضرات اپنے دور میں افضل ہوئے اور اسی طرح کائنات عالم میں خلفاء عظام اپنے اپنے زمانے میں نبی و رسل اور صحابہ کرام کے بعد افضل و اعلیٰ ہوئے اسی لئے تمام بزرگوں نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا قرب و رضا حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے اپنے اپنے زمانے کے خلیفتہ اللہ' جس کو مرشد' شیخ' امام اور پیر کہا جاتا ہے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی اور بیعت ہونے کے بعد ان بزرگوں نے اپنے اپنے مشائخ کرام کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا اور خلوص و محبت سے عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ ہدایت یافتہ بندے ہوگئے۔

شیخ یعنی مرشد کے خلافت عطا فرمانے کے بعد جس نے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی محبت میں خلوص نیت اور ثابت قدمی کے ساتھ رشد و ہدایت کا کام شروع کیا یہ شیخ بندوں کی رہبری و رہنمائی کر کے شیطان اور دنیاوی الجھنوں سے بچا کر اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کی منزل پر پہنچا دیتے ہیں پھر یہ بندہ اور زیادہ نیک عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو جاتا ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب بنا دیتا ہے۔ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی تائید سے اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب بناتا ہے اور جو اس صراط مستقیم یعنی اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہونے کی راہ پر پہلے خود عمل کرتا ہے۔ پھر دوسروں کو عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب رسول اللہ ﷺ کے یہاں اس کا کس قدر بلند و بالا مقام ہوگا اس کا اندازہ آپ خود کریں۔

اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ اور مقبول و محبوب ہدایت یافتہ بندوں کا ذکر ہر نماز میں ہوتا ہے۔ اس سے قبل بھی تحریر ہو چکا ہے پھر تحریر کیا جا رہا ہے کہ جب ہم نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں تو ثناء کے بعد سورۃ فاتحہ شریف یعنی الحمد شریف میں یہ بھی پڑھتے ہیں (سہولت کے لئے سورۃ فاتحہ کا ترجمہ)۔

"اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی
سے مدد مانگتے ہیں (اس بات کی) کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ
لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے
اور ان لوگوں کے راستہ پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہوا اور
نہ گمراہوں کا راستہ۔" (حوالہ سورہ فاتحہ شریف)

مندرجہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعام یافتہ اور ہدایت یافتہ لوگوں کی اطاعت یعنی پیروی کا حکم ہے اور جن پر غضب ہے (یہودی) اور جو گمراہ ہوئے ہیں۔ (نصاریٰ) ان سے بچنے کا حکم ہے۔

فیصلہ کریں کبھی ان ہدایت یافتہ یا انعام یافتہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے گئے ہو۔ آخر قرب الٰہی اور اطاعت رسول اللہ ﷺ سے کیوں منہ موڑتے ہو۔ اس عظیم نعمت کے حصول کے لئے جتنا جلد ممکن ہو سکے محبت اور خلوص کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل ہو جو وقت گزر گیا واپس نہیں آتا اپنی زندگی فضول کاموں پر خرچ نہ کرو بلکہ اطاعت رسول کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کریں اور اس اہم کام کی تکمیل کے لئے کسی مرشد کامل سے بیعت ہونا شرط اول اور فرض عین ہے۔ حضور ﷺ معراج میں جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے یہ تحفہ پیش کیا کہ اے اللہ میری تمام قولی عبادتیں، اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی

عبادتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سلام ہو تم پر اے نبی' اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں تو حضور ﷺ اس وقت بھی امت کو نہیں بھولے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر (یعنی صالحین پر)۔

یہ بات تمام لوگ جانتے ہیں کہ صالحین سے بڑا درجہ شہداء کرام کا ہے اور شہداء کرام سے بڑا درجہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا ہے اور بغیر پیرو مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہوئے کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہوتا جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا جب کہ فرشتے سات لاکھ سال سے مصروف عبادت تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص سے ان کو اس قدر شرف و بزرگی ملی کہ سب فرشتوں کو سجدہ کرنا پڑا۔ اور ابلیس نے انکار کیا تو مردود و ملعون ہوا۔ اسی لئے خلیفہ جس کو صوفی' مرشد' شیخ' امام اور پیر کہتے ہیں اپنے پیر و مرشد سے درس الٰہی سیکھا ہوا ہوتا ہے پھر جس پر اللہ تعالیٰ مہربانی اور اپنا فضل و کرم فرمائے اسے علم لدنی بھی عطا فرماتا ہے۔ اور الہام و القا کے ذریعے آگاہ فرماتا ہے اسی لئے صوفیاء کرام اپنے شیخ کی تعلیم و تربیت سے اس قدر بلند و بالا مقام پر عنایت الٰہی کی وجہ سے پہنچ جاتے ہیں کہ ان کو کسی کے علم و عمل کی ضرورت نہیں رہتی جو اللہ تعالیٰ کا مقرب ہو وہ کسی کا شاگرد کیسے بنے گا جب کہ لوگ خود ان سے بیعت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ سے ظاہر ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

(۱) "عزت کرو اور توقیر کرو رسول کی۔" (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۸)

(۲) "اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے لیکن منافق اس کا علم نہیں رکھتے۔" (پارہ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۸)

(۳) "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ (یعنی فضل کیا ہے) نبیین (یعنی انبیاء کرام) صدیقین (یعنی اولیاء کرام) شہداء' اور صالحین (یعنی اللہ کے نیک بندوں) کا۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹)

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کے ترجموں سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میرے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت اور توقیر کرو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کی اطاعت و محبت اور عزت و توقیر کرنے کا حکم ہے اور جو لوگ حضور ﷺ کی دل و جان سے اطاعت یعنی پیروی کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہو جاتے ہیں اسی طرح جب بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کے لئے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اور شیخ یعنی مرشد کی تعلیم و تربیت اور اس کے بتائے ہوئے طریقے پر دل و جان سے محبت اور عشق رسول میں اطاعت و پیروی رسول کرتا ہے تو اطاعت مرشد کا صلہ یہ ملتا ہے کہ یہ مرید اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ' ہدایت یافتہ' بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

یہی اللہ تعالیٰ کا انعام و اکرام اور فضل عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس مرید پر کیا اور اسی فضل عظیم کی بدولت یہ مرید اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو صدیق یعنی اولیاء اللہ بنا کر مقربین و محبوبین میں شامل کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ شیخ کے دل میں یہ بات الہامی طور پر یا القا یا کسی بھی ذریعے سے پیدا کر دیتا ہے جس کی

وجہ سے شیخ یعنی مرشد کے دل میں اس خیال کی پختگی آجاتی ہے اور شیخ اس کو "خلافت" کا عظیم منصب عطا کر کے "خلیفہ" بنا دیتا ہے۔

اب یہی خلیفہ منصب خلافت پر فائز ہو کر شیخ کی تعلیم و تربیت جو کہ اطاعت رسول، قرب رسول اور اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا طریقہ سیکھا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس تعلیم کے سیکھنے کی دعوت دیتا ہے اور جو لوگ سیکھنے کے لئے آتے ہیں ان کو بیعت کر کے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں خلوص نیت سے ان کی تعلیم و تربیت احسن طریقے سے کرتا ہے اور اس طرح یہی خلیفہ، شیخ، مرشد، صوفی، امام، پیر، رہبر و رہنما اور خواجہ وغیرہ جیسے ناموں سے لوگوں میں مشہور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"(اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے کہ) جس کو میں ہدایت دیتا ہوں۔ وہ ہدایت پاتا ہے۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ بندوں کے ذریعے ہی بندوں کو ہدایت ملتی ہے جس کا ذکر اس کتاب میں کئی جگہوں پر وضاحت سے ہو چکا ہے اور وہی رشد و ہدایت کا طریقہ جو حضور ﷺ نے جاری کیا تھا۔ تا حال جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ ساری کائنات میں نے بنائی ہے اور میں اس کائنات کا خالق و مالک ہوں۔ میں نے اس کائنات میں انبیاء کرام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب یعنی جانشین بنایا ہے اور ان کو مالک و مختار بنایا ہے اور اے انسانو تم ان کی اولاد ہو یہ کائنات تمہاری ہے اور تم کو یہ خوبی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کہ فرش سے عرش تک سب تمہارا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جو میرے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کی دل و جان سے اطاعت و پیروی کرے گا یہ سب کچھ اس کے لئے ہے اور حضور ﷺ کی صحیح صحیح اطاعت و پیروی کے لئے ضروری ہے کہ بندہ

کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اس خلیفہ یعنی شیخ یا مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر صحیح عمل کرے یعنی مرشد کی پیروی کے ذریعے ہی اس ارفع واعلیٰ مقام تک جا سکتا ہے اور اسی طریقے پر چاند' ستارے تو کیا چیز ہیں عرش تک رسائی ہو سکتی ہے اور اگر دل میں خلوص اور محبت ہے اور بندہ اپنے مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس مخلص بندے کے دل کے حجاب کو اپنے فضل وکرم سے کھول دے گا اور اپنا مشاہدہ کرا دے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے لہٰذا وہ محض اپنے فضل و کرم سے اپنا مشاہدہ کرا دے تو اس میں کسی کو کیا اعتراض ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر آگ لینے گئے تو درخت پر اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی ہی تجلی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ "اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں" لہٰذا جب درخت پر تجلی ہو سکتی ہے تو پھر اطاعت رسول عشق رسول اور رضائے الٰہی کے لئے خلوص و محبت سے مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ پر جو شخص عمل کرے گا۔ یعنی خلوص و محبت سے جو اطاعت مرشد کرے گا تو اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے' بندے کے اول و آخر' ظاہر و باطن موجود ہے وہ مرید کے خلوص نیت اور عشق کی بناء پر اس کے دل کے حجابات کو کھول دے گا اور اپنا مشاہدہ اپنے فضل و کرم سے کرا دے گا اور مرید کو اللہ تعالیٰ کا عرفان ہو جائے گا۔ یہ مرید عارف باللہ ہو جائے گا۔

فیصلہ کریں کہ یہ عظمت جو مرید ہونے کے بعد ملی اچھی ہے یا نہیں اور اگر عارف باللہ نہیں بھی ہوتا یعنی اس عظیم مقام تک رسائی نہیں بھی ہوتی تو مرید بے ایمان نہیں مرتا اور اس کا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوتا ہے آپ سوچیں گے کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو اس ضمن میں درج ذیل ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) جس نے صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ کلمہ شریف کا ترجمہ۔
"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

حدیث شریف :۔ "حضور ﷺ نے فرمایا "اے معاذ" میں نے عرض کی یارسول اللہ حاضر خدمت ہوں۔ (اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین بار آواز دی اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر مرتبہ جواب دیا کہ حاضر خدمت ہوں۔ حضور ﷺ نے حضرت معاذ کو تین مرتبہ پکارا۔ اور کچھ نہ فرمایا یہ زیادتی شوق کے لئے تھا۔) پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں صدق دل سے، مگر اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرمادے گا۔ (یعنی اس کو آتش دوزخ سے نجات دے گا)۔"

(مشکواۃ شریف جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۴۶)

(۲) جو جس سے محبت کرتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔ اسی ضمن میں حدیث شریف ہے کہ

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔" (مشکواۃ باب القدر صفحہ ۱۷۲)

اس کی زندہ جاوید مثال صحابہ کرام ہیں کہ حضور ﷺ کی محبت و اطاعت میں ساری زندگی بسر کر دی۔ حضور ﷺ کی محبت و عشق کی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہوگئے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلیٰ ترین خطاب انہیں عطا ہوا۔ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو وہ لازما" بخشا جائے گا۔

(۳) بندہ جب قربانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس جانور کو قبول کر لیتا ہے اور قربانی کرنے والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ (یعنی قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔)

(۴) جیسا کہ اوپر تحریر کیا جاچکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی اور ہر نیک عمل قبول ہو جاتا ہے تو جو خلوص و محبت میں اپنی جان عزیز کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور بالضرور قبول ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسے مایوس نہیں کرے گا۔

(۵) اصحاب کہف کا کتا اپنے مالک کی محبت کی وجہ سے ان کی ساتھ ہے اور ان ہی کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ اس کتے کا کون سا عمل ہے۔ وہ کون سے نیک اعمال کر رہا ہے اور کتنی عبادات کی ہیں۔ صرف مالک کی محبت کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔

(۶) اللہ کے چاہنے والوں' محبت کرنے والوں اور عاشقوں کا اللہ تعالیٰ سے کتنا تعلق ہے اور کس کو اللہ تعالیٰ کی چاہت' محبت و عشق اللہ تعالیٰ سے کتنا ہے یہ بندہ جانے اور مولا جانے۔ اسی چاہت' محبت اور عشق الٰہی کے ثبوت کے لئے بیعت ہے کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ اور رسول سے محبت ہے تو ان کے اور زیادہ قریب ہونے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہونے کے لئے بیعت کرے۔ جس طرح ہر چیز کی شہادت یعنی گواہی کی ضرورت ہے۔ اسی لئے جب مرید یعنی طالب مولا اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب و عرفان حاصل کرنے اور حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کے لئے کسی شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو فرشتے یہ عمل لکھ لیتے ہیں۔ (کیونکہ بندہ کوئی بھی عمل کرتا ہے تو فرشتے لکھ لیتے ہیں۔) تو بروز قیامت یہ مرید اپنے پیر کے ساتھ اٹھے گا۔ اور اس کے نامہ اعمال میں یہ تحریر ہو گا کہ "یہ بندہ بروز فلاں' وقت فلاں' اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور محبت و اطاعت رسول اللہ

ﷺ کے لئے شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر مرید ہوا۔ (مرید کو طریقت میں طالب مولا بھی کہتے ہیں۔)

جس نے اللہ تعالیٰ کی طلب اور رضا الٰہی کے لئے اپنی جان عزیز کو اللہ اور رسول کی محبت میں بیچ دیا اور مرشد یعنی شیخ نے خرید کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا کہ "اے اللہ' یہ بندہ تیری محبت اور رضا کے لئے اور حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کے لئے بیعت ہوا ہے۔ (بیعت کرنے سے مراد ہے اپنی جان کو فروخت کرنا۔) اے اللہ تو قبول فرما اور تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اب آپ خود سوچیں اور فیصلہ کریں کہ اس سے بڑی سعادت یعنی نیکی کون سی ہے جس طرح ایک شخص حج کرنے جا رہا ہے اور راستہ میں اس کا انتقال ہو گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجی لکھا جائے گا۔ اسی طرح جو شخص مرید ہوا طلب مولا۔ رضاء الٰہی مقبول بارگاہ الٰہی اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت کے لئے اور شیخ اس کی تعلیم و تربیت احسن طریقے پر کر رہا ہے لیکن تعلیم و تربیت مکمل ہونے سے پہلے ہی اس مرید یعنی طالب مولا کا وصال ہو گیا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے والوں' اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والوں میں اٹھایا جائے گا۔ اسی لئے مرید ہونے والا کبھی خسارہ یعنی نقصان میں نہیں رہتا۔ اس لئے تمام اہلیان طریقت کا متفق علیہ فیصلہ ہے کہ مرشد کی اطاعت کے ذریعے ہی حضور ﷺ کی محبت اور عشق اللہ تعالیٰ خود عطا فرما دیتا ہے یہ اس کا کرم ہے کوئی اس کا شریک نہیں جو اعتراض کرے اور محبت و عشق رسول اللہ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق ہے جس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں جیسا کہ بات روز روشن کی طرح بالکل ہی عیاں ہے کہ لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام اس راہ طریقت پر چل کر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کی بارگاہ میں مقبول ہو گئے۔ جس طرح روشن سورج کے موجود ہونے کی دلیل دینے کی

ضرورت نہیں اسی طرح اگر کوئی بیعت کو ماننا ہے تو مانے ورنہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیعت کرنے والا اور بیعت نہ کرنے والا دونوں مسلمان ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول کو کون زیادہ چاہتا ہے؟ اس کا فیصلہ درج ذیل حوالوں کی وضاحت سے ہو جائے گا۔

(۱) جس طرح بچہ جو اسکول میں پڑھے گا پھر میٹرک کرے گا اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرے گا اور تعلیم کے مطابق وکیل' ڈاکٹر' انجنیئر یا افسر کہلائے گا۔ لیکن ایک بچہ جو اسکول گیا ہی نہیں اور کوئی کام بھی نہیں سیکھا۔ یہ بھی ملک کا باشندہ اور مسلمان ہے لیکن ان دونوں میں فرق ہے۔

(۲) اگر کوئی دار العلوم میں داخلہ لے اور کورس مکمل کرلے تو وہ عالم دین ہو جائے گا۔ لیکن ایک بچے نے کبھی الف' ب ہی نہیں پڑھا تو یہ کیا کہلائے گا۔ کیا عالم اور جاہل دونوں برابر ہوں گے۔

(۳) ایک شخص قربانی کرتا ہے اور قربانی کے لئے خوبصورت' صحت مند اور بہترین جانور خرید کر لاتا ہے اور اسے قربان کرتا ہے۔ تو یہ قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔ جانور خود پیش نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے مالک نے قربانی کی ہے۔

(۴) ایک شخص استاد سے کام سیکھ کر کرے اور دوسرا بغیر سیکھے یعنی بغیر تربیت استاد کے کام کرے کیا دونوں برابر ہیں۔

(۵) گھر میں روزانہ کھانا پکتا ہے اور عورتیں روٹی پکاتی ہیں۔ اگر گھر کا کوئی مرد بغیر تربیت یعنی بغیر سیکھے ہوئے روٹی پکائے تو جس نے سیکھ کر

روٹی پکائی اور جس نے بغیر سیکھے پکائی ہے ان دونوں کے پکانے میں فرق ہو گا۔ اور یہ دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

(۶) تمام لوگ کپڑے پہنتے ہیں جو لوگ درزی سے کپڑا سلواتے ہیں وہ اس درزی کو نمونہ کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ یا ڈیزائن دیتے ہیں۔ اگر کپڑا صحیح سلا ہے تو درزی کی تعریف کرتے ہیں اور کپڑا خوشی خوشی وصول کر لیتے ہیں لیکن اگر کپڑا دیئے ہوئے نمونے کے مطابق نہ ہو یا سلائی میں نقص ہو تو آپ کبھی بھی اس کو قبول نہیں کریں گے جب تک کہ وہ دوبارہ درست کر کے نہ دے۔

(۷) کورٹ میں مقدمہ داخل کرنے کے لئے وکیل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ وکیل عدالت کے قوانین اور آداب سے واقف ہوتا ہے۔ لیکن کوئی شخص جو عدالت کے قوانین و آداب سے ناواقف ہے عدالت میں مجسٹریٹ کے سامنے کیسے گفتگو کرے گا۔ کیونکہ وکیل تمام طریقے جانتا ہے اور بہتر رہنمائی کرتا ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہر فن کا ایک اپنا رہبر استاد ہوتا ہے اور بغیر استاد کے کوئی کام صحیح طور پر نہیں ہوتا اور ہو بھی جائے تو اس میں وہ خوبی پیدا نہیں ہوتی جو کہ ایک ماہر کاریگر کے کام میں ہوتی ہے۔ قربانی کرنے والے کی قربانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتی ہے اسی طرح ایک شخص جب اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کے لئے بیعت کرتا ہے اور اپنی جان عزیز کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں فروخت کرتا ہے اور شیخ یعنی اس کا مرشد' پیر خرید کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے تو یہ بندہ کس قدر مقبول و محبوب ہو جاتا ہے اس کا علم اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو ہے۔ جو شخص مرشد سے اس لئے بیعت ہوا کہ یہ ایسا طریقہ بتائیں جو کہ انہوں

نے اپنے مرشد سے سیکھا ہے تاکہ میں بھی ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جاؤں۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ "صادق (یعنی سچے لوگوں) کی صحبت اختیار کرو۔"

(پارہ ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)

صادق کے معنی ہیں سچ بولنے والا۔ ان تمام مثالوں اور قرآن شریف کے حوالے کے بعد خود فیصلہ کر لو کہ ایک شخص زبانی طور پر اللہ و رسول ﷺ کی محبت و عشق کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کسی کو اس مقصد کے حصول کے لئے اپنا استاد یعنی مرشد نہیں بناتا۔ خود ہی عقلمند بنتا ہے یا مغرور ہے یعنی غرور کی وجہ سے وہ کسی کو اپنا مرشد بنانا پسند نہیں کرتا جس کی تعلیم و تربیت سے اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو جائے تو کیا مرشد بنانے والا اور مرشد کے بغیر اللہ کو چاہنے والا دونوں برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل و تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ رضائے الٰہی و محبت رسول ﷺ اور اطاعت و پیروی رسول ﷺ کے لئے دور حاضر میں کسی شیخ کامل کی بیعت کر کے اس کے بتائے ہوئے طریقے پر اتباع رسول ﷺ خلوص و محبت سے کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہو جاؤ۔ یعنی دور حاضر میں قرب الٰہی اور اطاعت و پیروی رسول کا بہترین ذریعہ پیروی مرشد ہے۔ جس کا ذکر اس کتاب میں کئی مقامات پر ہو چکا ہے۔

بیعت کی اہمیت

حدیث شریف :۔ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ زمین پر حجر اسود اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کا زمانہ نہ پا سکا ہو وہ حجر اسود کو ہاتھ لگا لے۔ اس طرح سے گویا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا بیعت ہو گیا۔" (تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۲۴۵)

اور اس کے بیعت ہونے کا اس کو ثواب مل گیا۔ یعنی اس کے سابقہ گناہ معاف ہو گئے۔ لیکن جو بیعت کا طریقہ حضور ﷺ کا خلفاء راشدین کے ذریعے سے پوری ملت اسلامیہ میں پھیلا ہوا ہے وہ افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ یہ بیعت اس کے لئے ہے جو حضور ﷺ کو نہ پا سکا ہو یا۔ باوجود تلاش کے خلفاء راشدین کے پھیلائے ہوئے طریقے کے مطابق خلفاء در خلفاء کے ذریعے جاری سلسلے کے کسی بھی خلیفہ یعنی شیخ کامل کو نہ پا سکے۔ یہ رعایت اس کے لئے ہے۔ اگر کسی کو کوئی بھی خلیفہ یعنی شیخ میسر آجائے تو خلیفہ یعنی شیخ کے ہاتھ پر بیعت فرض عین ہے۔ اس کا ثبوت تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے بیعت لی۔ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے فیض دیا لیکن ظاہری بیعت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر کی۔ (حوالہ مراۃ الاسرار حصہ اول) اسی طرح حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ نے عالم روحانیت میں بیعت کیا لیکن آپ نے ظاہری بیعت حضرت عبدالرحمٰن دہلوی سے کی۔ (حوالہ ہفتاد الاولیاء)

جو شخص صبح کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھا رہے یا مقام نماز پر فجر کی نماز کے بعد بیٹھا رہے اور جب سورج سوا نیزہ بلند ہو جائے تو وہ دو رکعت نماز

اشراق پڑھے تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ لیکن حاجی نہیں ہو گا۔ اسی طرح حجرا سود کا بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے سے اس کو بیعت کا ثواب ملے گا۔ لیکن حجرا سود شیخ طریقت یعنی مرشد کی طرح تعلیم و تربیت اس بیعت ہونے والے مرید کی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ مومن کامل (ولی اللہ) کعبہ سے افضل ہے ایسے ہی اس کا ہاتھ حجرا سود سے افضل ہے۔ (حوالہ پارہ ۲۲ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۶)

اسی لئے خلفاء راشدین سے لے کر آج تک تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام خلیفہ در خلیفہ شیخ سے بیعت کرتے ہوئے آرہے ہیں۔ اور اسی طریقے کو اہمیت و فوقیت حاصل ہے کیونکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

حکایت :۔ سید فتن زید پور کے رہنے والے ایک مرد صالح و پارسا تھے ان کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ حضرت پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس اللہ روحہ کی خدمت میں حاضر ہوئے نذرانہ پیش کیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بچہ عنایت فرمایا ہے اسے کلاہ و شجرہ بیعت عنایت کیجئے۔ حضرت مخدوم نے جب اپنے نور باطن سے جانا کہ سید فتن کے گھر میں پانچ لڑکے اور پیدا ہوں گے اور آپ کو اپنی حیات ظاہری کے متعلق بھی یقین تھا کہ اس وقت تک حیات نہ رہوں گا تو آپ نے پانچ ٹوپیاں اور پانچ شجرے مزید اور عنایت فرمائے اور فرمایا کہ ہم نے تمہارے پانچوں بیٹوں کو بیعت میں لے لیا ہے۔ کچھ عرصے بعد حضرت مخدوم کا وصال ہو گیا اور سید فتن کے گھر میں پانچ لڑکے یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔

(حوالہ کتاب سبع سنابل پانچوں سنبلہ صفحہ ۴۰۳، ۴۰۴)

غرض یہ کہ مندرجہ بالا حدیث اور بزرگوں کے واقعات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ بیعت ظاہری بہت اہم ہے کیونکہ بغیر تعلیم و تربیت شیخ کے کوئی

ہدایت نہیں پا سکتا اور روحانی بیعت میں یہی بات مفقود ہے کہ بیعت روحانی کا ثواب تو مل گیا لیکن باقاعدہ بیعت ہونے کا فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو گا جب کہ بیعت ظاہری کی جائے۔ اب اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا اس کا قرب و عرفان چاہتا ہے تو کسی خلیفہ یعنی شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد اس کو یہ طریقہ حاصل ہو گا کہ وہ شیخ کی اطاعت دل و جان سے کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب و عرفان حاصل کرے۔

واقعہ :۔ رسالہ سیر مشائخ میں درج ہے کہ خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد ناصرالدین محمد کی والدہ کے پاس آتے اور کہتے ہیں السلام علیک یا ولی اللہ انت خلیفہ (اے اللہ کے ولی تم پر سلام، تم میرے خلیفہ ہو) شیخ ناصرالدین محمد کی والدہ دریافت کرتیں کہ اے شیخ آپ نے کسے سلام کیا اور کسے خلافت دی؟ شیخ ابو احمد چشتی فرماتے ہیں کہ تمہارے پیٹ میں ایک بچہ ہے میں نے اسے سلام کیا اور اسے اپنا خلیفہ بنایا۔ شیخ محمد کی والدہ فرماتیں کہ حضرت وہ ابھی پیٹ میں ہے اور معلوم نہیں لڑکا ہے یا لڑکی؟ وہ ابھی آپ کا مرید بھی نہیں ہوا ہے۔ آپ نے اسے خلافت کیسے دے دی؟ شیخ ابو احمد فرماتے ہیں کہ اے پاکدامن، میں نے تمہارے بیٹے کو ایک بزرگوار اور پیر نامدار لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے اس کا نام محمد ہے۔ وہ میرا مرید ہے اور خلیفہ ہے میں تمہیں بشارت دینے آتا ہوں۔ (حوالہ کتاب سبع سنابل ساتواں سنبلہ صفہ ۴۰۴)

اسی طرح جب آدمی مرجائے تو اس سے قبل کہ دفن نہ کیا گیا ہو اسے مرید کرنا جائز ہے۔ (حوالہ کتاب سبع سنابل ساتوں سنبلہ صفحہ ۴۰۴) جو ولی ہوتا ہے (ولی یعنی میت کا وارث) اور جنازے کی اجازت دیتا ہے اسے چاہئے کہ لاش کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دے تاکہ میت لاوارث نہ جائے یعنی بیعت ہو جائے۔ اس ضمن میں اقتباس درج ذیل ہے۔

اقتباس :- مرید کو اس بات کا یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت یعنی عادت الٰہی اس طرح جاری ہے کہ ایک پیر ہو اور ایک مرید ایک مقتدا ہو دوسرا مصائب ایک پیشوا ہو دوسرا پیرو کار' یہ سنت الٰہی یعنی عادت الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے۔ (یعنی تمام اشیاء کے نام سکھائے اور ان سے آگاہی بھی بخشی) اور حضرت آدم علیہ السلام سے ہی اس دنیاء کائنات کی ابتدا کی گویا ان کو اس طرح بنا دیا (یعنی تعلیم دی ان کی اس طرح تعلیم و تربیت فرمائی) جیسے استاد شاگرد کو دیتا ہے۔ (یعنی استاد یا مرشد تعلیم و تربیت دیتا ہے اور سکھاتا پڑھاتا ہے۔) یعنی پیر مرید کو دیتا ہے پھر تعلیم و تہذیب سے آراستہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو معلم' استاد اور "شیخ حکم" (یعنی پکا شیخ) بنا دیا۔ اور طرح طرح کے زیور اور لباس پہنائے اور جنت کے اندر کرسی نشین بنایا۔ اور ملائکہ کو ان کے گرداگرد قطار در قطار کھڑا کیا۔ اور فرشتوں سے سوال کیا۔ تمام فرشتوں نے لاجواب ہو کر کہا "الٰہی تو پاک ہے اور تو نے جو کچھ ہم کو نہیں سکھایا۔ اس کا علم ہم کو نہیں ہے۔ بیشک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔" تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان کو تمام چیزوں کے نام بتا دیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو تمام اشیاء کے نام بتا دیئے۔ اسی وجہ سے فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت نمایاں ہوگئی اور حضرت آدم علیہ السلام سب کے شیخ یعنی مرشد ہو گئے۔ اور فرشتے ان کے شاگرد ہو گئے اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور فرشتوں کی نظر میں بھی حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے افضل و اشرف قرار پائے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پیشوا (یعنی مرشد) ہوئے اور فرشتے ان کے تابع اور پیرو (یعنی مرید) ہوئے۔ (کتاب غنیۃ الطالبین از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عنوان حضرت

آدم علیہ السلام کی تربیت صفحہ ۶۱۲' ۶۱۳ مترجم از علامہ شمس بریلوی ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ "جب ہم اس دن (یعنی بروز قیامت) تمام انسانوں کو ان کے امام (یعنی پیشوا) کے ساتھ اٹھائیں گے۔" (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱ ترجمہ تفسیر روح البیان تفسیر ضیاء القرآن۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا اور آپ کو نبوت و رسالت سے بھی سرفراز فرمایا اور تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہوئے جن کو نبی و رسل کے نام سے سب جانتے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نبی رسول ہادی و رہبر اپنے اپنے دور میں ہوئے اور یہی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ یعنی جانشین دنیا میں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو بے شمار خوبیوں سے نوازا جو انسانی عقل و شعور سے بالا تر ہیں۔

غرضیکہ نسل انسانی کو انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا فرض عین قرار پایا اور یہ نبی و رسول علیہم السلام جس جس دور میں ہوئے ہیں اس اس دور کے لوگوں نے ان پر ایمان لاکر دوزخ سے نجات حاصل کی اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کو ماں باپ سے زیادہ چاہتا ہے اپنے محبوب رسول' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور افضل الانبیاء بناکر بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے دنیامیں مبعوث فرمایا اور جتنے بھی مسلمان ہیں سب دل و جان سے اللہ اور اللہ کے محبوب رسول کو چاہتے ہیں۔ جس طرح ابلیس اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق کا دعویٰ کر رہا تھا اس راز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ باطن میں مغرور ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور حکم دیا کہ "میرے خلیفہ کو سجدہ کرو" فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے

انکار کیا اور اس انکار سے اس کا باطن ظاہر ہو گیا یعنی اس کی مغروریت ظاہر ہو گئی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت حضور ﷺ جب کسی کو مسلمان کرتے تھے تو مسلمان کرنے کے بعد اس سے بیعت لیتے تھے کہ دل و جان سے میری اطاعت کرو گے۔ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ حضور ﷺ کا عشق اللہ تعالیٰ کا عشق ہے۔ (شدید اور بے انتہا محبت کو عشق کہتے ہیں) جس کی زندہ جاوید مثال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں چونکہ خلفاء راشدین افضل ہیں اسی لئے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت خلفاء راشدین کو اپنا خلیفہ بنایا یعنی جانشین بنا کر یہ کام یعنی رشد و ہدایت کا طریقہ ان کے سپرد کیا۔ اور یہی حضور ﷺ کا رشد و ہدایت کا طریقہ اس وقت سے لے کر آج تک تمام عالم اسلام میں موجود ہے اور جاری و ساری ہے اور اسی طرح تاقیامت جاری رہے گا۔

مثال :۔ جب بچہ سمجھدار ہو جاتا ہے تو اس کو تعلیم دلانا ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے ورنہ بچہ جاہل رہ جائے گا اور تعلیم دلانے کے لئے ضروری ہے کہ ان اداروں میں داخلہ لیا جائے جس کو عالم، ڈاکٹر، وکیل یا انجنیئر بننا ہے وہ متعلقہ اداروں میں داخلہ لے اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ جو فوج میں بھرتی ہو گیا وہ فوجی باقی سویلین۔ اسی طرح نبی پر ایمان لانے والا مسلمان اور انکار کرنے والا کافر۔ جو عالم دین نہیں وہ مسلمان تو ہے لیکن عالم دین نہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعے یہ طریقہ جاری کر دیا کہ اگر میری محبت و عشق کا دعویٰ ہے تو اسی محبت اور عشق کو سچ ثابت کرنے کے لئے کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت رسول ﷺ

اور اطاعت رسول ﷺ کے لئے بیعت کریں تاکہ معلوم ہو کہ محبت صادق ہے یا زبانی دعویٰ ہے۔

اگر آپ کے قرب و جوار یعنی علاقے میں کوئی مرشد کامل یا شیخ نہیں تو اللہ کی محبت کو سچ ثابت کرنے کے لئے پورے ملک میں تو کوئی نہ کوئی شیخ کامل مل ہی جائے گا اور مرشد مل جانے پر مرشد سے بیعت کرلیں ورنہ زبانی دعویٰ ہے حاصل کلام یہ کہ بیعت کی انسانی زندگی میں بہت اہمیت ہے اور قرب و عرفان الٰہی اور محبت و عشق رسول کا بہترین ذریعہ ہے اسی لئے بیعت مرشد فرض عین ہے کہ کائنات کا سب سے ارفع و اعلیٰ علم کسی کامل مرشد سے بیعت کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے اور کائنات کا سب سے ارفع و اعلیٰ مقام یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی معرفت بیعت مرشد کے بعد اطاعت مرشد کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے۔

مرید ہونا اس لئے فرض عین ہے کہ شیطان کے مکر و فریب اور دنیاوی الجھنوں سے بچنے کے لئے کیونکہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے قسم کھائی ہے کہ تیرے بندوں کو بھکاؤں گا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

" (ابلیس اللہ تعالیٰ سے) کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ضرور گمراہ کردوں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے۔" (پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۸۲، ۸۳)

چنے ہوئے بندے وہی ہیں جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے لئے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ بیعت کرنے کے بعد شیخ ان کو اللہ و رسول ﷺ کے سپرد کر دیتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اپنے شیخ کا ادب کرنے کی وجہ سے باادب ہو جاتے ہیں۔ اور ادب سیکھنے کے بعد ان کی مغروریت ختم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کے

مقبول بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ شیطان کتنے ہی وسوسے ڈالے لیکن یہ لوگ سوائے اپنے مرشد کے کسی کی بات کو نہیں مانتے۔

مثال :۔ جب لوگ سروس کے لئے جاتے ہیں تو کافی تعداد میں لوگ ہوتے ہیں۔ جب انتخاب کرنے یعنی چننے والا آتا ہے تو جو لوگ انتخاب یعنی چناؤ میں آجاتے ہیں۔ ان کو ملازمت پر رکھ لیا جاتا ہے۔ اور باقی لوگوں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح فوج یا پولیس میں سپاہی اور افسر کی سلیکشن کے لئے لوگ جاتے ہیں جو انتخاب یعنی چناؤ میں آجاتے ہیں۔ ان کو چننے کے بعد جس کام کے لئے چناؤ گیا اس کام کے لئے لے لیتے ہیں۔ اور باقی کو واپس کر دیتے ہیں جو واپس ہو گئے وہ چناؤ میں نہیں آتے۔ اسی طرح یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ جو چناؤ میں نہیں آیا اور جو چناؤ میں آگیا دونوں میں فرق ہے۔

اسی طرح مسلمان بیعت ہونے والے اور نہ ہونے والے دونوں ہیں۔ لیکن جو شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتا ہے اور شیخ جس کو پسند کر کے چن لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب یعنی چنے ہوئے بندوں میں آجاتا ہے۔ اب یہ منتخب شدہ شخص یعنی چنا ہوا بندہ شیطان کی زد سے محفوظ ہو گیا۔ اور شیطان نے جو وعدہ کیا تھا بھکانے کا یہ شخص اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ لوگ دنیاوی افسر بننے کے لئے اور وکیل یا ڈاکٹر بننے کے لئے تو دن رات کوششیں کرتے ہیں لیکن تعجب ہے ان لوگوں پر کہ اللہ تعالیٰ جو قلب میں موجود ہے اور سب سے زیادہ قریب ترین ہے اس کی بارگاہ میں اور زیادہ مقبول و محبوب ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور دن رات دنیاوی غرض و غایت اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہئے اور قلب کی گہرائیوں میں ڈوب کر فیصلہ کریں کہ محبت سچی ہے یا محض زبانی دعویٰ ہے۔ جس کو دنیا میں کسی سے محبت و عشق ہو جاتا ہے تو اس کے لئے وہ رات دن بے چین رہتا ہے اور جب تک وہ اپنے مقصد کی تکمیل میں کامیابی حاصل نہیں کر لیتا۔ اس کی بے چینی دور نہیں ہوتی۔ اب جس خالق کائنات نے عقل و شعور دیا اور حسن و جمال دیا تمام صلاحیتیں و خوبیاں عطا کیں اس کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کے لئے آپ کوشش کیوں نہیں کرتے۔ اب آپ کے عشق میں کہاں تک صداقت ہے خود فیصلہ کر لیں۔

بیعت طریقت یعنی سند بخشش

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ :۔ "اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ یعنی نائب مقرر کرنے والا ہوں۔" (پارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۳۰)

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ خود ان کی تعلیم و تربیت فرمائی اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت' صفت پر بنایا۔

(تفسیر روح البیان پارہ اول صفحہ ۲۰۱)

اور حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو جس نے سجدہ کیا وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوا۔ اور جس نے انکار کیا وہ کافر اور مردود و ملعون ہوا۔ اسی طرح تقریباً" ایک لاکھ چوبیں ہزار خلیفہ اللہ تعالیٰ نے بنائے اور ان کو شرف و بزرگی بخشا اور نبی و رسول کا اعلیٰ و ارفع منصب بھی عطا فرمایا اسی لئے زیادہ تر لوگ انہیں نبی و رسل کے نام سے جانتے ہیں اور خلیفہ کے نام سے کم لوگ واقف ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی اور اسی طرح نبوت و رسالت کی خلافت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم بھی ہیں اور مرشد و رہبر بھی ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلایا کرے۔ اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے روکا کرے۔ اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔" (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

اپنے خلفاء راشدین کی جماعت لوگوں کی رہبری و رہنمائی کے لئے مقرر فرمائی اور چونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم ہیں۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۲۳۶) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مالک و مختار بنایا ہے اور آپ ﷺ نے پوری کائنات کے رشد و ہدایت' اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان لوگوں کی نجات و بخشش غرضیکہ شریعت طریقت' حقیقت اور معرفت یعنی تمام علوم سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالخصوص خلفاء راشدین کو نوازا۔ تاکہ قیامت تک ہونے والی نسل انسانی ان تمام علوم سے فیضیاب ہو سکیں۔ جس طرح اسکول میں داخلہ فارم ہوتا ہے اور جب کسی جگہ سروس کی درخواست منظور ہوجاتی ہے تو دفتر کا فارم پر کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح حکم اللہ کے تحت حضور ﷺ ہر مسلمان ہوجانے والے سے بیعت لیتے تھے تاکہ حضور ﷺ سے محبت کریں اور ان کی اطاعت دل و جان سے کر کے اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کریں تاکہ عارف باللہ ہوجائیں۔ حضور ﷺ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے۔ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اے محبوب وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں (تمہارے ہاتھ پر) وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالٰہ کا ہاتھ ہے۔ اور جس نے

توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہو گا۔ اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کا جو اس نے اللہ سے کیا ہے۔ تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

(پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر "عظیم" ہے۔ اسیطرح اس کا کرم اس کی عطاء اس کی مہربانی و نوازش اور بخشش بھی عظیم ترین ہے۔ جیسا کہ آیت میں ہے کہ حضور ﷺ سے جو بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرتے ہیں۔ بیعت کے معنی ہیں اپنی جان عزیز کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فروخت کرنا اور اس کے خریدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنے آپ کو فروخت کر دیا اور حضور ﷺ نے اس کو خرید کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ تو جو اللہ تعالیٰ کا ہو گیا وہ تو ضرور بالضرور بخشا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"(اے محبوب!) اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں (یعنی ان سے گناہ سرزد ہو جائے) تو اے محبوب یہ آپ ﷺ کے پاس جائیں۔ اور (آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر) اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور رسول بھی (یعنی آپ ﷺ بھی) ان کی لئے شفاعت فرمائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

(پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴)

غرض یہ کہ حضور ﷺ کی بارگاہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے جہاں سے بخششیں مانگنے کا حکم اللہ تعالیٰ خود دے رہا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے اپنے خلفاء راشدین کو مقرر فرمانے کے بعد حکم صادر فرمادیا۔ حدیث شریف۔

"میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین
کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو۔"
(مشکوٰۃ شریف جلد اول باب الاعتصام)

پھران کے ذریعے جو سلاسل اولیاء اللہ پھیلے یعنی خلفاء راشدین کے خلیفہ پھران خلیفہ کے خلیفہ پھران کے خلیفہ در خلیفہ اسی طرح یہ سلسلہ تمام ملت اسلامیہ میں پھیل گیا۔ جس کسی نے اپنے اپنے دور میں کسی بھی خلیفہ یعنی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں تو بیعت ظاہر میں تو شیخ سے ہوئی در حقیقت اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت ہوئی یعنی شیخ سے بیعت کرنا۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے جس کا ذکر ہم اسی مضمون میں کر چکے ہیں۔

جس طرح سورج آسمان پر روشن ہے اس کے ثبوت کی ضرورت نہیں اسی طرح ملت اسلامیہ میں حضور ﷺ کا جاری کردہ بیعت کا طریقہ جو خلفاء راشدین کے ذریعہ پوری دنیا میں پھیلا ہے یہ بیعت طریقت بھی روشن سورج کی طرح عیاں ہے اس کے لئے مزید ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام یعنی مرشدان طریقت کا سلسلہ' قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں فیصلہ شدہ ہے اور درست و صحیح ہے۔ شیخ طریقت جس کو اپنے شیخ کی طرف سے بیعت لینے کی اجازت ہو اور شیخ بھی سنت رسول ﷺ کا پابند ہو۔ (جتنے بھی مشائخ ہیں ان میں جو سنت کا سب سے زیادہ پابند ہو گا وہی سب سے بہتر ہے۔) اور جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں اس مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہو کر مرشد کے در سے نہیں بھاگا یعنی کیسے ہی حالات سے دو چار ہونا پڑے خلوص و محبت سے اطاعت شیخ کے ذریعے اطاعت رسول کرتا

رہا تو یہ شخص بخشا جائے گا۔ کیونکہ "بیعت سند بخشش ہے" یعنی جب یہ شخص اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہوا تو فرشتوں نے یہ عمل اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیا۔ اور بروز حشر جب کہ تمام لوگ اپنے امام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ (اس کا ذکر اس کتاب میں ہو چکا ہے۔) تو یہ مرید اپنے امام یعنی مرشد کے جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ چونکہ تمام مشائخ حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔ اور اس کا شیخ طریقت گواہ ہو گا کہ اس مرید (یعنی طالب مولا) نے میرے ہاتھ پر اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں بیعت کی ہے۔ لہٰذا یہ مرید بخشا جائے گا۔ کیونکہ یہ فیصلہ ہے کہ جو جس سے محبت کرے گا جس کی اتباع کرے گا بروز قیامت اسی کے ساتھ جائے گا۔ اور حضور ﷺ کا احسان عظیم ہے کہ خلفاء راشدین کے ذریعے قیامت تک کی نسل انسانی کی رشد و ہدایت کا طریقہ جاری کر دیا تاکہ امت بخشی جائے۔

جس طرح حضور ﷺ کی تمام اطاعت و پیروی فرض و سنت موجود ہیں اور قرآن شریف عکس در عکس کثیر تعداد میں اپنی اصلی شکل میں تاحال موجود ہیں اسی طرح بیعت طریقت عکس در عکس پیروی در پیروی حضور ﷺ کی عملی زندگی تاحال موجود ہے اور قیامت تک رہے گی اب کوئی مانے یا نہ مانے جو لوگ ذی عقل ہیں اور شعور رکھتے ہیں وہ جانتے بھی ہیں اور مانتے ہیں اور لاتعداد اولیاء اللہ اس کے شاہد یعنی گواہ ہیں۔

مثال:۔ اصحاب کہف کا کتا اپنے مالک کی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہے اور کتا اس قدر نجس ہے کہ اس کا بال جہاں پڑا ہوتا ہے وہاں فرشتے نہیں جاتے۔ لیکن نیکوں کی صحبت کی وجہ سے اس کی یہ نجاست بھی دور ہو گئی۔ اب وہ اپنے مالکوں کے ساتھ ہے اور مالکوں کے ساتھ ہی جنت میں جائے گا۔ اور

کتے کے ساتھ اللہ تعالیٰ جو بھی بھلائی کرے گا وہ ان نیک لوگوں کی وجہ سے ہی کرے گا۔ کتے نے کون سے نیک اعمال کیئے ہیں یہ نیکوں کی صحبت کا نتیجہ ہے۔

حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ کا تو بہت ہی بلند و بالا مقام ہے۔ چونکہ آپ ﷺ افضل الانبیاء ہیں۔ ولی کی شان کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ (اس کا ذکر "شان اولیاء اللہ" کے مضمون میں ہو چکا ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ مجھے اپنی عزت کی قسم اولیاء اللہ جس کے لئے شفاعت چاہیں گے میں انہیں عام اجازت دوں گا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ اور مجھے اپنے جلال کی قسم اولیاء سے زیادہ مجھے اور کوئی عزیز نہیں میں نے جہنم ان کے دشمنوں کے لئے بنائی ہے۔ اور ان کے دشمنوں کو جہنم میں بھر دوں گا۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ صفحہ ۲۲۴)

حدیث شریف "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے۔ میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔"

(بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق حدیث نمبر ۱۴۲۲)

مندرجہ بالا حوالہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے اولیاء اللہ کی شان میں ہے۔ لیکن حضور ﷺ نے جو سلسلہ بیعت جاری کیا ہے اس سلسلہ میں جو بھی خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے وہ جانشین یعنی نائب یعنی خلیفہ اس دور میں رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ جو اپنے شیخ کی اجازت سے خلیفہ بنا ہے۔ اس سے آپ حضور ﷺ کی امت کے ولی کی شان کا اندازہ کرلیں۔ جب آپ کوئی فرض و سنت اپناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ بات ہم کو حضور ﷺ کے ذریعہ یعنی وسیلہ سے ملی ہے اور بات حضور ﷺ کی ہے۔ جس طرح تمام دنیا میں لاتعداد قرآن شریف موجود ہیں اور ہم سب ان کو اصل مانتے ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ مرشد اعظم

ہیں اور آپ ﷺ نے خلفاء راشدین کو رشد و ہدایت کے لئے مقرر فرمایا پھر خلفاء راشدین نے اپنے خلفاء کو اور انہوں نے اپنے خلفاء کو اسی طرح خلیفہ در خلیفہ یہ سلسلہ خلافت اس وقت سے جاری ہے اور تاقیامت اسی طرح جاری رہے گا۔ اجازت و خلافت شیخ کی جانب سے ہوتی ہے پھر یہی خلیفہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور حضور ﷺ کی اطاعت کا طریقہ بتاتا ہے۔ اور دین اسلام کی سربلندی اور لوگوں کے رشد و ہدایت کے لئے مصروف عمل ہو جاتا ہے اور چونکہ حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور حضور ﷺ کا حکم ماننا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہے۔ لہٰذا جو اس خلیفہ کے بتائے ہوئے طریقے پر خلوص و محبت سے عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اطاعت شیخ کے ذریعے اطاعت رسول ﷺ کر کے مقبول و محبوب ہو جاتا ہے۔ چونکہ نبوت ختم ہو چکی دین مکمل ہو چکا۔ رشد و ہدایت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالخصوص خلفاء راشدین اور ان خلفاؤں سے من و عن جاری ہے۔ جس طرح ایک شمع سے جتنی چاہیں شمعیں جلالیں سب میں پہلی شمع کی روشنی ہے اسی طرح حضور ﷺ سراجاً منیرا ہیں اور مشائخ عظام میں بڑی حد تک اسی لئے اوصاف حضور ﷺ کے پائے جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ خلیفہ کا مقام انتہائی بلند و بالا ہے۔ اس کو مرشد، شیخ، امام اور پیر بھی کہتے ہیں۔ اسی ضمن میں مندرجہ ذیل احادیث، حوالہ جات اور مثالیں خلیفہ کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(۱) حدیث شریف "شیخ اپنی قوم (یعنی مریدوں میں) میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔" (حوالہ کتاب حضرات القدس حصہ اول۔ یہ حدیث تصوف کی تمام معتبر کتابوں میں درج ہے۔)

(۲) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم جانشین انبیاء ہیں بلکہ درحقیقت جانشین انبیاء کرام، اولیاء

کرام ہیں۔ کیونکہ ان کو علم باطن بھی حاصل ہے اور حضور ﷺ کے اوصاف ان میں پائے جاتے ہیں۔

(حوالہ کتاب تذکرۃ الاولیاء حصہ دوئم)

نیز حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وارث اولیاء کرام ہیں۔ اسی لئے خلیفہ یعنی مرشد کے ہاتھ پر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں خلوص نیت سے بیعت ہونے والا بخشا جائے گا۔ مثال

(۱) گورنمنٹ نے تھانے دار کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص تھانے لے جایا گیا جس پر کچھ لوگ الزام لگاتے ہیں اور تھانے دار سب لوگوں کی باتیں سن کر اس شخص کو معاف کر دے یا چھوڑ دے تو پھر اب اس شخص کو کون پکڑے گا؟

(۲) مجسٹریٹ کسی شخص کو مقدمہ سے بری کر کے سند معافی لکھ کر دے دیتا ہے۔ اب اس کو کون پکڑے گا؟

(۳) کوئی دارالعلوم میں علم دین حاصل کرتا ہے اور کورس مکمل کرنے پر اس کو سند ملتی ہے تو اس سند کو سب مانتے ہیں اور اس شخص کو عالم دین کہتے ہیں۔

(۴) ڈاکٹر وکیل اور انجنیئر کے پاس جو سند ہے کالج، یونیورسٹی کی اس کو بھی سب تسلیم کرتے ہیں۔

تو پھر جو سند اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دی ہے اس کو ماننے میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اے محبوب وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں (تمہارے ہاتھ پر) وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔" (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

اور جو اللہ سے بیعت کرے گا وہ ضرور بالضرور بخشا جائے گا۔ کیونکہ بیعت کا طریقہ خلفاء راشدین کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے جاری کیا اور تاحال جاری ہے۔ اسی لئے دور حاضر میں شیخ کی بیعت رسول اللہ ﷺ کی بیعت ہے اور جیسا کہ اوپر درج ہو چکا ہے۔ قرآن شریف کی آیت مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے اسی لئے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ اور رسول کی محبت کے لئے جو شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرے گا وہ ضرور بالضرور بخشا جائے گا۔ اور بیعت اللہ اور رسول کی ہوگی۔ اس کتاب میں اسکا ذکر کئی جگہ ہے۔

(۱) جس طرح مقام حدیبیہ میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے ہاتھ تھا حضور ﷺ کا سب نے بیعت کی حضور ﷺ کے ہاتھ پر لیکن بیعت ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر۔

(۲) حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا کہ جاؤ میری طرف سے بیعت کرو۔ بیعت تھی حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر لیکن بیعت تھی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

(۳) اسی طرح بیعت طریقت میں تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا فیصلہ ہے کہ بیعت شیخ کے ہاتھ پر ہوگی۔ لیکن بیعت رسول اللہ ﷺ کی ہوگی جو مرید ہو وہ بھی اللہ اور رسول کے لئے ہو اور شیخ بھی مرید اللہ اور رسول للہ ﷺ کے لئے کرے۔

مثال:۔ کوئی بھی مسلمان قربانی کے لئے جو بھی جانور خرید کر لاتا ہے ور جب اس کی قربانی کرتے ہیں تو یہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہو جاتا ہے اس جانور کو قربانی کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں قربان کیا ہے پھر جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا' اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے قرب و

عرفان کے لئے اپنی جان عزیز کو فروخت کرتا ہے اور شیخ خرید کر اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جس نے اپنی جان عزیز فروخت کر دی وہ تو ضرور بالضرور بخشا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی بیعت کرنا ہے۔ اس بات کا ذکر اس کتاب میں متعدد بار ہو چکا ہے۔

روز مرہ کی مثال ہے کہ جس بھاؤ مٹھائی تولی جاتی ہے اسی بھاؤ مٹھائی کے ساتھ کاغذ کا ڈبہ بھی فروخت ہوتا ہے۔ جب کہ مٹھائی کے ڈبے کی قیمت بہت تھوڑی سی ہوتی ہے لیکن مٹھائی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس کی قیمت مٹھائی جیسی ہوگئی اسی طرح جس بھاؤ سونے کا زیور بکتا ہے اسی بھاؤ زیور میں لگا ہوا نگینہ بھی فروخت ہوتا ہے۔ جب کہ نگینہ کی قیمت سونے سے بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن سونے کے ساتھ اس کا تعلق یعنی نسبت ہے اس لئے سونے کے بھاؤ سونے کے ساتھ بکتا ہے۔ اسی طرح شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہونے والے کا تعلق بظاہر شیخ یعنی مرشد سے ہے۔ لیکن یہ تعلق یعنی نسبت حقیقتاً" اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ حکم الٰہی سے حضور ﷺ نے جاری کیا تاکہ قیامت تک کی نسل انسانی اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول اور محبوب بندے بن جائیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فیض اپنی امت کے لئے تاقیامت جاری رہے گا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ پارہ ۲۸ حاشیہ سورۃ جمعہ صفحہ ۲۳۲)۔ مندرجہ بالا تمام حوالہ جات سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ نسل انسانی کی فلاح اسی میں ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے جاری کردہ اس رشد و ہدایت کے طریقے کے تحت کسی صاحب اجازت خلیفہ یعنی مرشد کامل سے بیعت ہو کر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و پیروی اطاعت شیخ کے ذریعے خلوص نیت سے کر کے اللہ تعالیٰ کے

مقبول و محبوب بندوں میں شامل ہوں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوجائے۔ اس سے زیادہ خوش نصیب شخص اور کون ہو گا اور اس سے زیادہ عظمت اور سعادت مندی کی بات اور کیا ہوگی کہ بندے کو اس زندگی میں ہی سند بخشش حاصل ہوجائے۔ درج ذیل حدیث شریف سہولت کے لئے دوبارہ پیش کر رہے ہیں۔

"جس نے مجھ سے محبت کی۔ وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔" (مراۃ شرح مشکواۃ صفحہ ۱۷۲ باب القدر)

جو بیعت ہوتا ہے وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں ہی ہوتا ہے۔ اور اللہ رسول سے محبت کرنے والا ضرور بخشا جائے گا۔

شہادتیں

ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دلیل تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہیں اور سب نے شہادتیں دیں کہ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور اللہ کے آخری رسول خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی شان میں تو مندرجہ ذیل آیت مبارکہ ایسی ٹھوس اور واضح دلیل ہے ملاحظہ ہو۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اے لوگو بیشک تمہارے پاس آگئی اللہ کی طرف سے واضح دلیل (یعنی برہان) اور ہم نے اتارا تمہاری طرف روشن نور۔" (پارہ ۲۶ سورہ النساء آیت ۱۷۴)

برہان یعنی دلیل اس پکی اور پختہ دلیل و حجت کو کہتے ہیں جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو اسی لئے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل (برہان) ہیں اور اسی لئے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ حضور ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے اوصاف یعنی اوصاف الٰہی سے متصف کر دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"ہم پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے۔" (پارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۱۳۸)

جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے واضح ہو گیا کہ سب سے زیادہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ ہی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ کی اطاعت و محبت فرض عین ہے جس طرح حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہیں اور

اوصاف الٰہی سے متصف ہیں اسی طرح تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین حضور ﷺ کی دلیل و حجت ہیں اور تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین حضور ﷺ کے اوصاف سے متصف ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالخصوص خلفاء راشدین کی تعلیم و تربیت فرمائی اور خلفاء راشدین کے ذریعے راہ ہدایت مقرر فرما کر انہیں اس عظیم کام پر مامور فرمایا کہ وہ لوگوں کو رشد و ہدایت کا طریقہ بتائیں۔

دنیاوی نظام کے تحت عالم دین کا شاگرد اپنے استاد کی دلیل ہے۔ بیٹا اپنے باپ کی دلیل یعنی حجت ہے۔ اور یہ دستور عالم ہے کہ جب دو معتبر آدمی کسی بات کی شہادت یعنی گواہی دیتے ہیں تو سب لوگ اس گواہی کو مانتے ہیں۔ اور کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ بیعت نہ ہونے والوں کے متعلق جو کتابوں میں تحریریں درج ہیں وہ پیش کی جارہی ہیں پڑھ کر فیصلہ کرلیں۔ نیز اس ضمن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی کامل شیخ سے بیعت ہونے کے بعد کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت کو نہیں مانتے۔ مثلاً"

"ایک عورت کا نکاح کسی مرد سے ہوجاتا ہے۔ ایک ماہ بعد یہ عورت کہتی ہے کہ میں نے دل سے نکاح قبول نہیں کیا بلکہ سہیلی کے کہنے سے "ہوں" کردی تھی۔ لٰہذا۔ اس جواز کے تحت اپنے شوہر سے طلاق لئے بغیر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے۔ تو اب یہ عورت کیا شرعی طور پر نکاح کرسکتی ہے یا اس کا یہ نکاح درست ہوگا؟"

ہرگز نہیں جب بغیر طلاق کے وہ دوسرا نکاح نہیں کرسکتی ہے جب کہ دو گواہ اور وکیل کی معرفت نکاح ہوا ہے تو فیصلہ کرو کہ بندہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ﷺ کی محبت کے لئے بیعت ہوتا ہے اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر پختہ عہد کرتا ہے کہ میں آپ کا حکم مان کر اطاعت رسول ﷺ کر کے اللہ تعالیٰ کی

رضا حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کروں گا اور پھر اقرار کرتا ہے اس پر قائم رہنے کا یعنی بیعت کرتا ہے شیخ کے ہاتھ پر۔ اس بات پر اس کا پیر اور حاضرین یعنی جو لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں شاہد یعنی گواہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جو اس بیعت کو نہیں مانتا اور انکار کرتا ہے تو اس کا انکار بیعت' اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا انکار ہے۔ اور اللہ و رسول ﷺ سے کئے ہوئے عہد کا انکار کرنے والے کا انجام مندرجہ ذیل آیت پڑھ کر فیصلہ کریں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اے محبوب ﷺ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ وہ تو صرف اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ اور جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہو گا۔ اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کا جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔" (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۰)

بیعت واپس بھی نہیں ہوتی ہے اور جو شیخ سے بھاگتا ہے اس کو مرتد طریقت کہتے ہیں۔ (اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب طریقہ عرفان الٰہی) مرشد سے بھاگنے کے بعد راہ ہدایت نہیں ملتی۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اور جس کو (اللہ تعالیٰ) گمراہ کر دے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ مرشد۔" (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

مرشد کا نہ ملنا گمراہی ہے اسی طرح مرشد سے بھاگنے والا بھی گمراہ ہے۔ جس کو کوئی راستہ بتانے والا نہ ہو تو وہ منزل پر کیسے پہنچے گا۔ اگر کسی بچہ کو دارالعلوم میں داخلہ نہ ملے۔ تو عالم دین کیسے ہو گا۔ اگر کسی کو میڈیکل کالج میں داخلہ نہ ملے تو ڈاکٹر کیسے بنے گا۔ غرض یہ کہ جس علم کو سیکھنا مقصود ہے۔

اس علم والے کے پاس جاکر وہ علم سیکھنا پڑے گا۔ ورنہ اس علم سے نابلند رہے گا۔ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ علم کی تلاش اور تحصیل ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور اس علم سے مراد معرفت اور قرب الٰہی ہے۔ (حوالہ کتاب سرالاسرار صفحہ ۸۷) اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کس قدر اہم ہے؟ اس کی اہمیت کس قدر ہے۔ درج ذیل آیت پڑھ کر خود کرلیں قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"(اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے) جو شخص بنا رہا اس
دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔ اور بڑا گم
کردہ راہ ہو گا۔" (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۲)

جس طرح بچہ اسکول میں جائے بغیر تعلیم یافتہ نہیں ہوتا اسی طرح بغیر رشد و ہدایت کے اسکول میں داخل ہوئے کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہو گا۔ اب اگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا زیادہ قرب چاہتا ہے اور اللہ سے محبت کرنے والوں میں شامل ہونا چاہتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا۔ اللہ اور اس کے رسول کا قرب۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہتا ہے تو اس علم کے اسکول' کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لینا ہو گا۔ ورنہ دعویٰ محبت غلط ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے اسکول' کالج اور یونیورسٹی اولیاء اللہ اور مرشدان طریقت کے آستانے اور خانقاہیں اور ان کی تربیت گاہیں ہیں۔ جہاں بیعت ہونے کے بعد تربیت دی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ ہر جگہ داخلہ فارم پر کرنے کے بعد داخلہ ملتا ہے۔ یہاں کا داخلہ فارم شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت ہے۔ اور بیعت کے بعد ہی یہ ارفع و اعلیٰ علم اور ایسا ارفع و اعلیٰ مقام بندہ حاصل کر سکتا ہے۔

اصحاب کہف کا کتا اپنے مالک کی محبت میں ان کے ساتھ ہے اور رہے گا۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں بیعت کرے گا وہ بھی تو جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ جائے گا۔ کیونکہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے امام یعنی پیشوا کے ساتھ بلائے گا عام طور سے آج کل پیشوا یعنی امام کو مرشد، شیخ اور خلیفہ بھی کہتے ہیں اور عام طور سے رشد و ہدایت کے طریقہ کو پیری مریدی یا سلسلہ بیعت طریقت بھی کہتے ہیں جو کہ حضور ﷺ کی مقرر کردہ راہ ہے اور اس پر اولیاء اللہ اور مشائخ عظام گامزن ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"(فرمان الٰہی) جب ہم اس دن (یوم قیامت میں) تمام انسانوں کو ان کے پیشوا (امام) کے ساتھ بلائیں گے۔" (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

اور جس کا کوئی مرشد یعنی امام یعنی پیشوا نہیں ہو گا وہ کس کے ساتھ اٹھے گا۔ جو کہ راہ رسول اور خلفاء راشدین اور اولیاء اللہ کے راستے کو چھوڑ کر الگ نئی راہ نکالے تو وہ ان کے مخالفوں ہی کے ساتھ اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ تو نہ ہو گا۔ اور جو شخص اپنے شیخ کو مرید ہونے کے بعد نہیں مانتا ہے یا شیخ کی صحبت سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔ شیخ کی مخالفت کرتا ہے۔ بیعت کا انکار کرتا ہے یا جو شخص مرید ہی نہیں ہوتا اور مرید نہ ہونے کے ضمن میں غلط دلیلیں و تاویلیں پیش کرتا ہے اور حقیقت سے انحراف کرتا ہے اس کی اپنی اکیلی رائے تو کافی نہیں یہ اس کی ذاتی خواہش ہے۔ کیا اس شخص کے لئے لاتعداد اولیاء کرام و مشائخ عظام کی مثالیں کافی نہیں۔ جنہوں نے خلوص و محبت اور دل و جان سے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے مشائخ کی دل و جان سے خدمت کی جس کی بدولت انہیں یہ انعام حاصل ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب

و محبوب بندے ہوگئے اور اپنے اپنے دور میں مثل آفتاب روشن ہوئے یہ ارفع و اعلیٰ مقام اور یہ عظمت انہیں اطاعت شیخ کی وجہ سے حاصل ہوئی جو کہ نعمت خداوندی اور فضل عظیم ہے۔ اور بغیر بیعت کے آج تک کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب نہیں ہوا۔ تو پھر وہ ولی اللہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کو جو کچھ بھی مقام عطا ہوا وہ خلوص و محبت سے اطاعت شیخ کے ذریعے ہی ملا ہے۔

صدیقین میں سب سے بڑا مقام حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جن کو صدیق اکبر بھی کہا جاتا ہے اور یہ ارفع و اعلیٰ مقام حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی وجہ سے حاصل ہوا۔ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصب خلافت جیسا عظیم منصب عطا ہوا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے ہر وقت دل و جان سے حاضر رہتے تھے۔ اور دل و جان سے خدمت کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر صدقہ یا زیادہ افضل عمل کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی خدمت کرنا۔ اللہ کی راہ میں اور یہ بھی حدیث شریف ہے کہ کوئی عبادت افضل اور مفید تر خدمت خلق سے نہیں ہے۔ (مکتوبات صدی مکتوب ۱۷ صفحہ ۴۵۰)

خدمت خلق میں سب سے بہتر بندوں کی خدمت یہ ہے کہ ان کو کفر و شرک سے نکال کر مسلمان بنا دیا جائے۔ اور مسلمانوں کو شیطان (جو کہ بندوں کا کھلا دشمن ہے) سے بچاکر دنیاوی الجھنوں سے نکال کر۔ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب بنا دینا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خلفاء راشدین کی جماعت بنائی۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول و اعظم ہیں پوری کائنات کے رسول، مرشد اعظم، رہبر اعظم ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء بنائے اور ان ہی خلفاء راشدین کے ذریعے بیعت کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے حکم

کے تحت جاری کر دیا اور دور حاضر میں یہی سلسلہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ ناموں سے جاری ہے یہ کوئی جماعت، گروہ یا فرقہ نہیں بلکہ مختلف بزرگوں کی نسبت کی وجہ سے مختلف نام ہیں طریقہ وہی ہے جس طرح بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہ حدیث کی کتابوں میں ان اماموں نے احادیث یکجا کر دیں تاکہ لوگوں کو دینی فائدہ ہو۔ اور دنیاوی طور پر بھی جو جس اسکول، کالج، یونیورسٹی یا دارالعلوم میں پڑھتا ہے پوچھنے پر بتاتا ہے کہ میں فلاں اسکول، کالج، یا یونیورسٹی کا فارغ التحصیل ہوں۔ یعنی وہاں سے میں نے مطلوبہ علم حاصل کیا ہے۔ اسی طرح یہ طریقہ رشد و ہدایت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے جاری فرمایا تھا اور آج بھی جو شخص کسی خلیفہ یعنی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے وہ بیعت رسول اللہ ﷺ سے ہوتی ہے اور جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے اور جو اللہ کا ہو گیا وہ ضرور بالضرور بخشا جائے گا۔

اسی لئے حضور ﷺ سے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین نے بیعت کی اور خلفاء راشدین سے یہی طریقہ تمام ملت اسلامیہ میں جاری ہے جس کو بیعت طریقت اور پیری مریدی بھی کہتے ہیں۔ کسی بات کی تصدیق کے لئے دو گواہ کافی ہوتے ہیں اور ان کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے اس طریقے یعنی رشد و ہدایت کے طریقے یعنی پیری مریدی کے ذریعے لاتعداد لوگوں نے بلند و بالا مقام حاصل کئے اور لاتعداد اولیاء اللہ ہوئے اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے اس کی صداقت کے لئے صرف دو سلاسل کے حوالے پیش کئے جا رہے ہیں اور چند بزرگوں کے نام جو اپنے اپنے دور میں اس طریقے پر عمل کر کے مثل آفتاب روشن ہوئے درج ذیل ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے مشہور ہوا۔ ان کے خلیفہ و فرزند حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۳۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۴۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۵۔ حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ مشہور ہوا۔

۲۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالواحد زید قدس اللہ روحہ۔

۳۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید قدس اللہ روحہ کے خلیفہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس اللہ روحہ۔

۴۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس اللہ روحہ کے خلیفہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم بلخی قدس اللہ روحہ۔

۵۔ حضرت ابراہیم بن ادھم قدس اللہ روحہ کے خلیفہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ روحہ ہیں۔

چند ان بزرگان دین کے نام

جو سلاسل اولیاء اللہ میں بیعت ہیں

۱۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و فرزند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و فرزند حضرت محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت محمد اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان ہی کا نام ہے)

۳۔ حضرت محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(مندرجہ بالا تمام حوالے اور بزرگان دین کے نام و نسبت کتاب تواریخ آئینہ تصوف از حضرت محمد حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۳ سے لئے گئے ہیں)

۴۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ آپ نے نو سو (۹۰۰) سے زیادہ مشائخ اور بزرگان دین سے علم دین حاصل کیا۔ (حوالہ موطا امام مالک صفحہ ۲۴)

۵۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی تربیت (یعنی روحانی تعلیم) حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ (حوالہ مرآۃ الاسرار طبقہ ۵ صفحہ ۲۷۱)

۶۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں کی صحبت میں رہے مثل ذوالنون مصری و بشر حافی و سری سقطی و معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

(حوالہ مرآۃ الاسرار طبقہ ۵ صفحہ ۲۷۵)

درج ذیل اولیاء اللہ بھی سب بیعت ہیں

۷۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

۸۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۹۔ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۰۔ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۳۔ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۴۔ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۵۔ حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۶۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷۔ حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۸۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۹۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۰۔ اور دور حاضر میں حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز جن کی روحانیت میں چوتھی پشت بندوں کی رشد و ہدایت کا کام سرانجام دے رہی ہے۔

دنیا کا دستور ہے کہ جب قاضی یعنی مجسٹریٹ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو دو معتبر گواہوں کی شہادت یعنی گواہی پر فیصلہ کرتا ہے۔ اگر دو معتبر آدمی گواہی دیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تو پوری قوم مان لیتی ہے۔ اگر دو علماء

کرام کسی بات کی گواہی دیں تو علماء کرام کی گواہی کو اہمیت حاصل ہوگی اور پوری ملت اسلامیہ اس بات کو تسلیم کرلیتی ہے۔

مندرجہ بالا تمام حوالہ جات کی تفصیل سے بات واضح ہوگئی کہ سرکار دو عالم، نور مجسم، مرشد اعظم، رہبر اعظم، حبیب کبریا، محبوب و مطلوب ذات الہٰی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے خلفاء راشدین کی جماعت قیامت تک ہونے والی نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت مقرر فرمادی تاکہ امتی اس طریقے پر خلوص و محبت سے عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوجائیں اس بیعت طریقت کے تقریباً "ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام شاہد ہیں جنہوں نے حضور ﷺ سے بیعت کی پھر سلسلہ وار اولیاء اللہ اور مشائخ عظام برابر بیعت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لاتعداد لوگوں نے اس طریقے پر عمل کیا اور وہ شیخ کی تعلیم و تربیت سے اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خلوص اور محبت کی وجہ سے خوش ہوکر ان کو اولیاء اللہ کے بلند درجات عطا فرمائے۔ اس کی شہادت کے لئے ہم نے اس سے قبل کچھ بزرگوں کے نام تحریر کر دیئے ہیں جن کے علاوہ لاتعداد نام ہیں جنہیں تحریر میں لانے سے کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ ان تمام لوگوں کی شہادت کے بعد آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا دور حاضر کے لوگوں میں ان بزرگوں سے زیادہ علمی و روحانی صلاحیت ہے؟

جس طرح سورج کے روشن ہونے کے بعد کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہیں کیونکہ روشن سورج کسی دلیل کا محتاج نہیں اسی طرح سلاسل اولیاء اللہ یعنی بیعت طریقت جس کو عام طور پر پیری مریدی بھی کہتے ہیں۔ یہ ایسا طریقہ اور راہ عمل ہے جس کی صداقت کے ثبوت کے لئے کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہیں جس کو حاجت ہو وہ کسی کامل شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہوں اور اطاعت شیخ خلوص و محبت سے کر کے خود فیصلہ کرلیں کہ حقیقت کیا ہے۔ اور جو بیعت ہی نہیں اس کے اعتراض کی کوئی حیثیت و حقیقت نہیں اسی ضمن میں ہدایت کے لئے حدیث شریف ہے کہ۔

"حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ (یہودیوں میں بہتر فرقے تھے لیکن) میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ وہ سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک فرقہ نہیں جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس (طریقے) پر میں آج کے دن ہوں۔ اور میرے اصحاب ہیں۔"

(حوالہ کتاب الشفاء دوسرا قسم باب اول فصل دوم صفحہ ۳۷۲)

اور اس دن حضور ﷺ خود موجود تھے اور تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ اور ان بیعت شدہ ہدایت یافتہ صحابہ کرام میں خلفاء راشدین کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے اور تمام صحابہ کرام میں افضل ترین ہیں اور ان ہی ہدایت یافتہ' انعام یافتہ خلفاء راشدین کی جماعت قیامت تک کی نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت مقرر فرمائی۔ چونکہ حضور ﷺ سب سے بڑے ہادی و مرشد اعظم ہیں۔ لہٰذا جب حضور ﷺ نے فیصلہ فرمادیا اور ہدایت یافتہ لوگوں کو مقرر فرمادیا جن کا طریقہ کار تمام ملت اسلامیہ میں موجود ہے اور اس کی شہادت و گواہی کے لئے لاتعداد اولیاء اللہ مشائخ عظام اور پیران سلاسل جن میں چند بزرگوں کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر اور بہتر اور کون سا طریقہ ہے جس سے انکار کر کے حقیقت سے روگردانی کرتے ہیں۔ درحقیقت سلسلہ بیعت طریقت کا انکار دور حاضر میں ایسے لوگ کرتے ہیں جن کو طریقت کا صحیح علم نہیں۔ ورنہ تقسیم ہند سے قبل عالموں کی اکثریت جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور ﷺ نے عالم روحانیت میں بیعت کیا لیکن ظاہری بیعت آپ نے حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی (حوالہ انفاس العارفین) اور دیگر علماء کرام بھی بیعت تھے۔ مزید وضاحت سے کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی۔

اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کے لئے بیعت ہوں

اللہ تعالیٰ کو حضرت محمد ﷺ کی امت بہت ہی پیاری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے حبیب ﷺ کی امت بروز حشر سرفرازو سرخرو ہو اور میرے مقبول و محبوب ہو جائیں۔ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جائیں۔ اسی لئے شیطان کے مکر و فریب اور دنیاوی الجھنوں سے بچنے کے لئے کسی کو اپنا مرشد یعنی پیشوا بنالو۔ جس کو خلیفہ امام شیخ بھی کہتے ہیں تاکہ تعلیم و تربیت مرشد یعنی امام سے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہو کر ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ بندوں میں شامل ہو جاؤ بروز قیامت اپنے مرشد یعنی امام کے ساتھ بلائے جاؤ۔ کیونکہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے مرشد یعنی امام جس کو پیشوا بھی کہتے ہیں اس کے ساتھ بلائے گا۔ قرآن شریف کی آیت۔

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۚ

"ترجمہ:۔ وہ دن (بروز قیامت) جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشوا یعنی امام کے ساتھ۔"

(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں لفظ بامامھم سے مراد مرشد یعنی شیخ ہے۔ جیسا کہ اس بات کی کئی جگہ وضاحت کر چکے ہیں کہ مرشد کو شیخ، امام، پیشوا کہتے ہیں جب شیخ

خلافت دیتا ہے اور خلیفہ رشد و ہدایت کا کام کرتا ہے تو اس خلیفہ کو لوگ محبت سے اپنے اپنے علاقے کی زبان کے مطابق عزت والے القاب سے مخاطب کرتے ہیں لیکن عام طور پر خلیفہ' مرشد' شیخ' امام' پیشوا' رہبرو رہنما اور پیر بھی کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص خلوص و محبت سے کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت رسول اللہ ﷺ کے لئے صدق دل سے بیعت کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی امت پر بہت ہی مہربان ہے اور اس شخص کے خلوص و محبت کی وجہ سے اس طالب صادق کو قبول فرمالیتا ہے اور اس سے راضی ہو جاتا ہے کیونکہ طالب مولا (یعنی مرید) بیعت ہونے کے بعد جب انتہائی خلوص و محبت سے شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے تو یہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جاتا ہے اسی لئے مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے تحت کسی مرشد سے بیعت ہونا ہے۔ یہی صراط مستقیم اور ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ لوگوں کا طریقہ رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کے ترجمہ سے بات واضح ہو جاتی ہے ترجمہ (حقیقت یہ ہے) جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اور جسے وہ گمراہ کر دے تو نہیں پائے گا اس کے لئے کوئی ولی (مددگار) اور مرشد (ولیا مرشدا یعنی نہ کوئی اس کے لئے ولی یعنی مددگار ہے اور نہ کوئی مرشد (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷) یہ بات قرآن کی ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کر دے تو اس کو کوئی مرشد نہیں ملتا۔ وہ اپنے کو اس قدر عقلمند سمجھتا ہے کہ بڑے سے بڑے شیخ کامل کو بھی غلط کہتا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور سمجھ دے دنیاوی نظام کے تحت جب بچہ کو اسکول میں تعلیم نہ دلائی جائے تو یہ بچہ ملک کا باشندہ بھی ہے اور مسلمان بھی ہے۔ لیکن ان پڑھ یعنی جاہل ہے۔ اور معاشرے میں جاہل ہونا اچھی بات نہیں۔ اسی طرح جو لوگ بیعت نہیں ہوتے۔ اور یہ علم یعنی اللہ کے قرب و عرفان کا علم نہیں سیکھنا چاہتے

توان کے متعلق آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ دنیاوی غرض و غائت کے لئے کہ دنیا اچھی ہو جائے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ڈاکٹر، وکیل، انجنیئر، یا اعلیٰ افسر ہونے کے لئے تو دن رات کوششیں کرتے ہیں۔ اور اسلام میں اس کی ممانعت بھی نہیں ہے بلکہ علم سیکھنے اور ترقی کرنے کی کھلی اجازت ہے لیکن جس خالق و مالک نے ہم کو انسان بنایا۔ صورت اور سیرت عطا فرمائی۔ حسن و جمال سے آراستہ فرمایا اور سب سے عظیم نعمت یہ کہ امت مصطفیٰ ﷺ میں پیدا فرمایا۔ اگر کوئی قریب ترین ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جو کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ قلب میں موجود ہے اس کی محبت کے لئے اس کے اور زیادہ قریب ترین ہونے کے لئے یعنی اللہ تعالیٰ کا مقرب اور مقبول و محبوب ہونے کے لئے اور اس کی رضا و قرب و عرفان حاصل کرنے کے لئے ہم کتنی کوشش کرتے ہیں؟ جو کہ کائنات کا سب سے اعلیٰ علم اور سب سے عظیم مقام ہے۔ اس کو سیکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ ایسا شخص خود فیصلہ کر لے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ سے محبت ہے اور اس کا مقرب و محبوب بندہ بننا چاہتا ہے تو اب اس ارفع و اعلیٰ علم یعنی علم تصوف کے کسی بہترین استاد (یعنی صوفی جس کو مرشد کامل اور پیر کامل بھی کہتے ہیں) سے یہ علم سیکھنا فرض عین ہے۔ ورنہ اس ارفع و اعلیٰ علم یعنی علم تصوف جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کا علم ہے اس سے نابلد یعنی اس علم کو نہ سیکھنے کی وجہ سے اس علم کا جاہل رہے گا۔ جو کہ بڑی بدقسمتی ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات پڑھ کر فیصلہ کر لیں کہ بیعت سے انکار کرنا کیسی بات ہے۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ "جو کسی امام سے بیعت کئے بغیر مر گیا۔ اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

(حوالہ شرح مسلم شریف کتاب الامارۃ جلد ۵ صفحہ ۷۲۵)

۲۔ جو شخص مرگیا۔ اور اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔
(حوالہ شرح مسلم شریف کتاب الامارۃ جلد ۵ صفحہ ۷۳۰)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔
(حوالہ شرح مسلم شریف کتاب الامارۃ جلد ۵ صفحہ ۷۳۰، ۷۳۱)

۴۔ جس کے لئے شیخ نہیں یعنی پیر نہیں اس کے لئے دین نہیں۔
(حوالہ رسالہ غوث الاعظم "جواہر العشاق" جس کی تشریح حضرت بندہ نواز گیسودراز نے کی ہے)

۵۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ میں نے بہت سے مشائخ سے سنا ہے کہ جس نے کسی فلاح پانے والے کی زیارت نہیں کی۔ وہ فلاح نہیں پائے گا۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہے۔ امام قشیری، رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔ (حوالہ شرح مسلم شریف جلد ۴ کتاب الحدود صفحہ ۸۷۲)

۶۔ حدیث شریف:۔ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد علی ہے کہ "بے مرشد، بے دین ہوتا ہے۔ اور بے دین معرفت الٰہی سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اور جو معرفت الٰہی سے کورا ہو۔ اس کا کسی صحیح جماعت سے تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اور جس کا کسی صحیح جماعت سے تعلق نہ ہو۔ اس کا کوئی

مونس و غمخوار نہیں ہوتا۔ اور جس کا کوئی مونس و غمخوار نہ ہو اس کا کوئی دوست یار نہیں ہوتا۔
(حوالہ کتاب اسرار حقیقی حصہ اول مکتوب از حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ)

۷۔ شیخ اپنی قوم میں اللہ تعالیٰ کی راہ اس طرح دکھلانے والا ہے جس طرح اپنی امت میں پیغمبر اور یہ ظاہر ہے کہ امت کو راہ طلب میں بغیر پیغمبر کے چارہ نہیں تو قوم کو بھی بغیر شیخ یعنی خلیفہ پیغمبر کے چارہ نہیں۔ اسی وجہ سے حضرات مشائخ کا معمول ہے کہ جس کا کوئی پیرو مرشد نہیں اس کا کوئی مذہب ہی نہیں۔ (حوالہ مکتوبات صدی، مکتوب ۵ طلب پیر صفحہ ۴۷)

۸۔ جس شخص کا دین کی راہ میں کوئی پیشوا نہیں یعنی کوئی استاد نہیں اس کا پیشوا شیطان ہوتا ہے۔ (حوالہ مکتوبات صدی مکتوب ۵۱ صفحہ ۳۴۴)

۹۔ جس کا استاد (شیخ) نہ ہو اس کا امام (شیخ) شیطان ہے۔
(حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۱۲۴۴ اردو ترجمہ)

۱۰۔ (الف) جس کا کوئی شیخ نہ ہو یعنی پیشوا نہ ہو۔ اس کا دین نہیں۔ (ب) جس کا کوئی شیخ یعنی ہادی و مرشد نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔
(حوالہ کتاب حضرات القدس حصہ اول از حضرت بدرالدین سرہندی)

۱۱۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔
(حوالہ کتاب شان حبیب الرحمٰن)

۱۲۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔
(حوالہ کتاب امداد السلوک از رشید احمد گنگوہی)

۱۳۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

(حوالہ کتاب مشاہدہ حق از کپتان واحد بخش سیال)

۱۴۔

جوانا! چند خواہی بود بے پیر کہ آفتہاست در اہمال و تاخیر
چوں پیرت نیست ' پیرتست ابلیس کہ راہ دین زدہ است از مکر و تلبیس

ترجمہ اشعار

(۱۴) ترجمہ اشعار۔ اے جوان۔ تو کب تک بغیر پیر کے رہے گا۔ اس لئے کہ مہلت دینے اور ٹالتے رہنے سے مصیبت ہی مصیبت ہے اگر تیرا کوئی پیر نہیں تو تیرا پیر شیطان ہے۔

(حوالہ اشعار مثنوی مولانا روم کے ہیں اور ترجمہ کتاب میع سنابل دوسرا سنبلہ صفحہ ۱۰۸'۱۰۹)

(۱۵)

حق شناسی فرض عین بر ہمہ کس در نخست زاحتلام خود چو بالغ می شود پاک و درست
گر نہ باشد پیر کس راہست اور پیر دیو می برداندر ضلال وکفر و شرک'کس اے فقیر

(۱۵) سب سے پہلے "معرفت حق" ہر ایک آدمی پر فرض عین ہے جیسے کہ بالغ کو اپنی بدخوابی کی وجہ سے سب سے پہلے نہا دھو کر پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی کا مرشد و رہنما نہیں ہے۔ تو اس کا رہنما شیطان ہے۔ جو اس کو گمراہی۔ کفر اور شرک کی طرف رہنمائی کرے گا۔

(مثنوی گنج راز کے اشعار کا ترجمہ)

۱۶۔ جس شخص نے اپنے زمانے کے امام کو جو خلیفتہ اللہ' رہبر کامل ہے' اپنی عقل اور ادراک قلبی سے نہ جانا' تحقیق وہ جاہلیت (یعنی کفر) کی موت مرا۔ (حوالہ کتاب حق المبین صفحہ ۵۸)

اہل طریقت امام یعنی پیشوا' خلیفہ' مرشد اور شیخ سے مراد "خلیفہ" یعنی پیرو مرشد ہی لیتے ہیں۔ چونکہ اللہ تالیٰ نے دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور کوئی لفظ نہیں کہا بلکہ خلیفہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار خلیفہ' اس دنیا میں بنائے اور ان کو نبوت و رسالت کے اعلیٰ ترین منصب عطا فرمائے۔ ان کے اس ارفع و اعلیٰ منصب پر فائز ہونے کیوجہ سے ان کو نبی و رسل کے نام سے سب جانتے ہیں۔ لیکن خلیفہ کے نام سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی انبیاء کرام کو نہیں مانا وہ کافر ہو گیا یعنی انکار کرنے والا۔ اور عظمت خلافت و نبوت کا انکار اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے کیا ہے۔ جیسا کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ اپنی خواہش کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانا! یہ اس کی اپنی جہالت تھی اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے کافر اور مردود و ملعون ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یعنی اتباع و پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خلوص و محبت اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے۔ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' دل و جان سے کرنا اور اطاعت کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ جو دل چاہ رہا ہے وہی کر رہے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو اور ان کا حکم مانو قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"کیا آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اس (احمق) کو جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا ہے۔" (پارہ ۱۹ سورہ فرقان آیت ۴۳)

اللہ و رسول ﷺ کی بات نہ ماننا اور اپنی خواہش کی پیروی کرنا مندرجہ بالا آیت کے مطابق منع ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جو حضور ﷺ کی اطاعت و محبت سے ملتی ہے اور موجودہ دور میں مرشد کامل کی محبت و اطاعت کرنے سے ملتی ہے۔ جس کے شاہد یعنی گواہ لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام اور مرشدان کامل ہیں۔ نیز کوئی بھی حضور ﷺ کی پوری پوری اتباع و پیروی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب رسول اور مطلوب و مقصود ذات الٰہی ہیں اور ہم ان کے امتی ہیں۔

ہمیں جو تعلیم و تربیت شیخ یعنی پیرو مرشد کے ذریعے سے ملی ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں اس تعلیم پر دل و جان سے عمل کرنا ہے۔ کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اور اللہ تعالیٰ کی رضا' ان سب نعمتوں سے بڑی ہے۔"

(پارہ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۷۲)

اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حضور ﷺ کی پیروی شرط اول ہے جو دور حاضر میں شیخ کامل یعنی مرشد کی پیروی کے ذریعے نصیب ہوتی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"صادق حال لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔" (پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ضروری ہے کہ کسی صادق حال شخص یعنی مرشد کامل سے بیعت کر کے اس کی صحبت اختیار کریں کیونکہ انبیاء کرام کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا ہے اور مرشد کامل ہی ولی کامل ہے لہٰذا ایسے مرشد کامل کی صحبت اختیار کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ۔ کیونکہ حدیث شریف ہے کہ۔

"جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔"

(تفسیر روح البیان پارہ ۲۱ صفحہ ۲۴۴)

ان تمام حوالہ جات اور قرآن و احادیث کے حوالوں سے بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ کی اطاعت و پیروی کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے جس کا ثبوت صحابہ کرام ہیں اور اسی طرح پیروی در پیروی دور حاضر میں اطاعت مرشد کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان ہوتا ہے جس کے شاہد لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہیں اور یہی طریقہ صراط مستقیم' راہ ہدایت' انعام یافتہ ہدایت یافتہ لوگوں کی راہ ہے۔ جو قیامت تک اسی طرح قائم رہے گی۔

نماز میں اولیاء اللہ کا ذکر

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب تم نماز پڑھو تو ایسی پڑھو یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرو کہ "تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے یعنی اس مقام پر نہیں تو خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (حوالہ مشکواۃ شریف جلد اول کتاب الایمان) جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ "تم نماز ایسی پڑھو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر مرشد کامل اس مقام تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ اس راہ کا ڈاکو یعنی دشمن شیطان ہے اور جب بھی کوئی طالب صادق اس راہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہونے کے لئے چلتا ہے۔ تو یہ ایمان کا ڈاکو یعنی شیطان ہر طرح سے اس کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے نماز کی ہر رکعت میں انعام یافتہ لوگوں کی را پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جب ہم نماز پڑھتے ہیں اور سورہ فاتحہ (یعنی الحمد شریف) پڑھتے ہیں اور اس مقام پر پہنچتے ہیں ترجمہ "اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلا۔ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اور ہمیں ان کے راستہ پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہے اور نہ ان کے راستہ پر چلا جو گمراہ ہیں۔ (سورہ فاتحہ کی آیات کا ترجمہ) ہم ہر رکعت نماز میں اللہ تعالیٰ سے انعام یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں اور کبھی ان انعام یافتہ لوگوں کے پاس جا کر یہ نہیں پوچھتے کہ "ہم کو بھی وہ راستہ بتلائیں کہ ہم بھی انعام یافتہ ہو جائیں۔" انعام اسی کو ملتا ہے جو اچھا کام کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا

انعام یافتہ بندہ ہونا کتنی بڑی خوش قسمتی ہے اور کس قدر بلند و بالا مقام ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو پھر جو انعام یافتہ لوگ ہیں ان کے پاس جاکر ان سے تعلیم و تربیت حاصل کر کے انعام یافتہ لوگوں میں شامل کیوں نہیں ہوتے ہو۔ اور اگر زبانی محبت ہے تو آپ جانیں۔ دنیاوی تعلیم میں بعض وقت لوگ اپنا ملک چھوڑ کر بیرون ملک جاکر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جو مشکلات و پریشانی ان علوم کے حاصل کرنے میں ان کو پیش آتی ہیں سب برداشت کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ جس کو جو علم و ہنر پسند آتا ہے اس کے حاصل کرنے یعنی سیکھنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اللہ تعالیٰ جو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے یعنی دل میں موجود ہے اور اول و آخر اور ظاہر و باطن موجود ہے اس نے عقل و شعور دیا حسن و جمال دیا۔ صحت و تندرستی دی' انواع و اقسام کی نعمتیں دیں تو اسکی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہونے سے کیوں انکار کرتے ہو۔ کیا اس سے بھی بڑی کوئی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونا بہت ہی بڑی سعادت ہے اور انعام یافتہ لوگوں یعنی اولیاء اللہ کا ذکر قرآن شریف میں واضح طور پر موجود ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

> "اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا نبیوں (انبیاء کرام علیہ السلام) اور صدیقین (اولیاء اللہ) اور شہداء اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔" (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۹)

یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ کوئی بھی مرشد سے بیعت ہوئے بغیر اولیاء اللہ نہیں ہوتا۔ اس کا ثبوت ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ (۱) طریقہ عرفان الٰہی' (۲) حقائق تصوف اور اس کتاب شان اولیاء اللہ میں بھی ہے۔

جب معراج میں حضور ﷺ تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کیا یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! میری تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اپنے محبوب نبی ﷺ کو خلعت عطا فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے (محبوب) نبی ﷺ! سلام ہو تم پر اور میری رحمتیں اور برکتیں۔ حضور ﷺ اس وقت بھی اپنی پیاری امت کو نہیں بھولے۔ اور فرمایا کہ سلام ہو ہم پر۔ اور اللہ کے نیک بندوں پر (یعنی صالحین پر) یہ دعا ہم التحیات میں پڑھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو حضور ﷺ پر سلام بھیجا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کے صدیقین اور شہداء ہی نہیں بلکہ صالحین تک کو اس سلام اور رحمتوں اور برکتوں میں شامل فرمالیا اور یہ نعمت صرف اس وقت تک کے انعام یافتہ بندوں تک ہی محدود نہیں کی بلکہ تاقیامت پیدا ہونے والے صالحین کو شامل فرمالیا۔ اور جیسا کہ اوپر درج ہو چکا ہے کہ نبیین' صدیقین' شہداء اور صالحین ہی انعام یافتہ بندے ہیں۔ جب کہ صدیقین سے مراد اولیاء اللہ ہیں اور **اولیاء اللہ کا اتنا بڑا مقام ہے کہ ان کا ذکر نماز میں بھی موجود ہے۔** اور اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمتوں و برکتوں کا حصہ خود اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان بندوں کو پہنچا دیتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ کے خلفاء راشدین جو کہ صحابی رسول بھی ہیں اور اولیائے کاملین کی صف اول میں ہیں ان کے ذریعے حضور ﷺ نے جو طریق یعنی بیعت طریقت جاری فرمایا قیامت تک کی نسل انسانی کی

رشد و ہدایت کے لئے وہ خلیفہ در خلیفہ تاحال جاری و ساری ہے۔ لہٰذا بات واضح ہوگئی یعنی مندرجہ بالا قرآن شریف کی آیات کے ترجمے اور حدیث شریف کی روشنی میں ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صدیقین کا ہے اور صدیقین کی صف اول میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جن میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔ اور ان کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو دور حاضر میں اولیاء کاملین اور مشائخ عظام کا ہے جن کے بتائے ہوئے طریقے پر خلوص نیت سے عمل کر کے لاتعداد لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہوئے اور انہوں نے وہ بلند و بالا مقامات حاصل کئے کہ اپنے اپنے دور میں مثل آفتاب و ماہتاب روشن اور منور ہوئے جیسے

(۱) پیران پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور دور حاضر میں (۶) حضرت خواجہ محمد حسن شاہ صاحب و حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

جن کے روحانی فیوض و برکات سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ فیضیاب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور نسل انسانی کی رشد و ہدایت کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں غرض یہ کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق صراط مستقیم پر چلنے کے لئے بیعت مرشد فرض عین ہے تاکہ مرشد اپنی روحانی صلاحیت کے ذریعے تعلیم و تربیت کر کے اور شیطان و نفس امارہ کے مکر و فریب اور دنیاوی الجھنوں سے نجات دلا کر وہ طریقہ بتائے کہ جس پر عمل کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جائے اور اللہ کا قرب

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ انعام یافتہ ہدایت یافتہ بندوں میں شامل ہونے کے لئے جلد از جلد کسی خلیفہ یعنی مرشد کامل کو تلاش کر کے بیعت ہوں اور خلوص و محبت سے عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں میں شامل ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر اور کون سی راہ عمل ہے فیصلہ کر لیں۔

جیسا کہ اس کتاب میں کئی بار اس بات کا ذکر کر چکے ہیں کہ شیطان نے نسل انسانی کو بھکانے کا دعویٰ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ اسی لئے بزرگان دین اور اولیاء کاملین کا فیصلہ ہے کہ شیطان سے بچنے کے لئے کسی مرشد سے بیعت کریں کیونکہ مرشد کو شیخ امام' خواجہ' پیشوا وغیرہ کے ناموں سے سب جانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بروز قیامت ہر انسان کو اس کے امام یعنی پیشوا جس کو مرشد بھی کہتے ہیں اس کے ساتھ اٹھائے گا۔

(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

اور جس کا مرشد نہیں ہو گا وہ کس کے ساتھ اٹھے گا؟ "سوچو" جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ جس کو (اللہ تعالیٰ) گمراہ کر دے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ مرشد۔

(پارہ پندرہ سورہ کہف آیت ۱۷)

اسی لئے ہر رکعت نماز میں حکم ہے اے اللہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہے۔ ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہیں۔ جو بیعت مرشد کے بعد ولی بنے ہیں۔ جب تک کوئی مرشد سے بیعت نہیں ہو گا۔ انعام یافتہ نہیں ہو گا۔ جو بیعت کا انکار کرتے ہیں۔ اور کسی کو اپنا مرشد بنانا پسند نہیں کرتے دونوں آیات کا ترجمہ پڑھ کر خود فیصلہ کر لیں کہ حقیقت کیا ہے۔ اسی لئے سمجھانے کے لئے دوبارہ پھر انہی باتوں کو تحریر کیا ہے۔

شانِ اولیاء اللہ

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ

(۱) "سن لو بیشک! اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ اور وہ جو ایمان لائے اور متقی ہیں یعنی پرہیز گار ہیں۔ انہیں خوشخبری ہے۔ دنیا کی زندگی میں' اور آخرت میں' اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔"

(پارہ ۱۱ سورہ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴)

(۲) "حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اگر مخلوق کو میرے اولیاء کاملین کی شان معلوم ہو جائے۔ جو میں نے انہیں "مجلی قدس" اور "دار کرامت" میں بخشی ہے۔ تو لوگ ان کے قدم چومتے۔ بلکہ ان کے قدموں کی خاک ہو جاتے اور آرزو کرتے کہ اولیاء کرام انہیں اپنے قدموں کی خاک بنائیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال اور بزرگی کی قسم میں انہیں اپنا چہرہ دکھاؤں گا۔ یعنی انہیں بلا حجاب زیارت کا شرف بخشوں گا۔ ان کے دل کو خوش کر دوں گا۔ وہ جس کے لئے شفاعت چاہیں گے۔ میں انہیں عام اجازت دوں گا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو۔ مجھے اپنی عزت کی قسم۔ اولیاء اللہ سے زیادہ اور کوئی عزیز نہیں ہے۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ان سے بزرگ تر میرے نزدیک اور کوئی نہیں میں نے جہنم ان کے "دشمنوں" کے لئے بنائی ہے۔ اور ان کے دشمنوں کو جہنم میں بھروں گا۔"

(حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ صفحہ ۲۲۴)

یہ شان تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے اولیاء کرام کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے۔ اور ان کا بہت ہی عظیم مقام ہے۔ اولیاء اللہ کے مراتب ان کے ارفع و اعلیٰ مقام اور ان کی فضیلت و بزرگی کی وضاحت ہم اس کتاب میں متعدد مرتبہ بیان کر چکے ہیں نیز ان کی عظمت و بزرگی پر جو احادیث مبارکہ و حوالہ جات مزید میسر آئے ہیں پیش خدمت ہیں۔

(۱) "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز کعبہ شریف کے قریب سے گزرے۔ تو آپ نے کعبہ شریف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "اے کعبہ" بے شک! تو اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت عظمت والا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں "مومن کامل" تجھ سے زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہے۔"

(حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ صفہ ۲۲۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے اپنی صورت و صفت پر بنایا۔ اور مومن کامل اولاد آدم (یعنی انسان ہی) ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے نیز مومن کامل کو یہ عظمت و بزرگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت سے ہی ملی ہے۔ اور جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مومن جو کہ اولاد آدم علیہ السلام ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ اسے یعنی مومن کو اپنے لئے بنایا۔ اس میں اپنی روح پھونکی' اس کے قلب میں موجود ہے۔ اس کے اول و آخر' ظاہر و باطن موجود ہے۔ فیصلہ کر لیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے لئے بنائے۔ اس کے قلب میں خود موجود ہو۔ وہ افضل ہے یا وہ جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے بنایا وہ افضل ہے؟ کعبہ شریف میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات ہیں۔ جب کہ مومن کامل میں خود اللہ تعالیٰ

موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر مومن کامل ولی کامل، شیخ کامل اور خلیفہ کی عظمت اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا بہت ہی بلند و بالا مقام ہے۔

(۲) "انسان کامل (یعنی ولی اللہ) کعبہ شریف سے افضل ہے۔ ایسے ہی اس کا ہاتھ حجر اسود سے افضل ہے۔" (حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۲۴۶)

(۳) کیونکہ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد وہ تجلیات آپ ﷺ کے وارثین کی طرف منتقل ہوئیں۔ اسی لئے وہ کعبہ (شریف) اور حجر اسود کی حقیقتوں کے مظاہر ہیں (اور حضور ﷺ کے بہترین وارث و جانشین خلفاء راشدین ہیں) شریعت و حقیقت اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حجر اسود کو چومنا شریعت ہے اور اولیاء اللہ کے ہاتھوں کا چومنا حقیقت (یعنی طریقت) ہے۔ "اور ان کی بیعت در حقیقت بعینہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت ہے۔"

(حوالہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ صفحہ ۲۴۶)

(۴) "حضور ﷺ کے صحابی، اولیاء اللہ بھی ہیں اور صحابی رسول بھی ہیں۔ اسی لئے نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ حضور ﷺ کے اصحاب کا۔ کیونکہ ان سب نے حضور ﷺ سے براہ راست علم و ادب سیکھا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کیا۔ یہی سب سے بڑے عالم دین ہیں اور حضور ﷺ کے صحیح وارث ہیں اور ان میں خلفاء راشدین حضور ﷺ کے علم کے وارث بھی ہیں اور رشد و ہدایت کے اعلیٰ مراتب و منصب پر فائز بھی ہیں۔ نیز حضور ﷺ کے جانشین بھی ہیں۔ اسی لئے تمام صحابہ کرام نے بھی ان کو بزرگ مانا۔ اور جن کو بزرگ اللہ تعالیٰ مانے۔ جن کو بزرگ اللہ کا رسول مانے اور بزرگ تقریباً "ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام مانیں۔ جن کو بزرگ

حضور ﷺ کی امت مانے ان عظیم ہستیوں کی اس قدر بلند و بالا شان حضور ﷺ کی محبت و اطاعت کی بناء پر ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے حدیث شریف ہے۔

"میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو۔ اور دانت سے مضبوط پکڑو۔" (مشکواۃ شریف جلد اول باب الاعتصام)

یہ حدیث شریف کئی عنوانات میں تحریر کی گئی ہے اور سہولت کے لئے یہاں پھر درج کی گئی ہے۔ یہ حضور ﷺ کا تاکیدی حکم ہے کہ خلفاء راشدین کی پیروی کرو اور ضرور بالضرور کرو کہ یہ آپ ﷺ کے بہترین پیروکار اور جانشین ہیں۔ کیونکہ انہیں یہ مقام حضور ﷺ کی محبت و عشق اور اطاعت سے ہی حاصل ہوا ہے۔

(۵) حدیث شریف :۔ "حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے اولیاء پر، انبیاء کرام رشک کریں گے۔ نیز کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ہے کہ ان حضرات کو اپنے حساب کا بھی خوف نہیں۔ کیونکہ قیامت میں تو ہم لوگ حساب دینے جائیں گے اور یہ رب سے اپنا حساب لینے جائیں گے۔"

(حوالہ کتاب شان حبیب الرحمٰن صفحہ ۲۴۶)

دراصل اولیاء اللہ حضور ﷺ کے امتی ہیں اور ان کا مقام انبیاء و مرسلین کے بعد ہے۔ چونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور اب سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اور اولیاء اللہ نے حضور ﷺ کی محبت و عشق میں اس قدر بلند و بالا مقام حاصل کیا۔ اور حضور ﷺ کی دل و جان سے اطاعت کر کے ہی اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کیا۔ اور پھر اپنے اپنے وقتوں میں۔ اپنے اپنے

مریدوں کو یہ ارفع و اعلیٰ تعلیم و تربیت دی جس پر عمل کر کے لاتعداد اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہوئے اور مشائخ در مشائخ خلیفہ در خلیفہ اولیاء اللہ کا یہ سلسلہ تاحال جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔

دراصل نسل انسانی کے رشد و ہدایت کا یہ فریضہ انبیاء کرام کا تھا جو کام کہ حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام سرانجام دیتے آرہے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو کر ان کی ان اچھی خوبیوں اور صلاحیتوں کی وجہ سے ان کو انعام و کرام عطا فرمائے گا۔ جیسے کہ چھوٹا کوئی بڑا اور اچھا کام کرے یا وقت ضرورت اپنے پاس سے کمائی ہوئی رقم خرچ کر کے کوئی اچھا کام کرے تو مالک خوش ہو کر انعام بھی دیتا ہے اور جو زیادہ رقم خرچ ہوئی ہے وہ امانت یعنی زائد رقم بھی ادا کر دیتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ انعام یافتہ' ہدایت یافتہ اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی مقرب و محبوب بندے ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ جس بندے پر فضل کرتا ہے اس کو کسی ہدایت یافتہ بندے یعنی مرشد کے ذریعے ہدایت دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر انعام و اکرام کی بارش کرتا ہے اور اپنے انعام یافتہ بندوں' صدیقین یعنی اولیاء اللہ میں شامل کر دیتا ہے۔ اسی لئے ان کو اولیاء اللہ بھی کہتے ہیں اور انعام یافتہ ہدایت یافتہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی بلند و بالا شان ہے۔ کہ ہر نماز میں ہی نہیں بلکہ ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مجھ سے اس بات کی دعا کرو اور توفیق مانگو یعنی ان انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے کی مجھ سے دعا کیا کرو۔ سورہ فاتحہ شریف کی چند آیتوں کا ترجمہ۔

"اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ (اس بات کی کہ) ہم کو ان ہدایت

یافتہ لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا۔ جن پر تو نے انعام کیا
ہے اور ان لوگوں کے راستے پر نہ چلانا جو (تیرے)
غضب میں مبتلا ہیں۔ اور نہ ان لوگوں کے راستے پر چلانا جو
گمراہ ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں "آمین" کہ یا اللہ ایسا ہی کر دے
اور اس دعا کو قبول فرما۔"

افسوس کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق کا دم بھی بھرتے ہیں لیکن کبھی بھی انعام یافتہ بندہ بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کے کسی انعام یافتہ' ہدایت یافتہ بندے کے پاس نہیں جاتے اور نہ ہی کبھی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقرب و محبوب بندوں کے پاس جا کر ان سے وہ طریقہ سیکھیں جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور ہمیں بھی ان کی طرح اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل فرمائے۔ انعام یافتہ بندے کون ہیں؟ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو
اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام
کیا ہے۔ نبیین (یعنی انبیاء کرام) اور صدیقین (یعنی
اولیاء کرام) اور شہداء کرام اور صالحین یہ کیا ہی اچھے
ساتھی ہیں (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹)

جس کو جس چیز کی جستجو اور لگن ہوتی ہے اس چیز کے حصول کے لئے پوری توجہ سے دن رات کوشش کرتا ہے اور جب تک مطلوب حاصل نہ ہو جائے تب تک چین سے نہیں بیٹھتا۔ لیکن جو خالق و مالک قلب میں موجود ہے۔ شہہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور خود اپنا قرب و عرفان حاصل کرنے کی

ترغیب دلا رہا ہے نماز کی ہر رکعت میں انعام یافتہ لوگوں کے سیدھے راستے پہ چلنے کی دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا اور حکم بھی ہے کہ مجھ سے ان ہدایت یافتہ بندوں کے راستے پر چلنے کی دعا مانگو۔ اب اگر کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی محبت ہے اور ان کا مقرب و محبوب ہونا چاہتا ہے اور انعام یافتہ، ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہونا چاہتا ہے تو کسی ہادی یعنی مرشد کامل سے بیعت کرنا ہوگی کیونکہ مرشد کامل ہی اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب بندہ ہے۔

(۷) حوالہ :۔ مشکواۃ شریف باب ذکر یمن و شام میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شام میں ہمیشہ چالیس ابدال رہیں گے جن کی برکت سے زمین والوں پر بارشیں ہوں گی اور اسی کی شرح مرقاۃ میں بھی درج ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ ۳۰۰ سو اولیاء حضرت آدم علیہ السلام کے نقش قدم پر رہیں گے اور چالیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوں گے۔ اور سات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوں گے اور پانچ وہ رہیں گے جن کا قلب حضرت جبرائیل کی طرح ہوگا۔ اور تین حضرت میکائیل کے قلب پر، اور ایک حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر رہے گا۔ جب اس ایک کا انتقال ہوگیا تو ان تین میں سے کوئی ایک اس کی جگہ قائم ہوگا اور تین کی کمی پانچ میں سے پوری کی جاتی ہے اور پانچ کی کمی سات میں سے پوری کی جاتی ہے اور سات کی کمی چالیس میں سے پوری کی جاتی ہے اور چالیس کی کمی تین سو میں سے پوری کی جاتی ہے اور تین سو کی کمی عام مسلمانوں میں سے پوری کر دی جاتی ہے۔ حضرت ابو عثمان مغربی فرماتے ہیں کہ ابدال چالیس ہیں۔ ان چالیس میں اثناء سات ہیں۔ اور تین خلیفہ ہیں۔ اور ایک قطب عالم ہے۔

اس ایک قطب عالم کے تین خلیفہ کو کوئی نہیں پہچانتا ہے۔ (جس کو وہ خود پہچان کرا دیں وہ الگ بات ہے)

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قطب عالم سے مرکز عالم قائم ہے۔ اس کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ داہنا اور بایاں' داہنا وزیر عالم ارواح کی حفاظت کرتا ہے اور بایاں وزیر عالم اجسام کی حفاظت کرتا ہے۔ اور ان کے ماتحت چار اوتاد ہوتے ہیں۔ جو مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے محافظ ہیں۔ اور سات ابدال اقالیم سبع کے محافظ ہیں۔ (یعنی سات ولایتوں کے محافظ ہیں)۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اور ہم نے مقرر کئے ہیں ان میں سے بارہ سردار" (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۱۲)

اس جگہ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قطب عالم کے وصال کے بعد ان کا بایاں وزیر' قطب عالم کا قائم مقام ہوتا ہے اور داہنا وزیر بائیں وزیر کی جگہ ہو جاتا ہے۔ اور نیچے سے کسی کو ترقی دے کر' داہنا وزیر بنا دیا جاتا ہے۔

(حوالہ کتاب شان حبیب الرحمٰن ضمیمہ صفحہ ۲۴۲)

یہ تعداد تو ان اولیاء اللہ کی ہے جو نظام عالم کی خدمت پر معمور ہیں اور باقی اولیاء اللہ بے شمار ہیں جس طرح فوج میں اعلیٰ اختیاراتی قیادت کے افسران الگ ہیں۔ اور باقی انتظامی افسران و سپاہی الگ جو کثیر تعداد میں ہوتے ہیں۔

(۸) حدیث شریف۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے۔ میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔"

(بخاری شریف جلد سوئم کتاب
الرقاق حدیث نمبر ۱۴۲۲ صفحہ ۵۱۲)

مندرجہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ جو شخص کسی بھی ولی سے دشمنی رکھے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعلان جنگ کرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا باغی ہو۔ اس کی دین و دنیا سب کچھ برباد۔ تو پھر جو رسول اللہ ﷺ ان کے اہل بیت، صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین میں عیب تلاش کرے اس کا کیا انجام ہو گا فیصلہ کر لیں۔

غرض یہ کہ اولیاء اللہ کی شان انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اہل بیت کے بعد امت میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہے اور ان کا مقام انتہائی بلند و بالا ہے جو عام بندوں کی فہم و ادراک یعنی سمجھ سے بالا تر ہے۔ جیسا کہ مولانا روم جو کہ خود جلیل القدر بزرگ ہیں اپنی مثنوی کے اشعار میں اولیاء اللہ کی عظمت اور بزرگی اس طرح بیان کر رہے ہیں۔

اشعار مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

یک زمان صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ
فیض حق اندر کمال اولیاء
نور حق اندر جمال اولیاء
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
اونشیند در حضور اولیاء
چوں شوی دور از حضور اولیاء
در حقیقت گشتھی دور از خدا
پیر کامل صورت ظل اللہ
یعنی دید پیر دید کبریا
ہر کہ پیر و ذات حق رایک نہ دید
نے مریدو۔ نے مریدو۔ نے مرید
مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم رحمۃ اللہ علیہ
تاغلام شمس تبریزی نہ شد

مندرجہ بالا اشعار اولیاء اللہ کے عظیم تر مقام کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ پڑھ کر خود فیصلہ کرلیں۔

فقراء
(مقربین و محبوبین)

جس طرح کئی عالم دین موجود ہوں۔ اور نماز کا وقت آجائے تو علماء کرام اس وقت اس عالم کو اپنا امام بنائیں گے جو ان سب میں زیادہ ذی علم ہو گا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کا جو مقام ہے وہ بہت ہی بلند و بالا ہے۔ جس کا ذکر اس کتاب میں کئی جگہ ہو چکا ہے۔ لیکن ان اولیاء اللہ میں ایسے بھی اولیاء اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی زیادہ مقبول و محبوب ہو جاتے ہیں۔ ایسے مقربین و محبوبین اولیاء اللہ کو فقراء بھی کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق میں اس قدر بلند و بالا مقام تک پہنچ جاتے ہیں۔ جو انسانی عقل و شعور سے بالا تر ہے۔ جیسے کہ عنوان "صوفی" میں ذکر ہو چکا ہے صوفی اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ صوفی پر فضل عظیم اور عنایت خاص ہے جس کو فنا فی اللہ اور بقاباللہ بھی کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی فضل عظیم اور انعام بے بہا ہے جو اپنے صدیقین یعنی اولیاء اللہ پر کیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں فقر پر افتخار کرتا ہوں پیغمبری اور ولایت پر فخر نہیں کرتا۔ بلکہ فقر پر۔ (حق المبین صفحہ ۵۹ عنوان فقر)

(۲) فقر خزانہ ہے۔ خزانہ ہائے اللہ تعالیٰ سے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ فقر کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ فقر عنایت ہے اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کیا "فقر کیا

ہے" حضور ﷺ نے فرمایا کہ فقر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ بجز نبی مرسل یا بندہ کریم النفس کے کسی کو نہیں دیتا۔

(حوالہ کتاب حق المبین صفحہ ۴۹)

(۳) جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے قرب کی آرزو ہو وہ فقراء کی صحبت میں بیٹھے۔ (حوالہ کتاب حق المبین عنوان فضیلت فقر صفحہ ۵۴)

(۴) اللہ تعالیٰ کے ہمنشین فقراء ہیں۔ (حق المبین صفحہ نمبر ۶۰)

(۵) اولیاء اللہ جلیس ہیں اللہ تعالیٰ کے۔ (حق المبین صفحہ نمبر ۷۲)

(۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہی لوگ زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

(حق المبین صفحہ ۷۱)

(۷) امت کے بہترین لوگ فقراء ہیں۔ (حق المبین صفحہ ۶۰)

(۸) اولیاء اللہ کا ذکر خیر دلوں کے لئے حکمت کا بیش بہا خزانہ ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے۔ (حق المبین صفحہ ۵۷)

(۹) اولیاء اللہ کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

(حق المبین صفحہ ۵۷)

(۱۰) فقراء کی فضیلت تونگروں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت کل مخلوق پر۔

(حق المبین صفحہ ۵۹)

(۱۱) فقراء سے محبت کرنا' انبیاء کرام کا طریقہ ہے اور ان سے (حسد اور عداوت رکھنا فرعونی خصلت ہے۔ (حق المبین صفحہ ۶)

(۱۲) حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملائکہ مقربین۔ سات آسمانوں' سات زمینوں' کل پہاڑوں اور جو کچھ ان میں ہے ان سب سے فقراء یا دوسرے لفظوں میں عرفائے کاملین کی حرمت بہت بڑی ہے۔ (حق المبین فضیلت فقر صفحہ ۵۸)

اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

(۱) "جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔ تو اسے ان کا ساتھ ملے گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام (یعنی فضل) کیا ہے۔ نبیین (یعنی انبیاء کرام)۔ صدیقین (یعنی اولیاء کرام) اور شہید (یعنی شہداء کرام)۔ اور صالحین (یعنی اللہ کے نیک بندے)۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔" (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹)

مندرہ بالا آیت میں صالحین سے بڑا درجہ شہید کا ہے اور شہید سے بڑا درجہ صدیق یعنی اولیاء اللہ کا ہے اور صدیق سے بڑا درجہ نبی کا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے کہ شہید مرتے نہیں ہیں اور یہ اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ جب شہید نہیں مرتے تو اولیاء اللہ جن کا مقام شہید سے بڑا ہے تو یہ بھی زندہ ہیں اور جب ہم کو شہید کی زندگی کا شعور نہیں تو پھر ان سے بڑا مقام اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کا ہے۔ ان عظیم ہستیوں کی زندگی کا شعور ہم کو کس طرح آسکتا ہے؟

(۲) "جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جائیں۔ انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں اس کا شعور نہیں۔" (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

(۳) "جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں۔ انہیں مردہ ہرگز خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ اور روزی پاتے ہیں۔" (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۶۹)

(۴) حدیث شریف۔ "حضور ﷺ جب جہاد سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جہاد اصغر (چھوٹے جہاد) سے ہم واپس آئے ہیں۔ جہاد اکبر (یعنی نفس کے ساتھ جہاد) کی طرف۔"

جب جہاد اصغر کے شہید کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں ہے تو جہاد اکبر والوں کی زندگیوں کا شعور ہمیں کس طرح آسکتا ہے۔ سوچیں غور کریں اور فیصلہ کریں۔

حوالہ۔ (۱) حضور سرور دو جہاں مالک کون و مکاں ﷺ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جیسے اپنے گھروں میں۔ (کتاب سرالاسرار چودھویں فصل صفحہ ۱۶۱)

(۲) "حضرت سلطان باہو ؒ کی کتاب نورالھدیٰ میں حدیث شریف درج ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ دار دنیا سے دار آخرت کی طرف نقل مکان اختیار کر لیتے ہیں۔"

(حوالہ کتاب نورالھدیٰ صفحہ ۷ ۳۔ از حضرت سلطان باہو ؒ)

(۳) "اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ اس مکان سے اس مکان کی طرف نقل کرتے ہیں۔ اور موت ظاہری کے بعد بھی ان کی عقل کامل رہتی ہے۔ کالبد (جسم) درست رہتا ہے۔ جوارح روح مضبوط رہتے ہیں۔ اور روحانی غذاؤں سے حقوق اپنے پورے کر لیتے ہیں۔"

(حوالہ کتاب مکتوبات صدی مکتوب ۱۹ صفحہ ۱۵۸)

مثال۔ مرغی کے اچھے انڈے ایک درجن لے لیں۔ ایک انڈہ ابال کر کھا لیں۔ ایک انڈہ تل کر کھالیں۔ ایک انڈہ الماری میں رکھ دیں۔ باقی انڈے جو بچیں انہیں مرغی کے نیچے رکھ دیں۔ اب دیکھیں کہ جو

انڈے مرغی کے نیچے رکھے تھے ان میں سے چند روز (مقررہ میعاد) کے بعد۔ مرغی کی جسمانی حرارت کے ذریعے بچے پیدا ہو جاتے ہیں اور انڈے سے منتقل ہو کر مرغی کے ساتھ باہر ہوں گے۔ اور جو انڈہ الماری میں رکھا گیا تھا وہ کچھ روز بعد گندہ ہو کر خراب ہو جاتا ہے اور اسے پھینک دیتے ہیں اور جو انڈے کھا لئے گئے ان سے جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صحبت مرشد میں رہ کر تربیت مرشد سے جو مرید اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں وہ اولیاء اللہ ہو جاتے ہیں۔ اور قلب میں اور اول و آخر' ظاہر و باطن میں اللہ موجود ہے تو اس کی وجہ سے اولیاء اللہ مرتے نہیں۔ قرآن شریف کی آیات کا ترجمہ۔

(۷) "تم بہترین امت ہو۔ جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔" (حوالہ پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ امت ہر امت سے بہتر ہے۔ خیر سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں تعلیم و ارشاد بہت زیادہ ہے اور تاثیریں ان کی قوی ہیں اور قطب ارشاد و سید الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ امت سابقہ سے بھی کوئی شخص مرتبہ ولایت پر فائز نہیں ہوا۔ مگر آپ ہی کے روحی فیض سے اور بعد آپ کے یہ منصب آپ کی اولاد کے اماموں میں امام حسن عسکری تک برابر چلا آیا۔ اور حضرت محبوب سبحانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا۔ اور آپ اس منصب پر تاقیامت رہیں گے۔ (حوالہ پارہ ۴ سورہ آل عمران زیر آیت ۱۱۰ حاشیہ صفحہ ۱۰۰ از مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ناشر ملک دین محمد اینڈ سنز ناشران کتب لاہور۔ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ)

جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ولایت یعنی غوثیت میں اس قدر بلند و بالا مقام ہے کہ بعد وصال بھی وہ اس منصب پر فائز ہیں اور تاقیامت رہیں گے۔

حوالہ (۱) شیخ علی اودبادی سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک فقیر کو دفن کیا۔ توانہوں نے اس کے سر سے کفن ہٹایا۔ اور اس کا سر مٹی پر رکھ دیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم کرے۔ تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھ کو دیکھا۔ اور کہا کہ جناب مجھ کو اس کے سامنے ذلیل نہ کیجئے۔ جس نے مجھ کو راہ دکھائی ہے۔ تو میں نے کہا کہ اے میرے سردار کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔ اس نے کہا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محب زندہ ہے اور کل میں تمہاری مدد کروں گا۔

(حوالہ کتاب شرح الصدور عنوان قبروں کی زیارت صفحہ ۱۹۰ نمبر شمار ۱۸)

(۲) اسی رسالہ میں ہے کہ ایک مرید نے کہا کہ اے استاد کل ظہر کے وقت میں مر جاؤں گا تو یہ دینار لو آدھے میرے قبر کے لئے ہیں۔ قبر اور آدھے میں میرے کفن کا انتظام کرنا۔ دوسرے روز ظہر کے وقت آ کر طواف کعبہ کیا۔ پھر دور کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ جب میں نے (یعنی استاد نے) اس کو قبر میں رکھ دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں تو استاد نے اس سے کہا کہ کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہوتی ہے تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا محب ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر محب ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

(حوالہ کتاب شرح الصدور)

مندرجہ بالا قرآن شریف کی آیات مبارکہ' احادیث شریف' حوالہ جات اور مثال سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انبیاء و مرسلین کے بعد اگر کسی کا

مقام ہے تو وہ اولیاء اللہ ہیں جن کی اطاعت کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کسی مرشد کامل سے بیعت کرتے ہیں تاکہ ان کی خصوصی تعلیم و تربیت کی ذریعے حضور ﷺ کی پیروی بہتر سے بہتر طریقے پر ہو سکے اور محبت میں زیادہ اضافہ ہو اسی لئے محبت رسول اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے یہ مخلص، متقی یعنی پرہیزگار شخص شیخ کی تعلیمات پر عمل کر کے مزید متقی ہو جاتا ہے۔ اس بندے کو وصال کے بعد حیات ابدی مل جاتی ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک شخص ٹیلیویژن اسٹیشن پر کیمرے کے سامنے جو کچھ بھی کرتا ہے۔ وہ اس ٹیلیویژن پر (جس کا تعلق ٹیلیویژن اسٹیشن سے ہے) بالکل ویسے ہی موجود نظر آتا ہے جو کچھ وہ ٹیلیویژن پر کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن فضا میں جو اس پروگرام کی لہریں موجود ہوتی ہیں وہ دکھائی نہیں دیتیں۔ اور نہ ہی اتنا لمبا تار ہوتا ہے جو ٹی وی، اسٹیشن سے اس ٹی وی تک پہنچتا ہو۔ لہٰذا بات واضح ہوگئی کہ جب انسان کی ایجاد سے یہ بات ہو سکتی ہے کہ ٹیلیویژن اسٹیشن پر بندہ "حقیقتاً" موجود ہوتا ہے پھر فضا میں یہ لہریں تحلیل ہوگئیں۔ اور پھر ٹیلیویژن پر دوبارہ موجود۔ تو یہ عمل انتقال کہلاتا ہے اور اس بات کے سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

قرآن شریف اور رشد و ہدایت

قرآن شریف قیامت تک ہونے والی نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے لیکن اس سے وہی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ جو متقی ہیں اور غیب پر ایمان لائے ہیں بات واضح ہوگئی کہ قرآن شریف سے وہ لوگ ہدایت پاتے ہیں جو متقی ہیں اور متقی بننے کے لئے کسی مرشد کامل کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے تاکہ مرشد کی تعلیم و تربیت سے اعمال اور بہتر ہوجائیں۔ جس طرح اسکول میں داخلہ لئے بغیر کوئی پہلی سے میٹرک تک تعلیم حاصل نہیں کرسکتا۔ اور میٹرک کئے بغیر بی اے نہیں کرسکتا اور بی اے کئے بغیر ایم اے اور پی ایچ ڈی وغیرہ نہیں کرسکتا۔ نیز اگر عالم دین' وکیل' ڈاکٹر' انجنیئر یا کسی جگہ افسر لگنا ہے یا اور کوئی خصوصی تعلیم حاصل کرنا ہے تو پہلے اس جگہ جانا پڑے گا جہاں پر یہ تعلیم دی جاتی ہے مثلاً "مدرسہ' اسکول' کالج اور یونیورسٹی وغیرہ پھر وہاں کا فارم بھر کر داخلہ لینا ہوگا اور اس کے بعد وہاں پر مقرر شدہ اساتذہ کرام سے متعلقہ علم حاصل کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اساتذہ اس علم کے ماہر ہیں اور اسی لئے اس کام کے لئے ان کا انتخاب پہلے کیا گیا ہے اور اس کے بعد مقرر کئے گئے ہیں۔ نیز جب امتحان ہوتا ہے تو ہر ایک طالب علم یہی کہتا ہے کہ میں نے پرچہ بہت اچھا کیا ہے لیکن جب ممتحن پرچہ جانچتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پرچہ صحیح کس نے کیا اور غلط کس نے کیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے ہمیشہ اپنے انبیاءِ کرام کو بھیجا اور بندوں کو حکم دیا کہ ان کی محبت میری محبت ان کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ لہٰذا

رشد و ہدایت کی یہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لئے نبی و رسل کے بعد موجودہ دور میں اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کی بیعت کر کے اور ان کی تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی بندہ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو گا۔ جس کا طریقہ وہی ہے جو بزرگان دین کرتے آئے ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"یہ ذی شان کتاب (یعنی قرآن شریف) جس میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں ہے۔ یہ ہدایت ہے متقیوں کے لئے وہ جو غیب پر ایمان لائے ہیں۔" (حوالہ پارہ اول سورۃ البقرہ)

جیسا کہ حضور ﷺ کے ذریعے ہی ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ ہے، جنت ہے، دوزخ ہے، یا جو کچھ بھی کائنات عالم میں ہے وہ حضور ﷺ کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا۔

متقی اس بندے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے کہ اکیلے میں بھی اس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ جیسے کہ ماہ رمضان میں روزہ کھولنے کے وقت یعنی افطار میں انواع و اقسام کی اشیاء اور خوش رنگ و خوش ذائقہ شربت بھی سامنے ہی موجود ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے کمرے میں تنہا ہونے کے باوجود شربت یا اور کسی بھی نعمت کو ہاتھ تک نہیں لگاتا ہے۔ اور جب اذان ہو جاتی ہے تو اذان کے بعد ہی کسی شئے کو کھانے یا پینے کے لئے ہاتھ لگاتا ہے یعنی کھاتا ہے اور روزہ کھولتا ہے یعنی افطار کرتا ہے۔ لہٰذا جو شخص محبت کی وجہ سے کوئی غلط کام نہیں کرتا یہی تقویٰ ہے۔ بہت سے لوگ خوف سے بھی یعنی اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے غلط کام نہیں کرتے یعنی بعض لوگ محبت اور بعض ڈر کی وجہ سے غلط کام نہیں کرتے اس عمل کو پرہیز گاری بھی کہتے ہیں۔

ایسا بندہ جو متقی یعنی پرہیز گار ہے اور کوئی غلط کام نہیں کرتا تو جب کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا ہے اور اس شیخ کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے یعنی خلوص و محبت سے مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ تعالیٰ کی عبادت صدق دل سے کرتا ہے تو اس عمل سے اس بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور بڑھ جاتی ہے اور تقویٰ کی بنیاد اور زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے تو پھر یہ مرید اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوب کر مزید کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا مقبول و محبوب بنالے پھر اللہ تعالیٰ اپنے کرم اور فضل عظیم سے اس مرید کو اپنا مقبول اور محبوب بنالیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔

مرشد بنانا فرض عین ہے اس لئے کہ جہاں دولت ہوتی ہے ڈاکہ بھی وہیں پڑتا ہے۔ چونکہ بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہونے کے لئے خلوص و محبت سے جب عمل کرتا ہے تو شیطان اس بندے کو بہکانے کے لئے پوری پوری قوت سے اس مخلص بندے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور بہکانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے اور اس کھلے دشمن کے مکر و فریب سے بچاؤ کے لئے مرشد بنانا فرض عین ہے تاکہ مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے بندہ شیطان اور اس کی ذریت کے مکر و فریب سے بچ کر اور مجاہدہ کر کے اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو جائے۔ قرآن شریف کی آیت مبارکہ کا ترجمہ۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (یعنی تقویٰ
اختیار کرو) اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس
کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔" (پارہ سورہ مائدہ
آیت ۳۵)

اس آیت کے تحت مرشد کامل سب سے بڑا وسیلہ ہے جس کی تعلیم و تربیت پر عمل کر کے ہی بندہ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ نیز تمام اولیاءؒ کاملین اور مشائخ عظام اس آیت کے تحت وسیلہ سے مراد مرشد لیتے ہیں جو کہ اللہ کی معرفت کا وسیلہ عظمیٰ ہے۔

حوالہ :۔ مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے۔ دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں ' ہزاروں کوس کی مسافت کو پا پیادہ طے کیا ہے اور ان کی رہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت و حکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ (قول جمیل) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے شاہ اسماعیل صاحب دہلوی کو بھی لکھنا پڑا کہ "اہل سلوک یعنی سالکان راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے۔ پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ و ریاضت سے پہلے تلاش مرشد از بس ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکان راہ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے اسی لئے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

(پارہ ۶ سورہ المائدہ آیت ۳۵ تفسیر ضیاء القرآن)

جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے اور ذیل میں بھی تحریر کیا جا رہا ہے کہ اس زندگی کے سفر میں ایک صادق حال شخص کو اپنا رہبر یعنی مرشد بنا لو تا کہ اس زندگی کے کسی بھی موڑ پر تمہیں شیطان دھوکہ دے کر گمراہ نہ کر سکے اور اس کی تعلیم و تربیت کے ذریعے اطاعت رسول خلوص و محبت

سے کر کے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندے بن جاؤ۔ اور تمام اہل علم اس بات سے واقف ہیں کہ شیطان انسانوں کو دھوکہ دیتا ہے اسی لئے حکم الٰہی ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"صادق حال لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔" (پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

سچے آدمیوں یعنی صادق حال لوگوں سے مراد بزرگوں نے مرشد لیا ہے۔ جس طرح بندوں کی ہدایت کے لئے نبی کی ضرورت ہوتی ہے اور نبی کی اطاعت کے ذریعے ہی بندہ مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوتا ہے بالکل اسی طرح نبی کی تعلیم و تربیت کے ذریعے ان کے اصحاب مستفید ہو کر اپنے پیروکاروں کو ایسی تعلیم و تربیت دی ہے کہ یہ رسول تو نہیں رسول کے صحابی ہیں لیکن ان کی تعلیم و تربیت کے ذریعے یعنی ان کی اطاعت کر کے بھی بندے اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہو گئے۔

بات واضح ہو گئی کہ جس طرح نبی کی ضرورت اس زمانے میں رہی یعنی ہدایت حاصل کرنے کے لئے بندے کو نبی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا پڑا۔ اور ان کی تعلیمات کے ذریعے ہی بندے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہوئے۔ بالکل اسی طرح اُس زمانے (دور حاضر) میں بھی نبی کی تعلیم و تربیت کو وگوں تک صحیح طریقے سے پہنچانے کے لئے نبی کے کسی ایسے غلام کی ضرورت ہے جو خود نبی کی تعلیمات پر احسن طریقے سے عمل کرتا ہو اور نبی کی صحیح تعلیم و تربیت کے ذریعے بندوں کو وہ طریقہ بتائے جس سے بندہ دنیاوی الجھنوں سے بچ کر اور شیطان کے مکر و فریب سے نجات حاصل کر کے اطاعت رسول کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو جائے۔ جس طرح دنیاوی نظام کے تحت گورنمنٹ میں جو آفیسر بنتا ہے وہ گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر شخص افسر نہیں بن سکتا۔ اور مقرر شدہ افسر کی بات حکومت بھی مانتی ہے اور عوام کو

بھی ماننا پڑتی ہے۔ بالکل اسی طرح حضور ﷺ نے نسل انسانی کے رشد و ہدایت کے لئے خلفاء راشدین کو مقرر کیا۔ اور انہوں نے تاقیامت اس کام کو جاری کرنے کے لئے اپنے خلیفہ حضرات کو مقرر کیا۔

حضور ﷺ قرآن ناطق ہیں اور آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت سے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین اس قدر اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہوئے کہ انبیاء و رسل کے بعد ان انعام یافتہ' ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا مقام ہے۔ اور قرآن شریف میں جہاں کہیں صدیقین' مقربین اور انعام یافتہ' ہدایت یافتہ اور اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب بندوں کا ذکر ہے ان میں سب سے پہلے صحابہ کرام ہیں۔ چونکہ حضور ﷺ ساری کائنات کے رسول ہیں۔ خاتم الانبیاء اور افضل الانبیاء ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت قیامت تک ہونے والی نسل انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے اپنے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کو مقرر فرمایا اور چونکہ تمام صحابہ کرام ہدایت یافتہ ہیں۔ اس لئے کہ صحابہ کرام کے پاس جتنا بھی علم ہے وہ انہیں حضور ﷺ سے براہ راست حاصل ہوا بالخصوص خلفاء راشدین جو تمام صحابہ کرام میں افضل و اعلیٰ ہیں انہیں رشد و ہدایت کی تعلیم و تربیت سے حضور ﷺ نے خود آراستہ فرمایا جس پر یہ عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو گئے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"تم میں سے ایک جماعت ضرور ہونی چاہئی جو نیکی کی طرف بلایا کرے۔ اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی

سے رو کا کرے۔ اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔"

(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۰۴)

جس جماعت کی تشکیل کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا حضور ﷺ نے اپنے ہدایت یافتہ' انعام یافتہ خلفاء راشدین کی وہ جماعت خود اپنی زیر نگرانی بنا کر ان کی تعلیم و تربیت بھی خود ہی مکمل فرما دی جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہو چکا اور پھر تصدیق فرما دی کہ حدیث شریف۔

"حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوط پکڑو اور دانت سے مضبوط پکڑو۔"

(حوالہ کتاب شرح مشکواۃ شریف جلد اول باب الاعتصام)

اور حضور ﷺ کے تربیت یافتہ خلفاء راشدین نے اس تعلیم و تربیت یعنی رشد و ہدایت کے طریقے کو اپنے خلفاء کے ذریعے جاری کیا اور یہی تعلیم و تربیت خلیفہ در خلیفہ تا حال چلی آ رہی ہے۔ اس کا ذکر مختلف عنوانات میں کئی بار ہو چکا ہے۔

چونکہ حضور ﷺ قرآن ناطق ہیں اور آپ ﷺ سے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو تعلیم و تربیت حاصل ہوئی۔ اور اب وہی تعلیم و تربیت یعنی قرآن شریف و حدیث شریف ہمارے پاس کتابی شکل اور عملی طور پر موجود ہے۔ جس پر حضور ﷺ سے لے کر آج تک عمل کر کے لاتعداد اولیاء اللہ' مشائخ عظام اور مرشدان کامل ہوئے ہیں۔ اور ان کی تعلیم و تربیت سے لاتعداد اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ' ہدایت یافتہ اور مقرب و محبوب بندے ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جن کے درجات اس قدر بلند و بالا ہیں کہ کوئی

ابدال کوئی قطب اور کوئی غوث کے نام سے مثل آفتاب روشن ہوئے جن کا ذکر اولیاء اللہ کے تذکروں میں موجود ہے اور تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

جو لوگ مشائخ عظام یعنی مرشدان کامل کے بتائے ہوئے طریقے یعنی قرآن و حدیث پر عمل کر کے اطاعت و پیروی رسول خلوص و محبت سے کرتے ہیں اور مرشدان برحق کے بتائے ہوئے طریقے پر عبادت الٰہی خشوع و خضوع کے ساتھ کرتے ہیں وہ لوگ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان ہی مدارج پر پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ پہلے بزرگان دین اور اولیاء کاملین نے حاصل کئے۔ جیسے پہلے بقراط' سقراط اور جالینوس علاج کرتے تھے اور لوگ ان کے پاس علاج کے لئے جاتے اور شفایاب ہوتے تھے۔ بالکل اسی طرح آج بھی ڈاکٹر حکیم یا جو بھی معالج ہیں ان کے علاج معالجے سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور لوگ شفایاب ہوتے ہیں۔ بعینہ پہلے جو بزرگان دین اور اولیاء کاملین و مشائخ عظام ہوئے ہیں جن کی تعلیم و تربیت سے لوگ اولیاء کرام و مشائخ عظام ہوئے ہیں اسی طرح آج بھی مشائخ عظام اور اولیاء کاملین کی تعلیم و تربیت پر خلوص و محبت سے عمل کر کے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہو جاتے ہیں کیونکہ بتانے والے بدل گئے ہیں لیکن دینے والا داتا یعنی اللہ تعالیٰ تو وہی ہے۔ پہلے جس نے نوازا وہی مالک و خالق اور قادر مطلق آج بھی نوازتا ہے اور تاقیامت نوازتا رہے گا۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہونے کے لئے کسی شیخ یعنی مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور خلوص و محبت سے عمل کریں۔ اور جو وہ طریقہ بتائیں اس کے مطابق خشوع و خضوع سے عبادت الٰہی میں مشغول رہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو بھی اپنا مقبول و محبوب بنا لے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید مت ہو۔ اور یہی طریقہ تاحال چلا آرہا ہے۔

کہ شیخ اپنے مریدوں میں سے بہترین اطاعت رسول کرنے والے مقرب و محبوب بندے کو منتخب کر کے نسل انسانی کی رشد و ہدایت کا طریقہ بتا کر خلافت عطا کرتا ہے۔ لیکن یہ شخص از خود خلیفہ نہیں بنا بلکہ اس کو اس کے شیخ نے منتخب کر کے مقرر کیا ہے یعنی اس کے شیخ نے حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت یعنی علمی و عملی زندگی جو اپنے شیخ سے سیکھی اور پھر اپنے خلیفہ کو سکھا کر اس کام کے لئے مقرر کیا۔ لہٰذا خلیفہ کے ذریعے بندوں کو جو رشد و ہدایت آج مل رہی ہے یہ وہی حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت ہے جو سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہے۔ یعنی حضور ﷺ کے خلیفہ۔ پھر ان کے خلیفہ پھر ان کے خلیفہ در خلیفہ اور دور حاضر میں صاحب اجازت خلیفہ جو اپنے شیخ سے یہ تعلیم و تربیت سیکھ چکے ہیں وہ اپنے مریدین کو سکھا رہے ہیں۔ لہٰذا ایسے ارفع و اعلیٰ علم دین کا سیکھنا فرض عین ہے۔

حدیث شریف میں حکم ہے کہ ہر بالغ مرد اور عورت پر علم دین سیکھنا فرض ہے یہاں علم دین سے مراد بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت لیا ہے کیونکہ علم دین حاصل کرنا فرض تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا اولین فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے نیز اس نے ہمیں انسان بنا کر ہم پر احسان عظیم کیا اور اس پر فضل عظیم یہ کہ ہمیں حضور ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کا جو طریقہ حضور ﷺ کے ذریعے ہمیں عطا فرمایا جس کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب و محبوب ہو جاتا ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ اس علم سے بہتر کون سا علم ہے اور اس کی اہمیت کس قدر ہے کہ جس علم کے ذریعے بندہ اللہ کا قرب حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو جاتا ہے۔ اس لئے بزرگان دین کے یہاں معرفت کے علم کو تمام علوم پر فوقیت دی گئی ہے۔ اور اس علم کے حصول کو فرض اولین

قرار دیا ہے۔ کیونکہ مخلوق اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے دن رات کوشاں ہے لیکن یہ واحد علم ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا و قرب حاصل ہوتا ہے۔

جس طرح بچہ جب اسکول میں داخل ہونے کے قابل ہو جاتا ہے تو والدین پر لازم آجاتا ہے کہ تعلیم کے حصول کے لئے بچے کو کسی اسکول میں داخل کروائیں تاکہ بچہ تعلیم حاصل کر کے معاشرے میں باعزت و باوقار زندگی گزار سکے۔ اور معاشرے میں اس کا اچھا مقام ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ میرا بندہ۔ میرے قرب و عرفان کا علم سیکھ کر میری بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جائے اور جس مقصد سے دنیا میں بھیجا گیا تھا اس مقصد کی تکمیل ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میرے مقرب و محبوب ہونے اور میری معرفت حاصل کرنے کے لئے کسی سچے انسان کو اپنا مرشد بنالو۔ کیونکہ بروز قیامت ہر شخص اپنے پیشوا یعنی مرشد کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"جب ہم بلائیں گے۔ تمام انسانوں کو ان کے امام کے ساتھ۔" (پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرایل آیت ۷۱)

یہاں امام سے مراد مرشد ہے کیونکہ مرشد کو امام، شیخ، خلیفہ اور پیر وغیرہ ناموں سے بھی پکارتے ہیں جب حکم الٰہی ہے کہ بروز قیامت ہر شخص کو اس کے امام یعنی مرشد کے ساتھ اٹھایا جائے گا تو جو لوگ بیعت نہیں ہیں یعنی کسی مرشد کامل کے دامن سے وابستہ نہیں ہیں اور نہ ہی بیعت ہونا چاہتے ہیں وہ خود فیصلہ کرلیں کہ بروز قیامت جب ہر شخص اپنے امام کے ساتھ اٹھایا جائے گا تو اس روز وہ کس کے ساتھ ہوں گے۔ اور اسی لئے حکم الٰہی کے تحت کسی مرشد کامل سے بیعت ہونا فرض عین ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مرشد کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ مرشد ہمارا قرآن ہے۔ اور بعض لوگ جن کو صحیح معلومات نہیں وہ کہتے ہیں کہ مرشد ہمارا اللہ ہے۔ لیکن ان کی عقل پر حیرت ہے کہ خود کو عقل مند، صاحب علم اور صحیح العقیدہ سمجھنے والے یہ لوگ اتنا بھی علم نہیں رکھتے کہ اگر مرشد، اللہ تعالیٰ ہوتا تو نسل انسانی کی فلاح اور رشد و ہدایت کے لئے انبیاء و مرسلین کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ بغیر اطاعت رسول کے کوئی بھی بارگاہ الٰہی میں مقبول و محبوب نہیں ہوتا۔ جس کے شاہد تقریباً "ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام ہیں۔ نیز امت محمدیہ ﷺ میں اس کی شہادت تقریباً "ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین ہیں جنہوں نے خلوص و محبت سے اطاعت رسول اللہ ﷺ کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند و بالا مقام حاصل کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ اور یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خطاب سے نوازے گئے۔

روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ جس کو گورنمنٹ سروس مل جاتی ہے وہ گورنمنٹ کا ملازم کہلاتا ہے اور جن حضرات کو سرکاری دفاتر میں ملازمت نہیں ملتی وہ لوگ سویلین کہلاتے ہیں۔ جو شخص فوج میں بھرتی ہو جاتا ہے وہ فوجی کہلاتا ہے اور جو بھرتی نہیں ہوتا وہ سویلین کہلاتا ہے لہٰذا جو گورنمنٹ کا ملازم ہے اور جو فوجی ہے ان میں اور سویلین افراد میں فرق ہے یا نہیں۔ آپ کا جواب "ہاں" میں ہو گا کہ ضرور فرق ہے۔ اسی طرح جو بندہ مرید ہے یعنی کسی مرشد کامل سے بیعت ہے اور جو شخص کسی کا مرید نہیں دونوں میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ جو مرید ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہوتا ہے۔

مثال:۔ قربانی کے ایام میں بیوپاری حضرات بہت سے جانور منڈی میں لاتے ہیں جن میں اچھے برے، سستے مہنگے، غرض یہ کہ ہر طرح کے جانور ہوتے

ہیں اور جب لوگ قربانی کے لئے جانور خریدنے جاتے ہیں تو ان جانوروں میں سے جو قربانی کے لئے مالک انتخاب کر کے خرید لیتا ہے۔ پھر گھر لا کر اس جانور کی قربانی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ (یہ جانور خود قربان نہیں ہو رہا بلکہ مالک اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربان کر رہا ہے۔) تو قربانی کرنے والے کی خلوص نیت پر اللہ تعالیٰ اس جانور کو قبول کر لیتا ہے۔ اور باقی جانور جو روزانہ ذبح ہوتے ہیں وہ حلال ہیں۔ اور ان کا بھی گوشت کھایا جاتا ہے۔ لیکن قربانی کے لئے ذبح ہونے والے اور عام دنوں میں ذبح ہونے والے جانور میں فرق ہے۔ کیونکہ قربانی کے لئے ذبح ہونے والے جانور کی جو مقبولیت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہے وہ عام دنوں میں ذبح ہونے والے جانور کی نہیں۔

اسی طرح جو لوگ اپنی جان عزیز کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فروخت کر دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و محبوب ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں۔ جو بیچ ڈالتے ہیں (فروخت کر دیتے ہیں) جان عزیز کو اللہ تعالیٰ کی رضا یعنی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے۔" (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۰۷)

اسی لئے لوگوں کا حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت ہونا ہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اے محبوب ﷺ! بے شک جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اور جس نے اس بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر

ہو گا۔ اور جس نے بیعت کے اس عہد کو پورا کیا۔ جو اس
نے اللہ سے کیا تو اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

(پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۰)

مندرجہ بالا آیات مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ بیعت ہیں وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہیں۔ جب قربانی کا جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔ نیز جس طرح حضور ﷺ کے دور میں قربانی قبول ہوتی تھی اسی طرح آج بھی قبول ہوتی ہے۔ نیز حضور ﷺ کے دست مبارک پر جو بیعت ہوتی تھی وہ بیعت اللہ تعالیٰ سے ہوتی تھی۔ حضور ﷺ نے خلفاء راشدین کے ذریعے جو طریقہ رشد و ہدایت کا جاری کیا وہ تاحال جاری و ساری ہے اور اسی طرح جو لوگ موجودہ دور میں مشائخ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت کرتے ہیں۔ جس پر پوری ملت اسلامیہ کے مشائخ متفق ہیں۔ پہلے بھی تھے اور آج بھی ہیں اسی لئے طریقہ بیعت طریقت خلفاء راشدین سے لے کر تاحال جاری ہے اور جس طرح اس زمانے میں رائج تھا اسی طرح آج بھی رائج ہے۔ بیعت کے معنی ہیں۔ اپنی جان عزیز کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فروخت کرنا۔ تو فیصلہ کریں کہ جو شخص اپنی جان عزیز کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب حاصل کرنے کے لئے کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر فروخت کر دے گا۔ اور شیخ اس شخص کو خرید کر اللہ اور اللہ کے رسول کے سپرد کر دے گا۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کا خریدا ہوا مال اللہ تعالیٰ کا ہو گیا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا ہو گیا وہ ضرور بالضرور بخشا جائے گا۔ اور بروز قیامت شیخ یعنی مرشد کامل کے ساتھ جب اٹھایا جائے گا تو یہ شیخ شاہد ہو گا یعنی گواہ ہو گا کہ اے اللہ۔ یہ شخص دنیا میں تیری محبت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اس مقرب اور مقبول و محبوب بندے کی گواہی پر اس کو قبول فرمائے گا۔ اور اس شخص

کا کتنا عظیم مقام ہو گا؟ کہ جب قربان کیا ہوا جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں خود کو فروخت کر دے۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

پیش کردہ تمام آیات قرآن شریف' حدیث شریف اور دیگر حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کا قرب و عرفان حاصل کرنا کائنات کی سب سے عظیم نعمت و دولت ہے اور اس سے افضل و اعلیٰ اور کوئی مقام نہیں۔ اور اس مقام تک رسائی یا اس عظیم نعمت و دولت کے حاصل کرنے کا موجودہ دور میں ایک ہی ذریعہ ہے جو کہ مرشد کامل' شیخ' امام' خلیفہ اور پیر کامل کہلاتا ہے۔ اس سے بیعت کی جائے اور اسی لئے بیعت مرشد فرض عین ہے کیونکہ مرشد سے بیعت نہ ہونا گمراہی ہے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"(یہ حقیقت ہے) کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے۔ اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے۔ اور نہ مرشد۔" (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

صاف اور واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ آیت میں درج ہے کہ جو گمراہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے مرشد نہیں اس لئے مرشد تلاش کر کے اللہ کا قرب حاصل کرو کیونکہ اب جس کو ہدایت حاصل کرنی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ' انعام یافتہ اور مقبول و محبوب و مقربین بندوں میں شامل ہونا چاہتا ہے تو کسی شیخ کامل' مرشد کامل کو تلاش کر کے بیعت کریں اور اطاعت شیخ کے ذریعے یہ بلند و بالا مقام حاصل کریں اور جو اس کا انکار کرتا ہے۔ عقلمند ہے اور بیعت ہونا نہیں چاہتا! وہ مندرہ بالا آیت سے عبرت پکڑے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور فیصلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی باتیں یعنی احکام بدل نہیں سکتے۔

عظمت مشائخ

جس طرح ایک بچہ دار العلوم میں داخل ہوتا ہے تو طالب علم کہلاتا ہے۔ جب یہ بچہ دار العلوم سے فارغ التحصیل ہو جاتا ہے اور وہاں سے جو بھی تعلیم حاصل کرتا ہے تو اس کو اسی خطاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ مثلاً" حافظ' قاری یا عالم دین اب یہ بچہ نہ رہا بلکہ حافظ صاحب' قاری صاحب یا مولانا کے لقب سے ان کو مخاطب کیا جائے گا۔ پھر یہی عالم صاحب کسی دار العلوم میں تعلیم دینے کے لئے مقرر ہو گئے اور پھر یہی ترقی کر کے شیخ الحدیث شیخ القرآن یا مفتی ہو جاتے ہیں اس کو سب جانتے ہیں۔ حضور ﷺ قرآن ناطق ہیں۔ پھر یہ قرآن شریف کتابی شکل میں مرتب ہوا۔ دنیا میں لاتعداد قرآن شریف عکس در عکس گھروں میں موجود ہیں جس قرآن شریف کی بھی تلاوت فرمائیں وہی ثواب ملے گا جو حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں ملتا تھا اور وہی فیوض و برکات اب بھی ہیں جو اس وقت تھے اور تاقیامت یہ بات جاری و ساری رہے گی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور حضور ﷺ نے بھی اسی سنت الٰہی کو جاری رکھا کہ آپ ﷺ نے اپنے خلیفہ بنائے۔ پہلے خلیفہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' تیسرے خلیفہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' چوتھے خلیفہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے ہیں۔

پھر خلفاء راشدین کے خلیفہ ہوئے۔ پھر ان خلیفاؤں کے خلیفہ ہوئے اور یہ سلسلہ خلافت چلا آ رہا ہے جو ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے آ رہے ہیں یعنی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔ حدیث شریف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری

۲امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ (حضرت ابو حازم کو یاد نہیں رہا کہ ان میں سے کون سی تعداد مروی ہے) جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔ (حوالہ بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق ۵۲۵'۵۲۶' ۵۲۹) اسی لئے اہل طریقت کا جو طریقہ ہے اس حدیث کی روشنی میں ہے کہ۔

"حضور ﷺ کے ہاتھ پر صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین نے بیعت کی۔ ان کے ہاتھوں پر ان کے خلیفاؤں نے بیعت کی پھر ان کے ہاتھوں پر ان کے خلیفاؤں نے بیعت کی اسی طرح ایک دوسرے سے بیعت کرتے یعنی ہاتھ پکڑے ہوئے آرہے ہیں۔"

جس طرح حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد حضور ﷺ کے خلیفہ حضور ﷺ کے صحیح جانشین اور وارث ہیں پھر ان کے خلیفہ خلفاء راشدین کے صحیح جانشین اور وارث ہیں پھر ان کے خلیفہ ان کے صحیح جانشین اور وارث ہیں۔ یہ جانشینی اور وراثت خلیفہ در خلیفہ چلی آرہی ہے۔ جیسا کہ شروع میں تحریر ہو چکا ہے کہ عالم دین ہی شیخ القرآن' شیخ الحدیث اور مفتی کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جو خلیفہ حضرات ہیں جب وہ رشد و ہدایت کا کام شروع کرتے ہیں تو شیخ' مرشد' پیر' امام پیشوا' رہبر و رہنما کہلاتے ہیں جو خلیفہ رشد و ہدایت کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل عظیم کرتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں محبت و عظمت پیدا کر دیتا ہے۔ لوگ پھر اس شیخ یعنی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ یہ رشد و ہدایت کا طریقہ حضور ﷺ کا جاری کردہ ہے اور آج بھی جاری ہے اور آج بھی ان مشائخ سے اس قدر فیوض و برکات رشد و ہدایت لوگ پا رہے ہیں کہ اولیاء اللہ ہو جاتے ہیں کوئی ابدال کوئی

قطب اور کوئی غوث ہو جاتا ہے یہ مرشد یعنی شیخ کی صحیح تربیت کا اثر ہے۔ بغیر بیعت مرشد کے کوئی بھی اولیاء اللہ نہیں ہوتا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کو جانتا نہیں تو اللہ تعالیٰ کا دوست کیسے ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میری اطاعت ہے اور حضور ﷺ کی محبت میری محبت ہے اسی طرح یہ فیصلہ ہے سارے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا کہ جو شیخ کے ہاتھ بیعت ہو گا یہ بیعت تو ہوا شیخ کے ہاتھ پر لیکن ہوا رسول اللہ کا' جو رسول اللہ ﷺ کا بیعت ہوا وہ اللہ کا بیعت ہوا جو اللہ کا ہوا وہ مقبول و محبوب بارگاہ الٰہی ہوا۔ جس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بھیجا کہ تم میری طرف سے بیعت لینا تو بیعت حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تھی۔ لیکن یہ بیعت در حقیقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی یہ رشد و ہدایت کا طریقہ حضور ﷺ کا جاری کردہ ہے اور آج بھی جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ اور آج بھی مریدان مشائخ کے ہاتھوں پر بیعت ہو کر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو جاتے ہیں اور اولیاء اللہ ہو کر ابدال' قطب اور غوث ہو جاتے ہیں (نوٹ جو پیدائشی ولی ہوتے ہیں ان کو بھی بعد میں ظاہری بیعت کرنی پڑتی ہے اس کا تفصیلی ذکر کتاب طریقہ عرفان الٰہی میں موجود ہے) نبوت ختم ہو گئی۔ اب قیامت تک حضور ﷺ کا جاری کردہ سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے گا یہ تمام اولیاء اللہ اور مشائخ یعنی مرشدان کامل کا فیصلہ ہے کہ جو بیعت شیخ کامل کے ہاتھ پر ہو گا وہ بیعت اللہ اور رسول کا ہو گا اس کا ذکر اس کتاب شان اولیاء اللہ میں تفصیلی طور پر موجود ہے۔

جیسا کہ تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ صفحہ ۲۴۶ کے اردو ترجمہ کا حوالہ پیش خدمت ہے ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے انسان کامل (ولی اللہ) کعبہ سے افضل ہے اور ایسے ہی اس کا ہاتھ حجر اسود سے افضل ہے۔ کیونکہ نبی پاک

ﷺ کے وصال کے بعد وہ تجلیات آپ ﷺ کے وارثین کی طرف منتقل ہوئیں۔ اسی لئے وہ کعبہ و حجر اسود کی حقیقتوں کے اسرار کے مظاہر ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے حجر اسود کا چومنا شریعت اور اولیاء اللہ کے ہاتھوں کا چومنا حقیقت ہے (یعنی طریقت ہے) اور ان کی بیعت در حقیقت بعینہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی بیعت ہے۔

حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد خلفاء راشدین کے دور خلافت میں صحابہ کرام اور صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ خلافت راشدہ میں جتنے بھی اہل علم یعنی عالم دین، حافظ قرآن، فقیہہ، مجتہد وغیرہ ہوئے ہیں سب نے بیعت کی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ سب مشائخ سے بیعت ہیں اس کا ذکر کتاب حقائق تصوف میں دیکھیں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بھائی احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور لاتعداد اولیاء اللہ بیعت ہیں جن کا ذکر کرنے سے کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی ہماری کتاب طریقہ عرفان الٰہی اور حقائق تصوف میں اس کا کافی ثبوت موجود ہے۔ بیعت کو تو سب مانتے ہیں۔ اگر کوئی انکار کرتا ہے تو اس کی معلومات نہیں ہے شہادت کے لئے دو گواہ کافی ہوتے ہیں۔ پھر ہم نے کثیر تعداد میں اس سلسلے میں ثبوت پیش کیے ہیں۔ کہ مشائخ کا اتنا بڑا مقام ہے کہ ہر دور میں لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہونے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے لئے بیعت ہوئے ہیں اور کامیاب ہوکر آفتاب ولایت بن کر چمکے ہیں اللہ تعالیٰ کے بندوں کو رشد و ہدایت کا طریقہ بتایا اور ان سے لوگوں کو فیوض و برکات بھی حاصل ہوئے اور ان کے علم و عمل کی روشنی سے لاتعداد بندگان الٰہی استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ مشائخ کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم

چاہو تو تمہارے سامنے قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہی لوگ محبوب ہیں۔ جو اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبہ کو بیدار کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ (عوارف المعارف باب دس) یہ حدیث بھی مشائخ کی بہت سی کتابوں میں موجود ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ۔

"شیخ اپنی قوم میں (یعنی مریدوں میں) ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں" (حوالہ کتاب حضرات القدس حصہ اول)

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سرالاسرار کے بائیسویں باب میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک علیٰ بصیرۃ انا ومن تبعنی میں وارث کامل مرشد کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے العلماء وارثۃ الانبیاء علماء کرام یعنی اولیاء کرام' انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ جو لائق ارشاد ہوں۔ اور ایک طرح سے میری بصیرت کی مانند ان کو بھی بصیرت حاصل ہو۔ اس سے مراد ولایت کاملہ ہے جس کی جانب اللہ عزوجل نے اپنے قول "ولیا مرشدا" میں اشارہ فرمایا حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کرام کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم جانشین انبیاء ہیں۔ بلکہ در حقیقت جانشین انبیاء کرام' اولیاء کرام ہیں ان کو علم شریعت کے علاوہ علم باطن بھی حاصل ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بھی ان میں پائے جاتے ہیں۔ (حوالہ کتاب تذکرہ الاولیاء حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ) اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا یہ فیصلہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اولیاء کرام ہیں۔ اور اولیاء کرام خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد ان کی تعلیم و تربیت

سے بنتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ خلیفہ کو مرشد، شیخ، امام پیشوا بھی کہتے ہیں حضور ﷺ نے اپنے خلیفہ بنائے، جو صحابی رسول بھی ہیں اور اولیاء اللہ بھی ہیں اور پھر خلفاء راشدین کے خلیفاؤں کے خلیفہ اور خلیفہ در خلیفہ یہ وراثت چلی آ رہی ہے اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ خلیفہ ہی اولیاء اللہ بھی ہوتا ہے ساری زندگی اللہ کی محبت میں اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب و عرفان کا درس دیتا ہے اور عمر تمام کر دیتا ہے جو اللہ کا دوست ہو گا وہی تو اللہ کی محبت میں ساری زندگی گزارے گا خلیفہ یعنی مرشد اللہ اور رسول کی محبت میں رشد و ہدایت کا کام کرتا ہے تو اس کی عظمت اللہ تعالیٰ اس قدر بلند کر دیتا ہے کہ مرید جس شیخ کا بیعت ہے تو اس کے شیخ کی شکل میں شیطان اس کے پاس نہیں آ سکتا ہے اسی لئے مرید شیطان کے دھوکہ سے بچ جاتا ہے۔ جس شیخ کا مرید ہے تو اس کے شیخ کی شکل میں شیطان اس کے پاس نہیں آ سکتا ہے۔ اسی لئے مرید شیطان کے دھوکہ سے بچ جاتا ہے۔

(حوالہ کتاب امداد السلوک صفحہ ۲۳ دوسرا ایڈیشن)

حوالہ:۔ پیر کا وہی کام ہے پیر بھی پیغمبروں کی طرح ہے (پیغمبر نہیں یہ حضور کے امتی ہیں) جو امتوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں ان سب پر درود و سلام۔ (مکتوبات صدی مکتوب صفحہ ۵۱ صفحہ ۳۴۶)

حوالہ:۔ تمہارے درمیان میں صورۃ کوئی نبی موجود نہیں ہے تاکہ تم اس کی اتباع کرو۔ پس جب تم نبی کریم ﷺ کے متبعین کی اتباع کرو گے۔ جو کہ نبی کریم ﷺ کی تابعداری میں حقیقتاً ثابت قدم ہیں۔ پس تم نے نبی کریم ﷺ کی ہی اتباع کر لی اور جب تم نے ان کو دیکھ لیا تو گویا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیا۔

(حوالہ فیوض یزدانی ترجمہ فتح ربانی چودھویں مجلس صفحہ ۱۸۱)

حوالہ:۔ بہ تحقیق اولیاء اللہ انبیاء کرام کے وصی اور خلیفہ اور غلام ہیں۔

(فیوض یزدانی تیسری مجلس صفحہ ۱۰۳)

حوالہ:۔ تم ایمان اور تصدیق قلبی کو لازم پکڑو اور اولیاء اللہ کو جھٹلانے اور ان سے جھگڑنے اور لڑنے سے باز رہو ان سے تنازع مت کرو وہ دنیا و آخرت میں بادشاہ ہیں۔

(فیوض یزدانی بائیسویں مجلس صفحہ ۲۳۹)

جس طرح قرآن شریف عکس در عکس اصل ہے۔ دارالعلوم میں تعلیم حاصل کر کے عالم بھی بن جاتے ہیں اور عالم میں علم کے ساتھ ساتھ ان کے استاد کے اوصاف بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ خلفاء راشدین سے آج تک چلا آ رہا ہے اور اسی لئے مشائخ میں علم کے ساتھ ساتھ بڑی حد تک اوصاف حضور ﷺ کے پائے جاتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حق نمائے اردو ترجمہ نور الہدیٰ میں تحریر فرماتے ہیں ان علماء کرام سے مراد علماء ربانین ہیں۔ جو ظاہر و باطن دونوں طرح سے وارث الانبیاء ہیں۔ جو خلیفہ یعنی مشائخ رشد و ہدایت کا کام کرتے ہیں ان کی عظمت کو تمام اولیاء اللہ و مشائخ عظام مانتے ہیں اور سہولت کے لئے حوالہ کتاب خطبات برطانیہ پیش خدمت ہے۔ قرآن شریف کی آیت مبارکہ کا ترجمہ۔

"جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں (یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے)) (اے میرے محبوب) تو آپ ﷺ کے پاس آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور رسول بھی (آپ ﷺ بھی) ان کے

لئے شفاعت فرمائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔" (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۴)

مندرجہ بالا آیت کے تحت شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں صاحب تحریر فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے نائبین سے دنیا بھری ہوئی ہے۔ رسول اللہ کے وارثین و رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہر ہر جگہ مرکز ہدایت بنے ہوئے ہیں۔ یہ اولیاء ملت اسلامیہ اور یہ بزرگان دین رسول اللہ ﷺ کے سچے نائب ہیں۔ تو ہمیں یہ اشارہ ملتا ہے۔ کہ ارے نادان اگر اصل تک پہنچنے کی توفیق نہ ہو تو نائب سے کام بنالے۔ یہ نائب ہیں۔ یہ جانشین ہیں' یہ وارث ہیں' اب بھی اصل اور خلیفہ کی بات سمجھ میں آتی نہیں' کہتے ہیں وضو اصل ہے' اور تیمّم اس کا خلیفہ ہے۔ کہتے ہیں نا تیمّم سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ جو کام وضو کا وہی کام تیمّم کا۔ اگر وضو سے فرض پڑھتے ہیں تو تیمّم سے بھی فرض پڑھو۔ اگر وضو سے نفل پڑھتے ہیں تو تیمّم سے بھی نفل پڑھ سکتے ہیں۔ وضو سے اگر قرآن کریم چھو سکتے ہیں تو تیمّم سے بھی چھو سکتے ہیں۔ الغرض جو کام وضو سے وہ کام تیمّم سے جائز ہے جو کام اصل کو نہ پانے کے سبب حاصل نہ ہو سکا ہو وہ کام آپ نے خلیفہ سے حاصل کر لیا۔" اصل میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تو یہ خلفاء ہیں حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سرکار لاہوری اور خواجہ اجمیری (رحمۃ اللہ علیہ) تو مطلب یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان کا دربار' در رسول اللہ ﷺ ہے اور وہاں جاکر دعائے مغفرت کرو گے اور پھر یہ نیابتہ دعا کریں گے تو یہ نائب رسول کی دعا ہوگی۔ تو اب تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں ہیں بلکہ یہ سمجھ لینا کہ رسول کے رحمت کے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں جب عالم کے پاس بیٹھنا' ان کے چہرے کی زیارت کرنا عبادت ہے اور نائب رسول

سے مصافحہ کرنے میں، رسول ﷺ سے مصافحہ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ اس لئے کہ نائب رسول سے اس کی نیابت کی بنیاد پر مصافحہ کرنا یہ خود رسول سے مصافحہ کرنے کا قائم مقام ہے۔ نائب رسول کی بارگاہ میں جاکر ہم دعائے مغفرت کریں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں گے کہ اے اللہ تو ہمیں معاف کر دے۔ اللہ کا ولی رسول کی نیابت میں ہاتھ اٹھاکر دعائے مغفرت کرے گا۔ تو گنبد خضریٰ سے رحمتیں برس پڑیں گی تو اسی لئے جاؤک کہا کہ اے رسول تیرے پاس آئیں۔ اگر جسمانی طور پر تیرے پاس نہ پہنچ سکیں، تیرے جانشینوں کے پاس جائیں، تیرے نائبوں کے پاس جائیں تیرے چاہنے والوں کے پاس جائیں۔

(حوالہ کتاب خطبات برطانیہ ختم ہوا صفحہ ۱۰۴تا۱۰۵)

جانشین یعنی نائب کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا اور حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو۔ یہ نہیں کہا کہ مجھ کو سجدہ کرو۔ خالق کائنات نے خود حکم دیا حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور اولیاء اللہ و مشائخ عظام رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں اور ان ہی خلیفاؤں یعنی نائبوں جن کو شیخ کہتے ہیں سب ان کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہیں اولیاء اللہ اور عالموں کے نام عنوان شہادتیں میں دیکھیں جو علم و عمل کے پیکر ہو کر بھی مشائخوں یعنی مرشدوں سے بیعت ہوتے ہیں۔ حدیث شریف۔

(۱) "ابی امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب کے (جنت میں) داخل فرمائے گا۔ اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر

ہزار کو داخل کرے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین مٹھی اور بھی جنت میں ڈالے گا۔"

(حوالہ شرح مسلم شریف۔ جلد دوئم کتاب المساجد صفحہ ۵۱)

(۲) صدیقین یعنی اولیاء اللہ سے بھی سوال (یعنی حساب و کتاب) نہیں ہو گا۔ مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ اس کا ثبوت ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"نبیوں (انبیاء کرام) صدیقین (اولیاء اللہ) اور شہداء اور صالحین یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹) اس آیت سے بات صاف اور واضح ہوگئی کہ اولیاء اللہ کا مقام شہیدوں سے بڑا ہے۔ حضرت قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب شہیدوں سے سوال نہیں ہو گا۔ پھر صدیقین جو مرتبے میں ان سے اعلیٰ ہیں ان سے کیسے حساب و کتاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جس نے جہاد بھی نہ کیا ہو۔ بلکہ وہ محض اپنے گھر بار کو چھوڑ کر سرحد کی حفاظت کو آیا تو اس سے بھی سوال نہیں ہو گا۔ (یعنی سوال سے محفوظ رہے گا) حکیم ترمذی نے صراحت کر دی ہے کہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ سے سوال نہ ہو گا۔ (اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جو چاہے کرے) اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا وہ مرتبہ اتنا بلند فرمادے گا۔ کہ ان کو بھی سوال قبر سے مستثنیٰ کر دے گا۔ جیسے صدیقین یعنی اولیاء اللہ اور شہداء کرام۔"

(حوالہ کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور صفحہ ۱۴۰)

حساب قبر ان شخصوں سے بھی نہیں ہوتا ہے۔

(۱) نبی (۲) شہید (۳) جہاد کی تیاری کرنے والا (۴) طاعون میں مرنے والا (۵) طاعون میں صبر کرنے والا (۶) مرض موت میں قل ہو اللہ

پڑھنے والا (۷) ہر رات سورۃ ملک پڑھنے والا (۸) چھوٹے بچے (۹) جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والا شخص۔

(حوالہ شرح مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۵ باب عذاب القبر)

مندرجہ بالا قرآن شریف کی آیت مبارکہ' احادیث شریف اور حوالے اس بات پر واضح ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل فرمادے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ پھر وہ اپنے فضل سے جیسا چاہے کر سکتا ہے۔ جب مندرجہ بالا حوالہ جات کے مطابق ان بندوں کی بخشش فرمادے گا اور ان سے حساب نہیں لے گا تو پھر ان بندوں میں مومن و صالحین افضل ہیں اور ان سے شہید افضل اور ان سے صدیق افضل ہیں تو پھر صدیقین یعنی اولیاء اللہ سے بھی حساب نہیں ہو گا۔ اور اولیاء کاملین و مشائخ عظام کا مقام تو اس قدر بلند و بالا ہے کہ یہ بھی بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے اور جو ان کے ہاتھوں پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بیعت ہو گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور اب کوئی نبی نہیں ہو گا اور ساری کائنات کے رسول ہیں اسی لئے حکم الٰہی کے تحت خلفاء راشدین کی جماعت بنا کر اس کام پر مامور کیا تاکہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے خاصان خاص بندوں میں شامل ہونا چاہتا ہے تو وہ کسی شیخ کامل یعنی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو اطاعت مرشد خلوص و محبت سے کرنے کی وجہ سے اپنے اولیاء اللہ یعنی خاصان خاص بندوں میں شامل کرے گا یہ اس کا کرم ہے۔ اس لئے مرشد تلاش کر کے ان کے ہاتھوں پر بیعت ہو کر اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کا پٹہ اپنی گردنوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور جس کے گلے میں اللہ اور رسول کی محبت کا پٹہ ہو گا۔ وہ بخشا جائے گا۔

اولیاء اللہ اور نجات و بخشش

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو امت کی شفاعت کرنے کی اجازت دی
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو جاؤ
رسول اللہ کے پاس۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

(۱) جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں (یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے) اور (اے میرے محبوب) آپ ﷺ کے پاس آجائیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور رسول بھی (یعنی اے محبوب ﷺ آپ بھی) ان کے لئے شفاعت فرمائیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۴)

(۲) حدیث شریف۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی ہے۔

(بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب ۲۹۷ حدیث ۴۲۲، صفحہ ۲۴۲))

حضور ﷺ تو سب کی بخشش کرائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ کی محبت و اطاعت یعنی پیروی دل و جان سے اپنے اپنے مشائخ کے بتائے ہوئے طریقے پر جن لوگوں نے خلوص و محبت سے کی۔ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو اس قدر بلند و بالا مقام حاصل ہو گا کہ ان کی دعاؤں ان کے وسیلے اور ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کی مغفرت فرمائے گا۔ مشائخ اور اولیاء اللہ جو حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ ان کی دعاؤں سے جب بخشش کا یہ عالم ہے تو حضور ﷺ کا مقام تو

بہت ہی بلند و بالا ہے جو افضل الانبیاء۔ امام الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل بھی تحریر ہو چکا ہے۔ حدیث شریف۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی ہے کہ "اولیاء اللہ جس کے لئے شفاعت چاہیں گے۔ میں انہیں عام اجازت دوں گا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے اولیاء اللہ بخشوائیں گے۔ تو اب تو دور نبوت افضل الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور قیامت تک اور کوئی نبی نہیں ہوگا کیونکہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ بھی افضل ہیں۔ اور اولیاء اللہ و مشائخ بھی حضور ﷺ کی امت کی بخشش کروائیں گے۔ جس کا ذکر ہم تفصیل سے زیر عنوان "عظمت مشائخ" میں کر چکے ہیں۔

(۴) جب اصحاب کہف کا کتا اپنے مالک کی محبت کی وجہ سے ان ہی کے ساتھ ہے اور ان ہی کے ساتھ رہے گا۔ تو جو شخص کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں بیعت ہوگا۔ یعنی اپنی جان عزیز کو اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں شیخ کے ہاتھ پر فروخت کر دے گا۔ (بیعت کے معنی ہیں اپنے آپ کو فروخت کرنا) جب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں فروخت ہو گیا تو یہ اللہ اور اللہ کے رسول کا تو پہلے سے ہی تھا۔ لیکن اب محبت و عشق (بہت زیادہ محبت کو عشق کہتے ہیں) کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔ اور فیصلہ شدہ بات ہے کہ جو کوئی جس سے محبت کرے گا وہ قیامت میں ساتھ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔

(حوالہ مراۃ شرح مشکوۃ باب القدر صفحہ ۱۷۲)

اسی لئے اللہ اور رسول کی محبت کے لئے مشائخ عظام اور مرشدان کامل سے بیعت کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں مزید اضافہ ہوجائے۔ جس شخص نے کسی مرشد کامل سے بیعت کی ہوگی۔ بروز قیامت وہ مرشد کامل شاہد ہوگا اس بیعت کا کہ بیعت ہونے والے نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی محبت اور اطاعت رسول ﷺ کی وجہ سے یہ شخص بخشا جائے گا۔ یہی طریقہ یعنی بیعت مرشد اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت و عشق اور اطاعت یعنی پیروی کا بہترین ذریعہ ہے۔ یعنی کسی مرشد کامل سے بیعت کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت و عشق اور اطاعت و پیروی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لو۔ اور جب اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لو گے تو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرنے والوں میں بروز قیامت اٹھو گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ سچے عاشق رسول ہیں ان کو حضور ﷺ نے روحانی فیض عطا فرمایا۔

(۵) حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہری بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے۔

(حوالہ مراۃ الاسرار حصہ اول)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے امتی ہیں۔ حضور ﷺ کی محبت و عشق کی وجہ سے ان کو اس قدر بلند و بالا مقام حاصل ہوا ہے کہ یہ صحابی رسول تو نہیں ہیں لیکن عاشقان رسول کی فہرست میں ہیں۔ اگر حضور ﷺ ان کی عظمت لوگوں کو نہ بتاتے تو ان کو کون جانتا' اور ان ہی کی شان میں مندرجہ ذیل حدیث شریف ہے۔

(۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص اویس نامی ہو گا۔ قبیلہ ربیع اور مضر کے آدمیوں کے برابر میری امت کی شفاعت کرے گا۔ (حوالہ کتاب ذکر اویس صفحہ ۷۳ از علامہ محمد فیض احمد اویسی)

(۷) حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ ربیع و مضر کے آدمیوں سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔

(حوالہ کتاب ذکر اویس صفحہ ۷۳ از حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب)

(۸) حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ بنو مضر اور بنو ربیع کے آدمیوں کی بکریوں کے بال برابر امت محمدیہ کے مسلمانوں کی مغفرت ہو گی۔

(حوالہ کتاب ذکر اویس صفحہ ۷۴، ۷۶)

(۹) جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کا پیراہن مبارک دیا اور کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ امت کی بخشش کی دعا کریں۔ تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیراہن مبارک سامنے رکھ کر دعا شروع کی کہ "اے اللہ حضور ﷺ کی امت کو بخش دے۔ ندائے غیب ہوئی۔ کچھ حصہ بخش دیا۔ اسی طرح بار بار آپ عرض کرتے اور بخشش میں اللہ تعالیٰ اضافہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ کثیر تعداد میں بخشنے کا وعدہ کر لیا۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں تحریر ہو چکا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا جو فرما رہے تھے تو اللہ تعالیٰ محبت کی وجہ سے ہر بار بخشش میں اضافہ کرتا رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر ہونے کی وجہ سے جب قریب گئے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ نہ آتے تو میں ساری امت کی بخشش کی دعا کر رہا تھا۔

(حوالہ کتاب حالات خواجہ اویس صفحہ ۲۴‘ ۲۵)

اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت ۔کے اور بھی اولیاء اللہ ہیں اور ہوں گے آخر وہ بھی تو بخشش کرائیں گے یعنی وہ بھی دعائے مغفرت و بخشش کریں گے۔ ان کے لئے کچھ حصہ مشیت الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق باقی رہا۔

(۱۰) حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ان پڑھ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے۔ میں اس کا شکرگزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنی حقیقت میں گم کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ بعد وصال بھی اپنے معتقدین کی نزع کے وقت مدد کروں گا۔ جب فرشتہ اجل ان کی روح قبض کرنا چاہے گا تو میں اپنی قبر میں سے اپنا ہاتھ نکال کر ان کے لب دندان پر لطف الٰہی کا چھینٹا دوں گا۔ تاکہ وہ شدت تکلیف میں اللہ سے غافل نہ ہو سکیں۔ اگر قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے طفیل پوری مخلوق کی مغفرت فرمادے تو میں اپنی علو ہمتی کی وجہ سے جو اللہ نے مجھ کو عطا کی ہے۔ منہ نہ موڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں میرے سامنے کر دی ہیں۔ اگر اس کنارے سے لے کر اس کنارے تک کسی کی انگلی میں پھانس چبھ جائے تب مجھے اس کا حال معلوم رہتا ہے۔

(حوالہ تذکرہ الاولیاء صفحہ ۲۹۱‘ ۲۹۲ از فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱) حضرت غوث پاک کے فرزند عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بڑا سا کاغذ قدرت کی جانب سے ہاتھ میں ملا۔ جس میں ان کے اصحاب اور مریدوں کا نام لکھا ہوا تھا اور کاغذ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ

کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ ان سبھوں کو میں نے بخش دیا۔ حضرت غوث الاعظم دستگیر فرماتے ہیں۔ قسم ہے حق جل و علیٰ کی عزت و جلال کی میں اس وقت تک اپنے پروردگار کے سامنے سے نہیں ہٹوں گا۔ جب تک وہ تمام مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخل نہ کر دے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ اگر میرا کوئی مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں اور میرا مرید بے ستر ہو جائے میں اس کی ستر پوشی کروں گا۔

(حوالہ کتاب سیر الاقطاب صفحہ ۱۶۳ اور سفینۃ الاولیاء صفحہ ۸۰)

(۱۲) حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے ایک صحیفہ دیا گیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے اصحاب اور مریدوں کے نام درج تھے اور مجھ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تمہارے سبب بخش دیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں نے مالک داروغہ جہنم سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں آپ کے مرید کو جہنم سے کیا سروکار آپ نے فرمایا کہ پروردگار کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا دست حمائت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسا کہ آسمان زمین کے اوپر، میرا مرید اگر اچھا نہیں تو میں اچھا ہوں۔ جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جاتے میں بارگاہ خداوندی سے نہیں جاؤں گا۔ اور آپ نے فرمایا میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا۔

(حوالہ کتاب مظہر جمال مصطفائی صفحہ ۱۵۱ از صوفی سید نصیرالدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی)

(۱۴) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ ایک دن حرم کعبہ میں مصروف عبادت تھے مریدین کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو منجانب اللہ آواز آئی کہ اے معین الدین میں تجھ سے خوش ہوں اور میں نے تجھ کو بخش دیا اور جو کچھ تیری خواہش ہو وہ مانگ تجھ کو عطا کروں گا۔ آپ نے دعا مانگی کہ الٰہی معین الدین کے مریدوں کو بخش دینا۔ آواز آئی اے معین الدین تو میرا مخصوص اور برگزیدہ بندہ ہے۔ میں تیرے تمام مریدین جو تیرے شجرہ میں شامل ہوں گے۔ سب کو بخش دوں گا اس کے بعد حضرت شیخ معین الدین فرمایا کرتے تھے جب تک میرے مرید اور ان مریدوں کے مرید جنت میں قدم نہ رکھ لیں گے۔ میں بہشت میں داخل نہیں ہوں گا۔

(حوالہ کتاب سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹ سر العارفین صفحہ ۳۰)

اصحاب قبور سے مدد طلب کرنا

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ لیکن روح کو موت نہیں اور روح کو اللہ تعالیٰ نے حیات ابدی عطا فرمائی ہے کیونکہ "روح امر ربی ہے" اور اللہ تعالیٰ کے امر یعنی حکم "یعنی روح کو موت نہیں ہے" اس کا ثبوت کثیر تعداد میں موجود ہے۔ جب لکڑی آگ کی صفت قبول کرلیتی ہے تو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو شہہ رگ سے زیادہ قریب ہے اول و آخر، ظاہر و باطن موجود ہے۔ اور حضور ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم و تربیت ایسی عمدہ اور بہترین دی کہ وہ صحابی آپ ﷺ کی صحبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہوگئے اور یہ علم خلفاء راشدین کے ذریعہ اولیاء اللہ یعنی مشائخ عظام کے ذریعے آج تک موجود ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام، شیخ کامل کی تربیت سے اس علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صفت سے متصف ہوجاتے ہیں جن کو فنا فی اللہ اور بقا باللہ بھی کہتے ہیں۔ اور صفات الٰہی سے جو جسم و روح متصف ہوجائے اس کو موت کہاں۔ اسی لئے اولیاء اللہ اور مرشدان کامل یعنی مشائخ عظام مرتے نہیں بلکہ اپنے جسموں سے منتقل ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے ان کے مزارات پر جو جاتا ہے یہ اس کی مدد کرتے ہیں اور روحانی تصرف سے دور و نزدیک والے کی بھی مدد کرتے ہیں۔

حضرت آصف بن برخیا تخت بلقیس ہزاروں میل کے فاصلے سے پلک جھپکنے سے پہلے اٹھا لائے جب کہ تخت بلقیس ۸۰X۷۰ گز یا ۸۰X۸۰ گز کا تھا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے سورہ نمل)

حدیث شریف۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف جلد دوئم باب جمعہ)

انبیاء کرام زندہ ہیں اسی لئے معراج میں تمام انبیاء کرام نے حضور ﷺ کو اپنا امام بنا کر آپ ﷺ کی امامت میں نماز پڑھی صدیقین یعنی اولیاء اللہ بھی نہیں مرتے کیونکہ اپنے مرشد کے بتائے ہوئے طریقے پر جہاد فی النفس کرتے ہیں حضور ﷺ جب ایک بار جہاد سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف واپس آگئے۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔ جہاد اکبر ہے۔ اسی لئے جہاد اکبر کی وجہ سے اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ منتقل ہو جاتے ہیں اور جس طرح حیات ظاہری میں تصرف کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ جسم انسانی سے آزاد ہونے کے بعد تصرف کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل زیر عنوان "اولیاء اللہ مرتے نہیں" میں تحریر ہو چکا ہے۔ اسی طرح شہداء بھی نہیں مرتے جیساکہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں اس کا شعور نہیں۔" (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۵۴)

جب شہید کی زندگی کا شعور نہیں تو پھر صدیقین یعنی اولیاء اللہ کی زندگی کا شعور کس طرح آسکتا ہے۔ کتابوں کے حوالے' حدیث شریف۔

(۱) حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تمہیں کسی امور میں حیرانی لاحق ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل ظاہر کے نزدیک یہ حدیث اس کے ظاہری الفاظ پر دلالت کرتی ہے یعنی جب دنیا میں کوئی دشواری

پیش آجائے اور تم اس کی تدبیر میں عاجز و حیران ہو جاؤ۔ تو پاک اور متبرک لوگوں کی قبور کی زیارت کرو اور ان سے اس کام کے لئے مدد طلب کرو۔ (حوالہ کتاب استمداد از عبادالرحمٰن)

(۲) جب تمہیں کوئی دشواری یا پریشانی ہو تو اہل قبور سے مدد طلب کرو۔
(حوالہ کتاب زیور ایمان)

(۳) جب تم دنیاوی امور میں پریشان ہو تو اصحاب قبور سے مدد طلب کرو۔
(حوالہ کتاب روحانیت اسلام)

(۴) جب تم معاملات میں حیران ہو جاؤ تو اصحاب قبور سے مدد طلب کرو۔
(حوالہ کتاب انفاس العارفین)

حدیث شریف۔

(۵) جب تم کسی امر میں عاجز اور حیران ہو جاؤ تو اہل قبور سے امداد حاصل کرو۔ (حوالہ کتاب حق نمائے اردو۔ ترجمہ کتاب نورالہدیٰ صفحہ ۹۹)

حضرت سلطان باہو علیہ فرماتے ہیں اگر مردہ دل اور بے باطن تمام عمر قبر پر پڑھتا رہے وہ ہرگز روحانی جواب باصواب نہیں پاتا۔
(حوالہ کتاب حق نمائے اردو ترجمہ کتاب نورالہدیٰ)

(۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے رحمدل امتیوں سے حاجتیں مانگو۔ ان سے فضل طلب کرو ان سے بھلائی چاہو، رزق پاؤ گے، مرادوں کو پہنچو گے، ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ (حوالہ استمداد از عبادالرحمٰن)

(۷) حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے ان کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سبب سے زمین والوں سے بلا دفع کرے گا۔ ان کا لقب ابدال ہو گا۔

(۸) سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیک مسلمانوں کے سبب سو گھر والوں کی بلا دفع کرتا ہے۔

(۹) جو ہر روز ستائیس بار ہر مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں ہو گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ان کی برکت سے اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں۔ پھر جب میرے گھر کو آباد کرنے والے میرے لئے باہم محبت رکھنے والے اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں۔ تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔

(۱۱) جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔

(مندرجہ بالا احادیث نمبر ۶ تا ۱۱ کتاب استمداد از عباد الرحمٰن سے لی گئی ہیں)

(۱۲) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار قسطنطنیہ میں ہے۔ آپ کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ (شرح مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۹۹)

(۱۳) حضرت امام غزالی حجتہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس شخص سے حیات ظاہری میں برکت حاصل کرتے ہیں۔ تو اس کے وصال کے بعد بھی اس سے برکت حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی مدد مانگی جا سکتی ہے۔

(کتاب راحت القلوب صفحہ ۲۲۷ اور رسالہ فیض عالم صفحہ ۱۶ جلد ۷ شمارہ ۹ فروری ۶۹۶ء)

(۱۴) حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اجابت دعا کے لئے تریاق اکبر ہے۔ یہ بات حضرت امام شافعی نے فرمائی ہے۔

(راحت القلوب باب ۱۵ صفحہ ۲۲۷)

(۱۵) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبول دعا کے لئے تریاق ہے۔

(شرح مشکواۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۳)

(۱۶) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کسی مصیبت میں ہوتے تو بغداد شریف حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر جاتے۔ وہاں حاضر ہونے کے بعد دو رکعت نماز نفل حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقے پر ادا کر کے آپ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے دعا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مصیبت رفع فرما دیتا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر قبول دعا کے لئے تریاق ہے۔

(حوالہ مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲، ۱۳ اور کتاب بارہ تقریریں صفحہ ۱۹۷ از تالیف مولانا محمد نوری)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے گھر گئے۔ اور ان کا پہنا ہوا کرتہ منگوا کر دھویا اور وہ پانی جو دھونے کا تھا وہ پانی خود پی گئے۔ (حوالہ مراۃ شرح مشکواۃ شریف مقدمہ صفحہ ۱۳) بزرگوں کے پہنے ہوئے کپڑوں میں بھی برکت ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کرتے کو دھو کر پیا۔

(۱۷) حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یعنی آپ کی مجلس میں علم فقہ سیکھنے آتے تھے۔ جب حضرت امام

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا تو حضرت خضر علیہ السلام حسب معمول آپ کے مزار شریف پر آکر ان سے فقہ اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔

(حوالہ کتاب بارہ تقریریں صفحہ ۱۹۷ از تالیف مولانا محمد نوری صاحب)

(۱۸) حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف الاسرار صفحہ ۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حسام الدین لاہوری نے فرمایا کہ اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو بیٹا اپنے والدین کی قبر پر جا کر دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی مشکل حل کر دے گا۔

(۱۹) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اس علاقے میں بارش نہیں ہو رہی تھی لوگوں نے جا کر آپ کے مزار پر دعا کی تو بارش ہوئی اور مسلسل سات روز تک بارش ہوتی رہی۔

(حوالہ بخاری شریف جلد اول۔ مقدمہ ۲۱ ناشر حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(۲۰) حضرت شیخ ابوالحارث فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کی بہت شہرت سنی تھی۔ چند مسئلوں کے حل کے لئے میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا جب میں مصر پہنچا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ ان کا تو کل انتقال ہو گیا۔ یہ سن کر میں ان کے مرقد پر گیا۔ وہاں پہنچ کر ان کے جنازے کی نماز پڑھی اور (مراقبہ میں) بیٹھ گیا کچھ دیر بعد مجھے نیند آگئی خواب میں ان کا دیدار ہوا اور مجھے جو مشکل مسئلے درپیش تھے۔ وہ میں نے ان سے دریافت کئے۔ انہوں نے ان سب مسئلوں کا مجھے جواب مرحمت فرمایا۔

(حوالہ کتاب نفحات الانس صفحہ ۱۹۳ از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی مترجم حضرت شمس بریلوی ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

نیک بندوں کی قبر کے حالات

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان کی قبر پر زیارت کو جاتا ہے تو وہ اس سے انس حاصل کرتا ہے اور اس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔

(۲) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے "شعب" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے جاننے والے کی قبر سے گزرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا جواب دیتا ہے اور اسے پہچان کر سلام کرتا ہے۔

(۳) براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے ہیں؟ تو وہ کہتا ہے یہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی۔ اس پر ایمان لایا۔ اسے سچا جانا' یہ ہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ "یثبت اللہ الا" یہ فرمایا حضور ﷺ نے پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے لہذا اس کے لئے جنت کا بستر بچھاؤ۔ اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس کھول دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس

تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تاحد نظر قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔

(حوالہ مشکواۃ شریف جلد اول عذاب القبر)

تشریح

فرشتے حضور ﷺ کا نام نہیں لیتے بلکہ کہتے ہیں کہ "ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ یا یہ کون صاحب ہیں۔" چونکہ قبر میں امتحان ہوتا ہے اس لئے حضور ﷺ کا نام نہیں لیتے۔

(۴) جب منکر نکیر قبر میں مردے کے پاس آتے ہیں تو قرآن بندے اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تو درمیان سے ہٹ جا ہم اس سے پوچھ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ بخدا میں اس شخص کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتا۔ جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ تو اگر تم کو اس کے بارے میں کچھ حکم دیا گیا ہے تو اس کو پورا کرو۔ پھر قرآن شریف مردے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے "تو نے مجھے دیکھ کر پہچانا یا نہیں پہچانا" وہ کہے گا نہیں پہچانا۔ قرآن کہے گا کہ "میں قرآن ہوں" جو تجھ کو رات بھر بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا تھا۔ نفسانی خواہشات سے منع کرتا تھا۔ خواہ آنکھ کی ہوں یا کان کی۔ تو اب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ تو اب تو بشارت سن کہ "تجھ سے منکر نکیر کا سوال نہ ہوگا۔" پھر منکر نکیر اس کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ اور قرآن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اس مردے کے لئے بچھونا طلب کر کے لاتا ہے۔ جنت کے قندیل اور یاسمین کے پھول ایک

ہزار مقرب فرشتے اٹھا کر لاتے ہیں۔ قرآن ان سے پہلے قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے کہ "کیا تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہ ہوا؟" میں تو اس لئے بارگاہ ایزدی میں پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے بستر، چادر اور چراغ کی سفارش کروں۔ اب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر فرشتے آ کر اس کا بستر کرتے ہیں۔ چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور یاسمین کے پھول سینے کے پاس وہ شخص قیامت تک سونگھتا رہے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک یا دو مرتبہ آتا ہے۔ اور ان کے لئے سربلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے۔ اگر اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن حفظ کرتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی "برا یعنی خراب" ہو جاتا ہے تو وہ اس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے اور یہ عمل صور پھونکے جانے تک ہو گا۔

حافظ ابو موسیٰ مدنی کہتے ہیں یہ خبر حسن ہے اس کو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابو خشیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(۵) جب بندے سے پوچھتے ہیں "تیرا رب کون ہے؟" تو وہ کہتا ہے "میرا رب اللہ تعالیٰ ہے" پھر پوچھتے ہیں "تیرا دین کیا ہے؟" تو وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" پھر پوچھتے ہیں تیرا علم کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "میں اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لایا۔" پھر آسمان سے ندا دی جاتی ہے کہ "میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ اور جنت کے کپڑے پہناؤ اور جنتی خوشبوئیں لگاؤ اور حد نگاہ تک اس کی قبر کی وسعت کرو اور جنت کا ایک دروازہ قدموں کی طرف اور دوسرا سر کی طرف کھول دو اور پھر فرشتے کہتے ہیں کہ اس طرح سو جا جس طرح

دلہن اپنے حجلہ عروسی میں سوتی ہے تجھے عذاب قبر کا ذائقہ تک نہ ملے گا۔

(۶) حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ابو زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں جب قبرستان سے گزرتا ہوں تو کیا کوئی کلام ہے جو میں مردوں سے کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ کہہ دیا کرو۔

"ترجمہ۔ اے قبر والو' تم پر سلام ہو مسلمانوں اور مومنوں کی طرف سے۔ تم ہمارے پیش اور ہم تابع۔ (یعنی بعد والے) اور بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں۔"

حضرت ابو زرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ سنتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سنتے ہیں۔

(۷) طبرانی نے اوسط میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپسی پر حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کی قبروں پر ٹھہرے اور فرمایا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہو تو اے لوگو! ان سے ملاقات کرو اور انہیں سلام کرو۔ کیونکہ یہ قیامت تک جواب دیتے رہیں گے۔

(۸) علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد قبر میں روح کا اپنے جسم میں واپس آنا ہر مردے کے لئے صحیح روایت سے ثابت ہے اور شہداء کا تو کیا ہی کہنا لیکن گفتگو اس امر میں ہے کہ آیا وہ روحیں جسموں میں باقی رہتی ہیں یا نہیں اور پھر یہ زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہوتی ہے۔ یا اس سے مختلف کیونکہ زندگی کے لئے روح کا ہونا یہ ایک امر عادی ہے۔ اور امر عقلی نہیں۔ اب اگر اس بات پر کوئی دلیل قطعی قائم

ہو جائے کہ جسم کو دنیاوی زندگی جیسی زندگی مل جاتی ہے تو اس کو مان لیا جائے گا۔ چنانچہ علماء کرام کی ایک جماعت نے اسی قول کو لیا ہے نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا دلیل ہے۔ اس پر کیونکہ نماز پڑھنا ایک زندہ جسم ہی کی صفت ہے۔ پھر اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہے کہ انہوں نے شب معراج حضور علیہ السلام کی اتباع میں نماز پڑھی اور انبیاء کرام میں جن صفات کا تزکرہ ہے ان کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن اس جسمانی زندگی سے جسمانی عوارض مثلاً" کھانے پینے وغیرہ کا پایا جانا ضروری نہیں۔ بلکہ ان کے لئے احکام بدل جاتے ہیں۔ البتہ ادراکات مثلاً" علم اور سننا۔ تو یہ بلاشبہ شہداء اور غیر شہداء سب کے لئے ثابت ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ شہداء کی جسمانی زندگی کے معنی یہ ہیں کہ ان پر گلنا اور سڑنا نہیں آتا۔ (یعنی ان کے جسم خراب نہیں ہوتے اپنی اصل حالت میں رہتے ہیں)

(۹) بیہقی نے "کتاب الاعتقاد" میں کہا ہے کہ وفات کے بعد انبیاء کی ارواح کو واپس کر دیا گیا ہے اور شہداء کی مانند اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ارواح کی باہمی ملاقات کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے کہا کہ روحوں کی دو قسمیں ہیں کچھ روحیں تو وہ ہیں جن پر عذاب ہو رہا ہے۔ ان کو ملاقات کی اجازت نہیں اور کچھ وہ ہیں جو انعامات و اکرامات الٰہیہ میں شامل ہیں۔ تو وہ آزاد ہیں۔ ایک دوسری سے ملاقات کرتی ہیں اور دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے اس پر بحث کرتی ہیں۔ اور جو کچھ دنیا والے کرتے ہیں اس کے بارے میں بھی گفتگو کرتی ہیں۔ اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح رفیق اعلیٰ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کی

اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ حضرات انبیاء کرام صدیقین (اولیاء کرام) شہداء کرام اور صالحین کے ہمراہ ہوں گے۔ یہ حضرات بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ ساتھ دنیا میں بھی ہے۔ برزخ میں بھی اور آخرت میں بھی۔ انسان ان تینوں ادوار میں اس کے ہمراہ ہوگا۔ جس سے اس کی محبت ہوگی۔

(۱۰) سہیلی نے "دلائل نبوت" میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک قبر کھودی تو دوسری قبر میں سوراخ ہو گیا اب جو انہوں نے اس قبر میں دیکھا تو ایک بزرگ بیٹھے تخت پر ہیں اور ان کے سامنے قرآن حکیم رکھا ہوا ہے اور اس کے سامنے ہی سبز رنگ کا روضہ ہے۔ یہ سرزمین احد کا واقع ہے۔ یہ شہید تھے کیونکہ ان کے چہرے پر زخم تھے۔

(۱۱) شیخ نجم الدین اصفہانی نے کہا کہ میں ایک شخص کی تدفین کے وقت حاضر تھا میت کو کلمہ کی تلقین کے لئے ایک شخص بیٹھا اور اسے تلقین کرنے لگا تو میت نے کہا کہ "اے لوگو! تعجب ہے اس بات پر کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔"

(۱۲) یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کی کہ عبدالرحمٰن نویدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب وہ منصورہ میں تھے اور دشمنوں نے مسلمانوں کو گرفتار کر لیا تو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز یہ آیت پڑھی "لاتحسبن الذین قتلوا" پھر آپ شہید ہو گئے۔ تو ایک انگریز آیا اور اس کے پاس ایک نیزہ تھا وہ اس نے آپ کے جسم مبارک پر مارا۔ اور کہا کہ اے مسلمانوں کے عالم تو کہتا تھا کہ شہدا زندہ ہیں۔ اور انہیں رزق دیا جاتا ہے؟ تو حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر کہا کہ "ہاں!

رب کعبہ کی قسم شہدا زندہ ہیں۔" تو انگریز اپنے گھوڑے سے اترا۔ اور شیخ کا منہ چوما اور ساتھی سے کہا کہ ان کی میت کو وطن لے چلو۔

(۱۳) رسالہ قشیری میں ان کی سند سے شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے باب نبی شیبہ کے پاس ایک جوان کو مردہ حالت میں پایا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو وہ مسکرانے لگا اور میری جانب دیکھ کر کہنے لگا کہ اے ابو سعید شہداء زندہ ہیں وہ تو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔

(۱۴) اسی رسالہ میں شیخ علی اودباری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک فقیر کو دفن کیا تو انہوں نے اس کے سر سے کفن ہٹایا اور اس کا سر مٹی پر رکھا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم کرے۔ تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھ کو دیکھا اور کہا کہ "جناب مجھ کو اس کی سامنے ذلیل نہ کیجئے۔ جس نے مجھ کو راہ دکھائی ہے تو میں نے کہا کہ "اے میرے سردار! کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے؟" تو اس نے کہا کہ میں بھی زندہ ہوں اور اللہ کا ہر محب زندہ ہے اور کل تمہاری مدد کروں گا۔

(۱۵) اسی رسالے میں ہے کہ میرا ایک مرید آیا اور کہا "استاد کل ظہر کے وقت میں مرجاؤں گا۔ یہ دینار لو۔ آدھے میں قبر اور آدھے میں میرے کفن کا انتظام کرنا۔ جب دوسرے دن ظہر کا وقت آیا تو اس نے آکر کعبہ کا طواف کیا اور پھر دور کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ جب میں نے قبر میں رکھ دیا تو اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کہ "کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے؟"

اس نے جواب دیا کہ "میں اللہ کا محب ہوں اور اللہ کا ہر محب ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہے۔"

(۱۶) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب گھاٹی پر پہنچتے تو بہ آواز بلند فرماتے۔

"ترجمہ۔ تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا مصائب پر۔ اور دار الاخرت انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے۔"

اور یہی معمول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رہا۔ پھر آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔ اور آپ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول رہا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آکر دعا کرتی تھیں۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آکر سلام کرتے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ ان حضرات کو سلام کرو جو تمہارے سوال کا جواب دیتے ہیں۔

(۱۷) فاطمہ خزائیہ نے کہا کہ میں اور میری بہن غروب آفتاب کے وقت قبرستان میں تھے۔ میں نے کہا کہ اے میری بہن آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر سلام کریں تو اس نے کہا کہ اچھا ہم نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ "السلام علیکم یا عم رسول اللہ ﷺ۔" تو ہم نے قبر سے جواب سنا "وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ"

(۱۸) ابن ابی الدنیا نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں کہ حرہ کی جنگ کے موقع پر میں روضہ نبی اکرم ﷺ پر ہی حاضر تھا تو جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر انور سے اذان کی آواز آتی تھی۔ زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں بھی یہی روایت کی ہے۔

(۱۹) بخاری اپنی تاریخ میں اور ابن مندہ نے اپنی مسند سے عبداللہ بن عبیداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت

بن قیس شماس جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے تو ان کے دفن کرنے والوں میں۔ میں بھی شامل تھا۔ جب ہم نے ان کو ان کی قبر میں داخل کر دیا تو وہ فرمانے لگے۔ "محمد رسول اللہ ہیں۔ ابو بکر صدیق ہیں' عمر شہید ہیں' عثمان امین و رحیم ہیں۔" جب ہم نے ان کو غور سے دیکھا تو وہ مر چکے تھے۔

(۲۰) بیہقی نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم نے مجھ کو بتلایا کہ میں اپنے والد کی قبر پر جانے کا عادی تھا۔ پھر کچھ روز بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ مٹی ہے۔ اس پر جانے کا کیا فائدہ؟ چنانچہ میں نے جانا ترک کر دیا۔ تو ایک روز والد کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں۔ "اے بیٹے! ایسا نہ کہو۔ جب تم آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے۔ اور جب تم واپس ہوتے تھے۔ تو میں تم کو دیکھتا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے تھے۔

(۲۱) ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عثمان بن سورہ سے روایت کی کہ جب میری ماں کا انتقال ہو گیا تو میں ہر جمعہ کی رات کو ان کے پاس جاتا تھا اور ان کے اور اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کرتا تھا۔ ایک رات میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹے موت کی تکلیف سخت ہے اور الحمد اللہ بہترین برزخ میں ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا تم کو کچھ حاجت ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کہ کیا؟ کہا کہ تم میری زیارت کرنا نہ چھوڑو کیونکہ تمہارے آنے سے مجھ کو انس حاصل ہوتا ہے اور جب تم آتے ہو تو دوسرے مردے مجھے

بشارت دیتے ہیں کہ تمہارے گھر سے زیارت کرنے والا آرہا ہے۔ اور وہ خود بھی خوش ہوتے ہیں۔

(۲۲) رسالہ قشیری میں لکھا ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ ایک عورت کا انتقال ہوگیا۔ وہ اس کی نماز جنازہ میں شامل ہوا تاکہ جاکر اس کی قبر کا پتہ چلائے جب رات ہوگئی تو اس نے اس بڑھیا کی قبر کو کھودنا شروع کیا۔ وہ عورت بول اٹھی کہ سبحان اللہ! ایک مغفور شخص، مغفور عورت کا کفن چراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت کردی ہے۔ اور ان تمام لوگوں کی بھی مغفرت کردی ہے جنہوں نے میرے جنازے کی نماز پڑھی۔ اور تو بھی میری نماز جنازہ میں شریک تھا۔ یہ سن کر اس نے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی اور سچے دل سے تائب ہوگیا۔

(نوٹ۔ مندرجہ بالا حوالہ میں سے حوالہ نمبر ۳ کے علاوہ تمام حوالہ جات کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور باب زیارت قبور سے لئے گئے ہیں۔ اس باب میں ۹۱ حوالہ جات اسی قسم کے ہیں جن میں سے ۲۱ پیش خدمت ہیں۔)

غلط فہمی کا ازالہ بابت قبر

حضور ﷺ جب ہجرت فرماکر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت آپ ﷺ نے تعمیر مسجد کا ارادہ فرمایا اور بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ فرمایا یا بنی نجار تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ بیچ دو۔ وہ بولے بخدا ہم اس کا معاوضہ نہ لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر لیں گے۔ اور باغ حضور ﷺ کے سپرد کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ کہ اس باغ میں کیا کچھ تھا اس میں قبور مشرکین' کھنڈرات اور کھجور کے درخت تھے۔ حضور ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں بے نشان کر دی گئیں۔ پھر کھنڈرات برابر کر دیئے گئے۔ پھر کھجور کاٹ کر اس کی لکڑی مسجد کے اندر قبلہ رخ گاڑ دی گئیں۔ اور ان کی تبدیلی پتھروں سے کر دی گئیں۔ صحابہ کرام پتھر ڈھوتے جاتے تھے اور رجزیہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ فرماتے جاتے تھے۔ بھلائی تو دراصل آخرت کی بھلائی ہے۔

(حوالہ بخاری شریف جلد اول کتاب الصلوۃ باب ۲۸۹ حدیث ۴۱۳)

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن قبروں کو ہموار کرنے کا حکم دیا تھا وہ قبریں کفار و مشرکین کی تھیں۔ وہ قبریں مسلمانوں کی نہ تھیں۔ کیونکہ ابھی تو حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے کر آئے تھے کسی صحابی کا وصال بھی نہیں ہوا تھا اور جس کی قبر حضور ﷺ خود اپنی زیر نگرانی بنوائیں کسی بھی مسلمان کی مجال نہیں کہ حضور ﷺ کی بنوائی ہوئی قبر کو برابر کر دے۔

بزرگانِ دین کے مزارات کی تعظیم

(۱) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔ "بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔" (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸)

(۲) "اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (شعائر اللہ) کی بے حرمتی نہ کرو (یعنی ان کی تعظیم کرو)۔" (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۲)

(۳) "(اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ) اور یاد کرو۔ جب ہم نے حکم دیا کہ داخل ہو جاؤ اس بستی میں پھر کھاؤ اس میں جہاں سے چاہو۔ اور داخل ہونا دروازے سے سر جھکائے ہوئے۔ اور کہتے جانا کہ بخش دے ہمیں۔ ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں۔ اور ہم زیادہ دیتے ہیں۔ نیکو کاروں کو۔"

(پارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۵۸ اور دیکھو پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۱۶۱)

(۴) تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل سے اس شہر کی تعظیم کرائی۔ کیونکہ اس شہر میں انبیاء کرام کی آرام گاہیں (یعنی مزارات) ہیں۔ (تفسیر نعیمی پارہ اول ۳۸۵)

(۵) جس شہر میں اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوں۔ اور وہاں ان کی قبریں ہوں اس شہر کی بھی تعظیم کرنی چاہیئے۔

(تفسیر نعیمی پارہ ۹ سورہ اعراف صفحہ ۳۳۳)

(۶) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے مگر منافق اس کا علم نہیں رکھتے۔ (پارہ ۲۸ سورہ منافقون آیت ۸)

حدیث شریف۔

(۷) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔ حتیٰ کہ وہ آگے نکل جائے۔ (بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب ۸۲۹ حدیث ۱۲۲۳)

(۸) مثال۔ جب قرآن شریف کا غلاف پرانا ہو جاتا ہے تو قرآن کے لئے دوسرا نیا غلاف بناتے ہیں اور پہلے والے غلاف کو کسی اچھی جگہ دفن کر دیتے ہیں یا محفوظ کر دیتے ہیں۔ اس کا ادب کرتے ہیں کہ اس غلاف میں قرآن شریف تھا۔ اسی لئے جنازہ کی تعظیم کرتے ہیں کہ اس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کی وجہ ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی چونکہ مسلمانوں سے افضل مومنین اور مومنین سے افضل صالحین اور صالحین سے افضل شہداء کرام۔ اور شہداء کرام سے افضل صدیقین یعنی اولیاء اللہ اور صدیقین یعنی اولیاء اللہ سے افضل انبیاء کرام اور انبیاء کرام میں افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (صحابہ کرام اولیاء اللہ بھی ہیں اور صحابی رسول بھی۔ ان کا درجہ یہ ہے کہ نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام کا)۔

(۹) جتنے بھی شعائر اللہ ہیں وہ کسی بھی نبی یا ولی کے ہاتھوں۔ پیروں یا جسم کی برکت سے شعائر اللہ ہوئے یعنی ان مقامات میں انبیاء یا اولیاء کے جسموں کی برکت ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ فرمایا ہے یا پھر وہ مقام انبیاء کرام یا اولیاء اللہ کے مزارات کی وجہ سے شعائر اللہ بنا۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ مائی حوا کی وجہ سے صفا

اور مروہ کو فضیلت ملی کیونکہ خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کی عبادت گاہ اور رہائش گاہ رہی۔ آپ اور مائی حوا۔ اسی جگہ عبادت کرتے اور اسی جگہ آرام فرماہوتے۔ اسی لئے آپ کی عبادت اور آپ کی رہائش کی برکت سے کعبہ کی یہ جگہ قابل تعظیم ہوگئی۔ اور اسی مقام یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی رہنے کی جگہ اور عبادت گاہ یعنی کعبہ شریف کے بالکل اوپر سیدھ میں بیت المعمور یعنی فرشتوں کا کعبہ اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہے۔ تاکہ کوئی فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کے مقام رہائش اور عبادت گاہ کی سیدھ میں بھی بلا ضرورت قدم نہ رکھ سکے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام افضل ہیں۔ اور ان کو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا ہے۔ لہٰذا افضل کی عزت و تکریم لازم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں کی برکت لگنے سے حجر اسود کو عظمت ملی۔

(۱۰) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ صاحبہ نے صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ پانی کے لئے سعی کی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا یہ فعل اس قدر محبوب ہوا کہ اب تاقیامت کوئی بھی حاجی یا عمرہ کرنے والا جب تک سات مرتبہ سعی نہ کرے نہ اس کا حج قبول اور نہ عمرہ۔ (والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کی ولیہ ہیں) یہ انبیاء کرام و اولیاء اللہ کی برکتیں ہیں۔

(۱۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیر کی ایڑیوں سے چشمہ جاری ہوا جو آب زم زم کے نام سے آج بھی موجود ہے۔ پیر تو اب وہاں نہیں ہیں۔ لیکن آپ کے جسم کی برکتیں آج بھی موجود ہیں۔ اور دنیا کا کوئی پانی اس سے افضل نہیں۔

(۱۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جب تعمیر کعبہ شریف کر رہے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ شریف کی تعمیر کر رہے تھے اس میں آپ کے پیروں کے نشان بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جہاں میرے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروں کے نشان بن گئے ہیں۔ اس مقام کو مقام نماز بناؤ۔ جہاں نبی کے پیروں کے نشان ہیں۔ اس مقام کی کس قدر تعظیم و تکریم ہے کہ آج بھی اسی مقام پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کا امام امامت کرتا ہے اور وہیں نماز پڑھتے ہیں۔

اسی لئے اولیاء اللہ اور مشائخ عظام جس طرح حیات ظاہری میں قابل تعظیم تھے اسی طرح بعد وصول بھی قابل تعظیم ہیں ان کے مزارات بھی قابل تعظیم ہیں۔

(۱۳) حوالہ :۔ اسی طرح چاہیے کہ علماء کرام یا مشائخ کرام یعنی اولیاء اللہ کی قبور، عام قبروں سے ممتاز رہیں تاکہ لوگ پہچان کر ان سے فیض حاصل کریں اس لئے کہ مقابر اولیاء اللہ، شعائر اللہ ہیں۔ اور شعائر اللہ کا ادب ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس لئے قبروں کا ادب کرنا چاہیئے۔ ہر ملک اور ہر زمانے میں ادب کے علیحدہ طریقے ہوتے ہیں۔ جو بھی طریقہ ہو وہ ادب اسلام کے خلاف نہ ہو۔ (حوالہ کتاب جاء الحق حصہ اول صفحہ ۲۸۷)

جب جنازہ کی تعظیم یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تعظیم کرو تو پھر جس قبر کے اندر اولیاء اللہ کا جسم اطہر موجود ہو۔ اس کی تعظیم کیوں نہ ہونی چاہیئے۔

(۱۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر جایا کرتی تھیں اور خاتون جنت بھی۔ پھر خاتون جنت کے پردہ فرمانے

کے بعد جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آرام گاہ بنی تو بھی آپ جایا کرتی تھیں۔ پھر جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری آرام گاہ وہاں ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چادر اوڑھ کر اچھی طرح پردہ کر کے جاتی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ مجھ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا آتی ہے۔ اسی لئے مشائخ عظام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ شیخ یا مرشد کی زندگی میں جیسی تعظیم کرتے تھے اسی طرح بعد از وصال کرتے ہیں اور کرنی چاہئے اور جس قدر فاصلے پر زندگی میں بیٹھتے تھے اسی طرح وصال کے بعد بھی ادب کرنا چاہئے۔

(۱۵) حوالہ :۔ حضرت ابوالحسن خرقانی آپ کا بیس سال تک یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نماز عشاء حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے تھے۔ پھر واپس آکر نماز فجر خرقان میں ادا کرتے۔ آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے خرقان تک الٹے پاؤں آتے تھے۔ کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔

(حوالہ کتاب تذکرۃ الاولیاء از فرید الدین عطار)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرو مرشد کے مزار شریف کا اس قدر ادب و احترام کرتے تھے کہ ادھر پیٹھ نہیں کرتے تھے۔ اب اندازہ کریں کہ جب یہ مشائخ اپنے پیروں کے مزارات کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ان کے دلوں میں کتنی ہوگی اسی لئے بزرگان دین کے مزارات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان کے مزارات کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

کرامات و تصرفات

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس اولیاء اللہ کو جس قدر اور جتنا چاہے کرامات و تصرفات کی خوبیاں عطا کرتا ہے اور یہ خوبیاں جیسے حیات ظاہری میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعد از وصال بھی رہتی ہیں۔

چار مشائخ اپنی قبروں میں زندہ کی طرح تصرف کرتے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت شیخ عقیل سنجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مانگ کیا چاہتا ہے۔؟ میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں اور میں نے ان سے چند امور باطنیہ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ امور لے لے۔ یہ واقعہ مصنف کتاب بہجۃ الاسرار کا ہے۔

(حوالہ کتاب تذکرہ غوثیہ اردو ترجمہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۸۵)

چار مشائخ مادر زاد۔ اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت شیخ بقا بن بطو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حوالہ کتاب تذکرہ غوثیہ ترجمہ بہجۃ الاسرار ۱۸۵)

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رجب شعبان اور رمضان المبارک وغیرہ مہینے انسانی شکل میں آتے تھے اور ان مہینوں میں جو حالات آنے والے ہوتے آپ کو بتاتے تھے۔ جیسا کہ ماہ رجب ایک خوبصورت جوان کی شکل میں آیا اور کہنے لگا اے ولی اللہ! تم کو سلام ہو میں ماہ رجب ہوں۔ آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور آپ کو خبر دوں کہ جو معاملات مجھ سے ہونے والے ہیں۔ یہ مہینہ لوگوں پر بہتر ہوگا۔

(حوالہ تذکرہ غوث اعظم حوالہ صفحہ ۵۳)

(۲) روایت ہے کہ رمضان کے مہینے میں اتفاقاً" ستر آدمیوں نے آپ کو ایک ہی روز الگ الگ اپنے اپنے گھر افطار کرنے کی دعوت دی آپ نے ہر ایک کی دعوت کو قبول کیا۔ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے ہر ایک کے گھر جا کر افطاری کی اور اسی وقت اپنے گھر میں بھی افطاری کی۔ یہ خبر بغداد میں پھیل گئی آپ کے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضرت تو اس وقت اپنے گھر سے ہی نہیں نکلے تو اتنے لوگوں کے گھروں میں جا کر ایک ہی وقت میں افطاری کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے آپ نے اس کی دل کی بات پر مطلع ہو کر فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ میں نے ایک ہی وقت میں ان ستر آدمیوں کے ساتھ الگ الگ ان کے گھروں میں جا کر افطاری کی اور اسی وقت میں نے اپنی گھر میں بھی افطاری کی ہے۔

(حوالہ کتاب مظہر جمال مصطفائی باب ۱۵ صفحہ ۲۹۵ از صوفی نصیرالدین ہاشمی قادری برکاتی ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

نیز آپ نے فرمایا کہ میں فرشتوں، جناتوں اور انسانوں، کا پیر ہوں۔
(حوالہ کتاب مظہر جمال مصطفائی باب ۸ فصل ۱۰ صفحہ ۸۷)
کتاب بہجتہ الاسرار و معدن الانوار تذکرہ غوث اعظم ناشر اللہ والے کی قومی دوکان) آپ کی کرامات بے شمار ہیں لیکن یہاں صرف ایک درج کی گئی ہے۔

(۲) حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں ان سب کو میں نے دیکھا اور کل اہل ایمان عام و خاص کو میں نے دیکھا اور جتنے لوگ ہوگئے اور ہوں گے سب کو میں نے پہچانا اور پشت آدم علیہ السلام میں جتنے اہل سعادت تھے ان سب کی معرفت اور شمار، اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کیے۔

(حوالہ کتاب فصوص الحکم مترجم حضرت بابا ذہین شاہ تاجی۔ تعارف صفحہ ۱۳۔ ناشر ادارہ تعلیم و ثقافت اسلامی بفرزون کراچی۔)

(۳) حضرت احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد اپنی لاٹھی کو حکم دیا کرتے تھے کہ ایک بہادر انسان کی شکل دھار لے۔ وہ اسی وقت انسانی شکل میں آجاتی اور آپ اسے کام سے بھیج دیتے تھے اور وہ اس کے بعد پھر لاٹھی بن جاتی تھی۔

(حوالہ کتاب جامع کرامات اولیاء صفحہ ۳۷ از علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ مترجم پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی ناشر مکتبہ حامدیہ لاہور)

(۴) حکایت :۔ مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ کے پاس ماہ ربیع الاول میں بتقریب میلاد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس جگہ سے

استدعا آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کر لیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا قبول کر لیا اور دسوں جگہ بعد نماز ظہر چلنا ہے یہ کیسے ہو گا؟ فرمایا کہ کرشن چندر تو کافر تھا بہ یکدم (بطور استدراج) سینکڑوں جگہ پہنچتا۔ اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد جب ایک جگہ سے ڈولی پہنچی' مخدوم حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ پالکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ یونہی جب دوسری جگہ سے سواری آئی۔ الغرض دسوں جگہ سے سواری آئی مخدوم ہر مرتبہ حجرہ سے باہر تشریف لاتے پالکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے اور لطف یہ کہ حجرہ میں بھی تشریف فرما رہتے۔

(حوالہ کتاب سبع سنابل چھٹا سنبلہ ۳۴۵ از میر عبدالواحد بلگرامی مترجم مفتی محمد خلیل خان برکاتی۔ ناشر حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(۵) حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ ایک دن سفر کرتے ہوئے ایسی جگہ سے گزرے جہاں صرف کفار ہی بستے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو دوڑ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو؟ آپ نے فرمایا "بحمدہ میں مسلمان ہوں۔" کفار نے کہا کہ ہم لوگ کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑتے اور اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر کوئی واقعی مسلمان ہے تو اسے آگ نہیں جلائے گی۔ پھر ہم اسی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بلاشبہ اگر کوئی مسلمان سچے دل سے کلمہ طیبہ پڑھ لے گا۔ اسے آگ کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ پس ان کفار نے آگ جلائی اور حضرت ابو احمد چشتی علیہ الرحمۃ کو اس میں ڈال دیا۔ آپ نے آگ میں پہنچتے ہی مصلی کو بچھا کر

کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہ آگ یکبارگی ٹھنڈی ہوگئی۔ کافروں نے دیکھا تو حیران رہ گئے۔ اور خلوص دل سے سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ یہ لوگ تعداد میں کل دس ہزار تھے۔ (حوالہ کتاب سیرالاقطاب تذکرہ خواجگان چشت ۹۳' ۹۴ از حضرت الھدیہ ابن شیخ عبدالرحیم مترجم پروفیسر محمد معین الدین دردائی ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

(٦) ایک بار دہی بیچنے والی ایک عورت سر پر دہی کی ٹھلیا (یعنی مٹی کا چھوٹا برتن) رکھے ہوئے حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سے گزر رہی تھی۔ حضرت شیخ نے اسے روک کر دریافت کیا "دہی بیچے گی؟ عورت نے ٹھہر کر جواب دیا" کیوں نہیں دہی بیچنے ہی کے لئے یہ بوجھ اٹھائے پھر رہی ہوں۔ مگر میاں جی! دہی قیمتی ہے تم اسے خرید بھی سکو گے؟ حضرت شیخ نے پوچھا کیا قیمت ہے؟ عورت نے مسکرا کر کہا۔ "سونے کا ایک ڈکہ" حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زانو کے نیچے سے سونے کا ایک ڈکہ نکال کر عورت کی طرف اچھال دیا اور بے نیازی سے فرمایا جاؤ ڈکہ بھی تمہارا اور دہی بھی تمہارا۔ فقیر کو کچھ نہیں چاہئے۔ عورت نے انہیں حیرت سے دیکھا ڈکہ اس کے ہاتھ میں تھا جاتے وقت وہ مڑ مڑ کر ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دو چار دن بعد وہ پھر حضرت شیخ کے پاس جھجکتی جھجکتی آئی۔ حضرت شیخ نے پھر اسے ایک ڈکہ دے دیا اس کے بعد اکثر وہ حضرت شیخ کے پاس آتی اور ان سے ڈکہ لے جاتی اور گھر جا کر شوہر سے ان کی تعریفیں کرتی۔ وہ عورت بے اولاد تھی۔ ایک دن شوہر نے کہا تو ان میاں جی کی بہت تعریفیں کرتی ہے اور ہمیشہ ڈکہ لے کر آتی ہے۔ ان سے بیٹا بھی تو مانگ۔ دوسرے

دن عورت نے حضرت بو علی شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچ کر بیٹے کی تمنا ظاہر کی اور ان سے دعا کی طالب ہوئی۔

حضرت بو علی شاہ نے فرمایا جاؤ اپنے محلے میں منادی کر دو۔ کہ جس جس کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہاں آئے۔ عورت واپس چلی گئی۔ تیسرے دن عورتوں کو ساتھ لے کر حضرت شیخ کے پاس پہنچی۔ حضرت شیخ بو علی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ نے پان کی ایک گلوری کے ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا تمام عورتوں کو کھلا دیا۔ ایک عورت کو چھوڑ کر ساری عورتوں نے پان کھالیا اور مقررہ مدت گزرنے کے بعد سب کی مرادیں پوری ہوئیں۔ مگر جس عورت نے پان کا ٹکڑا نہیں کھایا تھا وہ بدستور بے اولاد رہی۔ جن عورتوں کے یہاں اولاد ہوئی عقیدت کے طور پر ان عورتوں نے دہی کی ایک ایک ٹھلیا اپنے سر پر رکھی اور حضرت شیخ کے پاس آئیں اور حضرت شیخ نے ان کے نذرانے قبول کر لئے۔ ان عورتوں میں وہ عورت بھی شامل تھی جس نے پان نہیں کھایا تھا۔ وہ بہت غمگین اور آزردہ کھڑی تھی۔ حضرت شیخ نے اس سے پوچھا غمگین کیوں ہے؟ عورت نے تمام ماجرا سنا دیا کہنے لگی میں نے آپ کا دیا ہوا پان اپنے منہ میں رکھنے کے بجائے ایک پتھر کے نیچے رکھ دیا تھا۔ حضرت شیخ بو علی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ نے فرمایا تو اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے۔ جاوہ پتھر اٹھا کے دیکھ۔ عورت نے ان کے کہنے پر یاد کر کے وہ پتھر اٹھایا جس کے نیچے پان دبایا تھا۔ پتھر اپنی جگہ سے ہٹا تو تمام عورتیں دنگ رہ گئیں پتھر کے نیچے ایک نوزائیدہ بچہ کھیل رہا تھا۔ عورت نے خوش ہو کر بچہ کو اٹھا لیا اور حضرت شیخ کو دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔ (حوالہ کتاب سیر الاخیار تذکرہ ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۴۱، ۳۴۲ علامہ شاہ مراد سہروردی ناشر سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

ملک ہندوستان میں چار مشائخ اپنی قبروں میں زندہ کی طرح تصرف کرتے ہیں۔

(الف) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

(ب) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ

(ج) حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (د) حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

(حوالہ نمبرا کتاب مراۃ الاسرار از حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی مترجم کپتان واحد بخش سیال چشتی ناشر بزم اتحاد المسلمین لاہور' حوالہ نمبر۲ کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۵۸۳ از حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی مترجم کپتان واحد بخش سیال چشتی۔ ناشر بزم اتحاد المسلمین لاہور)

(۷) حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ ان کا مزار شہر بہرائچ ہے یوپی ہندوستان میں ہے جو ان کی کرامتوں کی وجہ سے مشہور ہے آنکھوں سے دیکھ کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

(۸) حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ شہر لاہور میں آپ کا مزار مقدس مرجع خلائق ہے۔

مرشد کی حیات میں دوسرے پیر سے مرید مت ہو

بعض لوگ ایک پیر سے مرید ہونے کے بعد کئی بزرگوں سے بیعت ہوتے ہیں اور جب ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے ہیں کہ فیض لینے کے لئے۔ اگر ان سے پوچھو کہ فیض کیا ہے؟ تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ دراصل جو لوگ ایک پیر سے مرید ہونے کے بعد اور پیر کے بتائے ہوئے طریقے پر خلوص دل سے حضور ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور نہایت محبت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بندے پر کرم فرما کر جو کچھ بھی اپنے کرم سے خوبیاں عطا کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فیض ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور انعام ہے۔ اور نماز کی ہر رکعت میں انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا مانگنے کا حکم ہے۔ جب ہم نماز میں الحمد شریف پڑھ کر اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ "اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔" کبھی غور کیا ہے کہ کس چیز کی مدد مانگتے ہیں۔ ذرا سنجیدگی سے سوچو کہ دعا میں ہے کہ ہم اس بات کی مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے راستے پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے ہیں (آمین)

ہم اللہ تعالیٰ سے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں لیکن کبھی بھی یہ نہیں پوچھتے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب

ہو کر کس طرح اللہ تعالیٰ کا انعام یافتہ بندہ بنتا ہے۔ جو لوگ مرشد کے بتلائے ہوئے طریقے پر اطاعت رسول کر کے اس کام میں برابر کوشش کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بندے کے خلوص نیت کی وجہ سے اپنے فیضان کرم سے اس بندے کو اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اور جسے وہ گمراہ کر دے۔ تو نہیں پائے گا اس کے لئے کوئی مددگار (اور) رہنما (ولیا مرشدا ○)"

(پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

یہ بات واضح ہو گئی کہ جس کا کوئی ولی و مرشد نہیں ہوتا اس کو کوئی ہدایت نہیں ملتی۔ چونکہ ہدایت منجانب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہدایت۔ ہدایت یافتہ بندے کے ذریعہ سے دیتا ہے۔ جس کو مرشد کہتے ہیں۔ اور جب کوئی ہدایت یافتہ بننے کے لئے اور انعام یافتہ ہونے کے لئے کسی مرشد سے بیعت کرتا ہے تو اس کی تربیت مرشد کرتا ہے اور عمل مرید کرتا ہے جب خلوص نیت سے عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے خلوص نیت کی وجہ سے اس کو ہدایت یافتہ یعنی انعام یافتہ بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی لئے جب مرید ہو تو اللہ کی رضا اور حضور ﷺ کی محبت کے لئے بیعت ہو۔ جب اللہ کی رضا کے لئے مرید ہو گئے تو پیر سے بھاگو نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو جو بھی فیض دینا ہے وہ آپ کو اسی مرشد کے ذریعے سے عطا کرے گا۔ اور اسی پیر کی تربیت سے اور اگر وہ نہ دینا چاہے تو روزانہ ایک ہزار پیر کرتے رہو کچھ حاصل نہ ہو گا۔ بزرگوں نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے کہ پیر کے در کو جب چھوڑ کے جائے گا تو سوائے پریشانی' الجھن اور نامرادی کے کوئی چیز حاصل نہیں ہو گی۔ اب سہولت کے لئے۔ قرآن شریف

کی آیت ' حدیث شریف اور بزرگان دین کی کتابوں کے حوالے پیش خدمت ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"(اے جان عالم) بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (حوالہ پارہ ۲۶ سورہ الفتح آیت ۱۰)

قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔" (پارہ ۳ سورہ ال عمران آیت ۸۲)

حدیث شریف۔

حضرت محمد بن المنکدر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی چنانچہ اعرابی کو مدینہ منورہ میں بخار آنے لگا۔ تو اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت واپس کر دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ وہ پھر آیا اور عرض کی میری بیعت واپس کر دیجئے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الاحکام)

حوالہ (۱)

مرید اگر شیخ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کو شیخ پر یقین راسخ اور پختہ اعتقاد ہو کہ اس ملک میں میرے شیخ سے بزرگ اور کوئی شیخ نہیں اس اعتقاد سے اس کو اپنے اصل مقصد میں فائدہ حاصل ہو گا۔ اللہ کے حضور ﷺ میں اس کو قبولیت حاصل ہوگی۔ اور جو کچھ وہ پیر کی خدمت انجام دے رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو آفات سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو معاہدہ ارادت ہے اس کو خطرات سے بچائے گا۔ پیر کی زبان سے بھی وہی بات نکلے گی جو اس کے لئے مناسب ہوگی۔ مرید کو چاہئے کہ شیخ کی مخالفت کسی حال میں نہ کرے۔ مشائخ کی مخالفت مریدوں کے حق میں زہر قاتل ہے اس لئے نہ صراحتاً" مخالفت کرے اور نہ کسی تاویل کی ساتھ مرید کو لازم ہے کوشش کرے کہ شیخ سے اپنا کوئی راز اور اپنی کوئی حالت پوشیدہ نہ رکھے نہ شیخ کے حکم کی کسی کو اطلاع دے۔

مرید کے لئے کسی حال میں بھی یہ جائز نہیں کہ امر ممنوعہ کی رخصت (اجازت) کا شیخ سے طلبگار ہو۔ اور اللہ کی جس نافرمانی کو ترک کر چکا ہے اس کی طرف دوبارہ واپس آئے یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اہل طریقت کی نظر میں مریدی کی شکست ہے' ارادت شیخ اس ارادہ سے فسخ ہو جاتی ہے۔ سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ "ہبہ کی کوئی چیز کو دوبارہ واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو منہ سے غذا' الٹ کر دوبارہ اس کو کھالے۔"

(حوالہ کتاب غنیۃ الطالبین عنوان شیخ کی اہمیت صفحہ ۶۱۷' ۶۱۸)

حوالہ نمبر (۲)

شیخ سے منقطع ہو جانا اس وقت تک کسی مرید کے لئے درست اور جائز نہیں ہے جب تک وہ خدا رسیدہ ہو کر مستغنی نہ ہو جائے اور خدا تک نہ پہنچ جائے۔ (حوالہ کتاب غنیۃ الطالبین عنوان شیخ سے منقطع ہونا صفحہ ٦١٥)

حوالہ نمبر (۳)

مرید پر واجب ہے کہ ظاہری عمل میں پیر (شیخ) کی مخالفت نہ کرے اور نہ دل میں اس پر اعتراض کرے' ظاہر میں شیخ کی نافرمانی کرنے والا گستاخ و بے ادب ہے اور باطن میں اس پر معترض ہونے والا خود اپنی تباہی اور ہلاکت کا خواستگار ہے۔ مرید کو چاہئے کہ شیخ طریقت کی طرفداری میں اپنے نفس کو مصروف رکھے اور ظاہر و باطن میں شیخ کی مخالفت سے اپنے نفس کو باز رکھے اور اس کی اس خواہش پر اس کو ملامت کرے۔ اور اس آیت کی تلاوت کثرت سے کرے۔ "اے اللہ ہم کو بخش دے۔ ہم سے پہلے جو مومن بھائی دنیا سے رخصت ہو چکے ان کو بھی بخش دے۔ ہمارے دلوں کو مومنوں کی طرف سے نہ ہٹا۔ اے پروردگار بیشک تو ہی مہربان اور رحمت کرنے والا ہے۔"

(حوالہ کتاب غنیۃ الطالبین عنوان شیخ کی مخالفت نہ کرنا صفحہ ٦١٢)

حوالہ نمبر(۴)

مشائخ نے فرمایا ہے کہ جس کے ہاتھ پر ایک مرتبہ بیعت کر لیا' کر لیا پھر دوسرے سے بیعت کرنا اور متوجہ ہونا مرتد ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے وہ دوسرے سے بیعت نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی اس کی دستگیری کر سکتا ہے۔

(حوالہ کتاب خاتمہ فقرہ نمبر۱۰۸ صفحہ ۱۳۰)

حوالہ نمبر(۵)

مرید کے لئے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ہرگز ہرگز یہ خیال دل میں پیدا نہ ہونے دے کہ موجودہ پیر سے میری ترقی ناممکن ہے۔ اور ان کی رسائی اس مرتبہ سے زیادہ نہیں ہے۔ بلکہ ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ مرید اپنے پیر کو بہت بڑا کامل سمجھے اور اس بات کا یقین کر لے کہ میرا حصہ حضرت کے یہاں اسی قدر تھا۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک سچا پیر کسی مرید کی ترقی کا خواہاں نہ ہو اور اس کو اپنے مقام میں الجھا رکھے۔ بہرکیف مسئلہ یہ ہے کہ مرید نے جب کسی پیر کی صحبت اختیار کر لی تو بغیر اجازت اس کی صحبت سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے پیر کے یہاں رجوع نہیں کر سکتا۔ اس امر کی سخت نگہداشت رکھنا چاہئے کیونکہ اگر بغیر اجازت یا بطریق بطلان اپنے پیر کو چھوڑ کر مرید دوسرے پیر کی طرف رجوع کرے گا تو وہ مرتد طریقت ہو گا۔

(حوالہ مکتوبات صدی مکتوب ۵ صفحہ ۸۷)

حوالہ نمبر(۶)

جس طرح حق ایک اور قبلہ ایک ہے اسی طرح رہبر شیخ بھی ایک ہی کو سمجھے ورنہ بربادی کے سوائے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور اسی پراگندگی میں بہتیرے تباہ ہوگئے ہیں۔ سو اگر اس کا وسوسہ بھی آیا کہ عالم میں اس شیخ کے علاوہ کوئی دوسرا بھی مجھ کو مطلب پر پہنچا سکتا ہے تو ضرور شیطان اس پر قبضہ جمائے گا۔ اور لغزش میں ڈال دے گا۔ اور اکثرایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان کسی پیر کی صورت بن کر آئے گا۔ چونکہ اس شخص کا قلب ضعیف ہوتا ہے اور ہر شیخ کی طرف رہبری کا یقین کرلیتا ہے۔ اس لئے شیطان کو پیر بنا ہوا دیکھ کر اگر اس کی طرف جھکو گے اور وہ اس پر اپنا رنگ جما کر ایسا تسلط کرلے گا پھر چھٹکارا مشکل ہے۔ غرض اس کو تباہ کردے گا۔ اور ایسے شعبدے دکھلائے گا کہ اس کا عقیدہ باطل پر جمادے گا اور چونکہ توحید مطلب حاصل ہونے پر شیطان کو راہ نہیں ملتی اور وہ اس کے شیخ کی صورت بن نہیں سکتا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔"

(حوالہ کتاب امداد السلوک صفحہ ۲۳ دوسرا ایڈیشن)

حوالہ نمبر(۷)

منقول ہے کہ حضرت ابو قاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ جنوں اور انسانوں کے پیر تھے اور آپ کے ہزارہا مرید صاحب روزگار تھے۔ اس کے باوجود آپ فرمایا کرتے کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں ہمارا کوئی ایسا مرید ہو کہ ہم اس کی کھال اتار کر اس میں بھس (بھوسا) بھر کر دھوپ میں لٹکا دیں تاکہ دنیا والوں کو معلوم ہوجائے کہ مریدی اس کا نام ہے۔

(حوالہ کتاب سبع سنابل دوسرا سنبلہ پیری مریدی کے بیان میں صفحہ نمبر ۱۱۰)

دنیا میں جتنے بھی بزرگ ہوئے ہیں سب اپنی اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن ہیں جن کے علم و عمل کی روشنی سے آج تک لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہر دور میں بزرگ ہوئے ہیں اور اس دور میں بھی ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ جس طرح سارے انبیاء کرام کو ماننا ہے۔ ان کا نام عزت و احترام سے لینا ہے لیکن ہم سب مسلمانوں کو اطاعت حضور ﷺ کی کرنی ہے اور دل و جان سے ان کو چاہنا ہے۔ اور حضور ﷺ کو اپنی جان و مال عزت و آبرو سب سے زیادہ چاہنا ہے۔ جو حضور ﷺ کو جس قدر زیادہ چاہے گا اسی قدر وہ زیادہ ایمان والا ہے۔ یہ اللہ اور اللہ کے محبوب رسول جانیں۔ اسی طرح جب کسی شیخ کا مرید ہو جائے تو شیخ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرے یعنی شیخ کی دل و جان سے پیروی کرے تاکہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی اچھی طرح ہو جائے اور جس طرح مرشد ذکر و اذکار بتلائے خوب خلوص و محبت سے عمل کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے نواز دے گا۔ "جیسی مرید کی صلاحیت ہوگی ویسی اللہ تعالیٰ کی عطا ہوگی۔" جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اب صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ ہی سے محبت کرنی ہے اور انہی کی اطاعت یعنی پیروی کرنی ہے۔

اسی طرح اللہ اور رسول کی محبت و اطاعت کی تکمیل کے لئے سب بزرگوں کی عزت و توقیر کرنی ہے۔ لیکن صرف اور صرف اطاعت اپنے مرشد کی کرنی ہے یہ تمام اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کا حتمی فیصلہ ہے کہ اللہ ایک رسول ایک کعبہ ایک مرشد ایک بزرگوں کے پاس جانا' بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا' بزرگوں کے مزاروں پر جانا منع نہیں۔ لیکن حیات مرشد میں دوسروں سے بیعت ہونا منع ہے۔

مثال نمبر(۱)

بروز نکاح ایک وکیل اور دو گواہ دلہن کے پاس جاتے ہیں اور دلہن سے نکاح کی اجازت مانگتے ہیں۔ دلہن کے اجازت دینے پر وکیل اور دونوں گواہ قاضی صاحب کو بتلاتے ہیں کہ دلہن نے نکاح کی اجازت دی ہے تو قاضی صاحب وکیل اور گواہوں کی شہادت پر نکاح پڑھا دیتے ہیں دولہا اور دلہن دونوں ازدواجی زندگی میں منسلک ہوکر میاں بیوی ہوجاتے ہیں۔ اس بات کو دنیا جانتی ہے۔

اگر کچھ روز بعد دلہن کہے کہ میں اس نکاح کو نہیں مانتی۔ میں نے سہیلیوں کے کہنے سے ہاں کی تھی' دل سے ہاں نہیں کی'لیکن دلہن کی اس بات کو کوئی بھی نہیں مانے گا۔ لاکھ تاویل پیش کرے کہ میں دوسری شادی کروں گی اس نکاح کو نہیں مانتی کوئی بھی اس بات کی اجازت نہیں دے گا۔بغیر شوہر کے طلاق دیئے اور عدت پوری کیئے عورت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔

مثال نمبر(۲)

اگر کسی وجہ سے میاں اور بیوی کے درمیان کوئی ایسی بات پیدا ہوجائے جس کی وجہ سے عورت مرد کی غیر موجودگی میں اور بغیر بتلائے گھر سے چلی جائے اور چند یوم بعد پھر گھر واپس آجائے۔ شوہر کے دریافت کرنے پر کہ کہاں گئیں تھیں۔ یہ بتلانے کے بجائے جواب دے کہ آپ کی بیوی ہوں اگر چند یوم کے لئے باہر چلی گئی تو کیا ہوا۔ آپ سے محبت ہے تب ہی تو آئی ہوں۔ عورت کی اس غلط روش یعنی طریقے کو کوئی بھی باشعور شخص پسند نہیں کرے گا۔کیونکہ عورت کو شوہر کے بغیر اجازت گھر سے نہیں جانا چاہیئے تھا۔

جب عورت شوہر کی مرضی کے بغیر باہر جائے تو اس کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا اور عورت بغیر شوہر کے طلاق دیئے اور عدت پوری کئے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی جب کہ ایک وکیل اور دو گواہوں کی شہادت پر نکاح ہوا ہے۔ تاکہ دونوں اپنی زندگی خوشگوار اور دین کے مطابق گزار سکیں۔ جب کہ مرید' مرشد سے بیعت خود کرتا ہے۔ کسی کے بتلانے یا سمجھانے سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے بیعت کرتا ہے۔ بیعت کے معنی فروخت کرنے کے یعنی اپنی جان عزیز کو اللہ اور رسول کی محبت میں فروخت کرتا ہے۔ کہ مجھ کو بیعت کر کے وہ طریقہ بتلائیں کہ میں شیطان سے اور دنیوی الجھنوں سے بچ کر اللہ اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہو جاؤں۔

جب مرشد بیعت کرتا ہے تو یہ دعا بھی مانگتا ہے کہ "اے اللہ یہ مرید یعنی طالب مولا تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کے لئے بیعت ہوا ہے۔ اے اللہ اس مرید کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور تیرے سپرد کرتا ہوں۔" پھر مرشد اس مرید کی تعلیم و تربیت کرتا ہے اور مرید خلوص دل سے اطاعت رسول اللہ ﷺ کرتا ہے اور دل و جان سے پیر کے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس مخلص مرید کے خلوص کے مطابق تربیت مرشد کے ساتھ ساتھ اس کو پروان چڑھاتا ہے۔ اور یہ مرید روز بروز روحانی ترقی کرتا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی عنایت اور فضل و کرم سے بندے کی خلوص نیت کے مطابق جو چاہے اور جتنا چاہے عطا کرتا ہے اور ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ بنا دیتا ہے۔ کیونکہ دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ جو کچھ بھی عطا کرنا ہے اسی مرشد کے در سے عطا کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نہ دینا چاہے تو روزانہ کئی مرشد کرتا رہے لیکن فیض کچھ نہیں ملے گا۔ جب اللہ کی محبت میں مرشد کے ہاتھ پر بیعت کی یعنی اپنی جان عزیز کو فروخت کر

دیا اور مرشد نے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو حیات مرشد میں یہ بکا ہوا یعنی فروخت شدہ کو کوئی اور کیسے خرید سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر مثال دی کہ عورت کی شادی ہو جائے تو شوہر کی حیات میں دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ شوہر اور بیوی کے درمیان قول و قرار ہوا ہے۔ اور مرید بیعت ہوا ہے ہوش و حواش کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کرتا ہے اور پکا' پکا عہد کرنے کے بعد یہ پیر کے سپرد ہو گیا۔ اب بیعت ہونے کے بعد یعنی بک جانے کے بعد کوئی دوسرا اس کو کیسے خرید سکتا ہے یعنی بیعت ثانی یعنی طالب کرنے کا کیا حق ہے۔

مرشد نے جس مقصد کے لئے مرید کیا ہے اس کی تعلیم دے رہا ہے پہلے اطاعت رسول کرو اور عبادت الٰہی کرو پھر ذکر اذکار کرو۔ مرید اطاعت رسول اور ذکر اذکار سے بچنے کے لئے پھر ادھر ادھر بھاگتا ہے کہ کوئی نظر ڈال دے تو کامل ہو جاؤں۔ کسان کھیت میں بیج بونے سے قبل کس قدر محنت کرتا ہے۔ جب زمین تیار ہو جاتی ہے تو پھر اللہ بھروسے اس کھیت میں بیج بوتے ہیں تو زمین کی زرخیزی کی وجہ سے بیج اگ آتے ہیں اور کھیت ہرا بھرا ہو جاتا ہے فصل تیار ہو جاتی ہے۔ اگر یہی بیج بنجر زمین یا زمین کو بغیر تیار کئے ڈال دیا جائے تو کچھ نہیں ہو گا۔

اسی لئے مرشدان کامل مرید کو پہلے ادب سکھاتے ہیں کہ بے ادبی دور ہو جائے جب بے ادبی دور ہو گئی تو مغروریت دور ہو جائے گی۔ مغروریت دور ہونے کے بعد جب خلوص و محبت سے ذکر کرتا ہے تو قلب میں اللہ اور رسول ﷺ کی محبت قدرتی طور پر پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے جس قدر محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی قدر بندہ اللہ تعالیٰ کے اور قریب ہو جاتا ہے۔

اور ان باتوں کی کافی وضاحت اس کتاب میں موجود ہے۔ سنو! آلو، پیاز کی قیمت الگ ہوتی ہے۔ اور اس کے تولنے کا ترازو بھی الگ ہوتا ہے۔ سونا اور جواہرات کی قیمت الگ ہوتی ہے۔ اور ان کے تولنے کا ترازو الگ ہوتا ہے۔ اللہ اور اللہ کے محبوب رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کا علم الگ ہے اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کا یہ علم مرشدان کامل کی بیعت کرنے اور بیعت کرنے کے بعد ان کی زیر نگرانی عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اتنے تمام قرآن و حدیث کے ثبوت اور بزرگان دین کی کتابوں کے حوالے اور مثالوں کے باوجود اگر کوئی شخص اس بات کو نہیں مانتا ہے اور اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے۔ قرآن و حدیث اور بزرگان دین کی تصانیف کا انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر رحم فرمائے تاکہ اس کو صحیح راہ سے آگاہی ہو اور ایسے بندے کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے۔ کہ اے اللہ مجھ پر رحم کر اور مجھے سیدھی راہ (یعنی صراط مستقیم) پر چلنے کی توفیق عطا کر۔

بیعت ثانی یا طالب ہونا

مثال (۱)

کسی نے تعلیم شروع کی اور جس تعلیم کو شروع کیا تھا اس کی تکمیل نہ ہو سکی اور تعلیم کو پورا کرنے کی دل میں خواہش ہے تو اس کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کر کے اس کی تکمیل کر لے یہ بہتر ہے۔

مثال (۲)

کسی جوان مرد کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے یا جوان عورت کے شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے تو یہ دونوں دوسری شادی کر سکتے ہیں۔ یہ درست اور سہی طریقہ ہے۔

اسی طرح کسی کا مرشد انتقال کر جاتا ہے اور مرید کی تعلیم جو اس سلسلے میں ہے وہ مکمل نہیں ہو سکی اور مرید کی خواہش ہے کہ اس کی تکمیل ہو جائے تو اپنے سلسلے کے سجادہ نشین یا کسی خلیفہ کے پاس جا کر تعلیم مکمل کر لے اگر یہ بات ممکن نہیں تو پھر یہ مرید کسی بھی شیخ کامل سے دوبارہ بیعت کر سکتا ہے علم کی تکمیل کے لئے۔ ”جس کو عرف عام میں طالب ہونا کہتے ہیں۔“

اسی طرح کوئی ایسے پیر کا مرید ہو گیا۔ جو بد عقیدہ ہے کسی غیر عقائد کا ہے یا اس کو خلافت نہیں ہے یا یہ کہتا ہے کہ فلاں بزرگ نے مجھ کو فیض اور خلافت خواب میں عطا فرمائی ہے۔ تو ایسی خلافت کوئی نہیں مانتا۔ خلافت جو بیداری میں دی جاتی ہے اس خلافت کو سب مانتے ہیں۔ جو حضور ﷺ کی پیروی نہیں کرتا شریعت کی پابندی نہیں

کرتا تارک نماز وغیرہ ہے تو ایسے پیر کا مرید اس پیر کو چھوڑ کر دوسرے پیر کا مرید ہو سکتا ہے۔ بعض بعض حاسد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اچھے پیروں کی برائی کرتے ہیں کسی کے بہکانے میں مت آؤ ایسے حالات میں خوب اچھی طرح سے تحقیق کرو تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔ پھر جیسی حقیقت ہو اس پر عمل کرو بہت سے لوگ خواب میں مرید ہو جاتے ہیں۔ اس کی کوئی سند نہیں اگر ایسے آدمی سے کوئی کہے کہ تیری لڑکی کا نکاح خواب میں مجھ سے ہو گیا ہے اس کو میرے ساتھ رخصت کر دے تو وہ شخص اس بات کو نہیں مانے گا۔ پھر خواب کی بیعت کیسی۔ اس کا مقصد ہے خواب میں بیعت ہو گیا تو ظاہر بیعت کر کے خواب کی تکمیل کر لے۔ کوئی بھی پیر ہے جو حضور ﷺ کی پیروی نہیں کرتا وہ آسمان میں اڑتا ہو دل کے حالات بتلا دیتا ہو۔ ایسے پیروں سے بچو۔ جو حضور ﷺ کی پیروی نہیں کرتا تو وہ تمہارا کب ہو سکتا ہے وہ حضور ﷺ کی پیروی نہیں کرتا بلکہ اپنے خواہش کی پیروی کرتا ہے اسی لئے ایسے پیروں سے کوئی فیض نہیں ہوتا۔ زندگی مت خراب کرو۔

اللہ تعالیٰ کا انعام

نماز مومن کی معراج ہے۔ اور پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور نماز نہایت ہی خشوع اور خضوع سے پڑھنے کا حکم ہے اور نماز پڑھتے وقت اس قدر اللہ تعالیٰ کی محبت سے پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور جب تک یہ مقام حاصل نہیں تو یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے "اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم اور بہت ہی بڑا انعام ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنا عرفان کرا دے اور یہ عبادت پر نہیں کیونکہ ایک سے ایک عبادت گزار ہیں۔ بلکہ تعلیم و تربیت مرشد کے ذریعہ جب مرید یعنی طالب مولا اطاعت رسول اللہ ﷺ کر کے ساتھ ہی ساتھ دل و جان سے اطاعت مرشد بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چونکہ اللہ تعالیٰ دل میں خود موجود ہے تو جب مرید میں خلوص و محبت بہت ہی زیادہ ہوتی ہے تو اپنے فضل و کرم سے اپنا عرفان کرا دیتا ہے یہ اس کی مرضی پر ہے جو چاہے کرے "اللہ تعالیٰ کے عرفان کی یعنی انعام یافتہ ہونے کی کوشش سب کو کرنی چاہیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے نفس اور پیدا کرنے والے کو پہچان لیا۔ بالتحقیق اس نے اپنے رب (یعنی پالنے والے) کو پہچان لیا۔

(سرالاسرار فصل اول صفحہ ۳۱)

جیسا کہ یہ بھی حدیث شریف میں ہے جس نے پہچانا اپنے نفس کو اس نے پہچانا اپنے رب کو اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا پسند نہیں کرتا تو میں اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

(بخاری شریف جلد سوئم کتاب التوحید)

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب ﷺ کی امت بہت ہی پیاری ہے اسی لئے حکم ہے کہ میری بارگاہ مین انعام یافتہ ہونے کی دعا ہر رکعت نماز میں مانگا کرو۔ کیونکہ نبوت ختم ہوگئی اب حضور ﷺ کے امت کے صدیقین یعنی اولیاء اللہ ی سیدھے راستہ پر چلنا ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے جب ہم سورہ الحمد شریف پڑھتے ہیں اور اس آیت پر پہنچتے ہیں کہ اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم کو ان ہدایت یافتہ لوگوں کے سیدھے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا ہے اور ان کے راستہ پر نہ چلا جن پر تیرا غضب ہے اور نہ ان کے راستہ پر چلا جو گمراہ ہیں۔ (آمین) یہ سب جانتے ہیں کہ انعام ان ہی کو ملتا ہے جو اچھا کام کرتے ہیں۔ اب فیصلہ یہ کہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ:۔

> اور جو اللہ اور اس کی رسول ﷺ کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے نبیوں (یعنی انبیاء کرام) صدیقین (یعنی اولیاء اللہ) شہداء اور صالحین یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۶۹)

قرآن شریف کی اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر انبیاء کرام کے بعد کسی کا مقام ہے تو وہ صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا اور صحابہ کرام حضور ﷺ کے صحابی بھی اور اولیاء اللہ بھی ہیں اسی لئے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین اولیاء اللہ کی صف اول میں ہیں پھر خلفاء راشدین کے خلیفہ پھر ان خلیفاؤں کے خلیفہ اسی طرح صدیقین یعنی اولیاء اللہ کا سلسلہ چلا آرہا ہے اور تاقیامت جاری رہے گا اسی لئے نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کے سیدھے راستہ پر چلنے کی دعا ہر مسلمان اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ

تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد ﷺ سے کس کو کتنی محبت ہے وہ جانے اور اگر محبت و عشق اللہ تعالیٰ (شدید محبت کو عشق کہتے ہیں) سے جو ہے اس کے تحت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب و مقبول ہو کر "انعام یافتہ" ہونا چاہتے ہو تو پھر کسی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے کے پاس جاکر ان سے یہ علم سیکھے اور سیکھ کر اس پر ان کی ہدایت کے مطابق عمل کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے احسان عظیم کر کے اپنا انعام یافتہ بندہ بنا دے۔ اور اللہ تعالیٰ کا انعام یافتہ ہونے کے لئے کسی کے پاس جانا نہیں چاہتا تو وہ جانے اور اللہ تعالیٰ جانے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم عالم دین ہیں ہم کو بیعت کی ضرورت نہیں ہم سید ہیں ہم کو بیعت ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم بزرگوں کے خاندان سے ہیں ہم کو بیعت ہونے کی ضرورت نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمارا مرشد اللہ تعالیٰ ہے ہم صرف "اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں مانتے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمارے مرشد رسول اللہ ﷺ ہیں ہم کو کسی مرشد کی ضرورت کیا۔ جو کلمہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے وہ بخشا جائے گا اگر کافر بھی کلمہ طیبہ صدق دل سے پڑھ کر مسلمان ہو گا تو وہ بھی بخشا جائے گا۔ پھر بیعت کی کیا ضرورت ہے کتاب طریقہ عرفان الہٰی۔ حقائق تصوف اور اس کتاب شان اولیاء اللہ میں بیعت کا تفصیلی مضمون موجود ہے یہاں ذکر یہ ہے کہ یہ سب خوبیاں جس انسان میں موجود ہیں اس کو بیعت ہونے کی کیا ضرورت۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی امت پر بہت ہی مہربان ہے اور حضور ﷺ بھی اپنی امت پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں جس طرح فوج میں اور دفتروں میں اور ہر جگہ انعام اس کو ملتا ہے جو اچھا کام کرے حضور ﷺ نے بیعت کا طریقہ خلفاء راشدین کے ذریعہ جاری کیا کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونا چاہتا ہے تو وہ انعام یافتہ کے پاس جائے اور ان سے کہے کہ ہم کو بھی وہ طریقہ

بتلائیں کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہوجائیں انعام یافتہ لوگ صدیقین یعنی اولیاء اللہ ہیں جنہوں نے بیعت مرشد کر کے حضور ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی کی اور مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ پر ذکر اذکار کیا اور اطاعت مرشد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے "اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ" بندے ہوگئے۔ جس طرح عالم کی تعلیم و تربیت دارالعلوم میں ہوتی ہے فوجی افسروں کی تعلیم و تربیت الگ ہوتی ہی اور ہر افسر کی تعلیم تربیت الگ ہوتی ہے اسی طرح کوئی بھی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر انعام یافتہ ہونا چاہتا ہے تو انعام یافتہ بننے کے لئے یا انعام یافتہ ہونے کے لئے بیعت مرشد شرط اول ہے یہ یہاں کا داخلہ فارم ہے پھر تعلیم و تربیت مرشد کے ذریعہ یہ مقام حاصل ہوگا۔ جس طرح عالم تو بہت سے ہوتے ہیں لیکن علم دین میں ماہر کوئی کوئی ہوتا ہے اسی طرح افسران تو بہت ہوتے ہیں لیکن بعض بہت ہی زیادہ قابل اور اپنے کام میں ماہر ہوتے ہیں اسی طرح مرشدان اور مشائخ بہت سے ہیں اور سب اجازت یافتہ ہیں۔ لیکن جس شیخ یعنی مرشد نے اپنے مرشد کی خدمت دل و جان سے کی اور عرصہ دراز تک ان کی صحبت میں رہا۔ اس کی معلومات اس راہ میں زیادہ ہوگی دوسری بات یہ کہ مشائخ بہت سے ہیں جو سب سے زیادہ اتباع رسول اللہ ﷺ کی کرتا ہے وہ سب سے افضل و بہتر ہے۔ جو حضور ﷺ کی اطاعت یعنی پیروی خود نہیں کرتا تو وہ حضور ﷺ کے امتیوں کو کس طرح صحیح اور سیدھی راہ بتلائے گا۔ اس لئے جس کو اللہ اور رسول سے سچی محبت ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونے کے لئے بیعت ہو کر انعام یافتہ بننے یعنی ہونے کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اور اپنی محبت کی صداقت کی تکمیل

کے لئے دل و جان سے اطاعت مرشد کرے تاکہ حصول مقصد میں کامیابی ہو اطاعت مرشد کے ساتھ ساتھ اطاعت رسول اللہ ﷺ فرض عین ہے۔

اطاعت رسول اللہ ﷺ کرنا فرض عین ہے پوری پیروی تو کوئی نہیں کر سکتا اطاعت شیخ اطاعت رسول کا بہترین ذریعہ ہے اور جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ اطاعت شیخ کے ذریعہ ہی اطاعت رسول ﷺ کریں۔ سب اولیاء کرام اور مشائخ عظام کا یہی طریقہ رہا ہے اس سے قبل تفصیلی طور پر ذکر ہو چکا ہے کہ بیعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہونے کے لئے کرتے ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ سے تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام بیعت ہیں اور خلفاء راشدین بھی بیعت ہیں اور خلفاء راشدین کے خلیفہ پھر ان کے خلیفہ اسی طرح ایک دوسرے سے بیعت ہوتے ہوتے چلے آرہے ہیں اور یہ سلسلہ خلافت جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت جاری رہے گا۔

۲۔ حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں (حوالہ شجرہ قادری)

۳۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ (حوالہ شجرہ قادری)

۴۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ ہیں حضرت محمد اکبر عرف حضرت محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یعنی آپ نے روحانی تربیت ان سے حاصل کی اور حضرت محمد حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں (حوالہ تواریخ آئینہ تصوف)

۵۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی تربیت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی (جو جس کا بیعت ہوتا ہے۔ اسی سے اس کو روحانی تربیت کے ذریعہ فیض ملتا ہے) (حوالہ کتاب مراۃ الاسرار ذکر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

۶۔ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خلیفہ ہیں حضرت ابو سعید مبارک مخدومی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ حسنی اور حسینی سید ہیں اور پیدائشی ولی ہیں۔

۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ ہیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ بھی حسنی اور حسینی سید ہیں۔

۸۔ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت سید آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں بیعت ہیں اور اپنے پیر کے خلیفہ ہیں۔

۹۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند۔ آپ خلیفہ ہیں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

۱۰۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی آپ خلیفہ ہیں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

۱۱۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ خلیفہ ہیں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

۱۲۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی آپ خلیفہ ہیں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

آپ خواجہ صاحب کے عرس میں اجمیر شریف گئے تھے اور وہیں قوالی سنتے ہوئے آپ کا وصال ہوا۔

سوچو اور خوب غور کرو کہ جن کا اوپر حوالہ دیا جاچکا ہے کیا آپ ان حضرات سے علم و عمل میں زیادہ ہیں کیا ان سے قران و حدیث زیادہ جانتے ہیں۔ جس طرح ہر بالغ مرد اور عورت پر دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب و محبوب ہونا اللہ تعالیٰ کا مقبول ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت یافتہ ہونا۔ اور انعام یافتہ ہونے کا علم سیکھنا اور اس پر عمل کر کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہونا کیا فرض نہیں ہے سوچ کر فیصلہ کریں۔

جس طرح فوج میں بھرتی ہونے والے سب فوجی ہیں۔ فوجی سویلین سے ممتاز اور افضل ہیں پھر فوجیوں میں افران الگ ہیں اور افسران کے بعد سپاہی تک الگ ہیں دونوں کی تعلیم و تربیت میں فرق ہے۔ اسی طرح بیعت ہونے والے اور نہ ہونے والے دونوں مسلمان ہیں۔ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بیعت ہو گیا وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے چاہنے والوں میں شامل ہو گیا اور یہ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے افضل ہو گیا۔

اب بیعت ہونے والوں میں اہل علم بھی ہیں اور جاہل بھی ہیں۔ جاہل مرشد کی تعلیم و تربیت سے ترقی کرتا ہے لیکن ان میں ترقی کرنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور اہل علم جو ہیں خاص کر عالم حضرات یہ علم کی وجہ سے جلدی ترقی کرتے ہیں اور جلدی اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہو کر ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کے تذکروں میں یہ بات ملتی ہے حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف آکر عالم دین ہوئے پھر بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ خراساں جاکر عالم دین ہوئے پھر بیعت ہوئے۔ حضرت بابا فرید یہ عالم دین ہیں۔ حضرت مولانا فرید ہیں۔ حضرت مولانا نظام الدین یہ عالم دین ہیں۔ اسی طرح حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ

نہاوند کے رئیس اعظم تھے سب چھوڑ کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی نے سمنان کی بادشاہت چھوڑ کر بنگال جا کر حضرت علاؤلد دلد سے بیعت کی اور سترہ سال پیر کی خدمت کی حضرت ابراہیم بن ادھم نے بادشاہت چھوڑ کر پیر سے بیعت ہوئے۔

ضلع الہ آباد ڈا کخانہ کڑا مقام اسماعیل پور جس آبادی کا رہنے والا ہوں۔ حضرت شاہ اسماعیل فاروقی یہ یمن کے بادشاہ تھے بادشاہت چھوڑ کر کہاں یمن اور کہاں ہندوستان اور الہ آباد یہ اللہ اور اس کے محبوب رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بیعت ہوئے ہیں تاکہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ راضی ہو جائیں۔

اسی لئے سب کو بیعت ہونا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہر رکعت نماز میں دعا مانگتا ہے اس کی تکمیل کرنی ہے ہر رکعت نماز میں دعا بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی نہیں کرتا۔ جو لوگ پڑھے لکھے نہیں اور ان کو اس کی معلومات نہیں وہ تو قابل معافی ہیں اور ایک جان کر بیعت کرنے سے انکار کرتا ہے اور تعلیم و تربیت مرشد کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندہ پر رحم فرمائے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا ہے اور کسی انعام یافتہ بندے کے پاس جا کر انعام یافتہ ہونے کی کوشش بھی نہیں کرتا تو وہ خود فیصلہ کرے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کتنی محبت ہے۔ جس قدر بھی ہو سکا سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے کہ بندہ کسی طرح مرشد سے بیعت ہو کر اللہ تعالیٰ کا مقبول و محبوب ہو کر "اللہ کا انعام یافتہ بندہ ہو جائے اگر پھر بھی جان بوجھ کر انکار کرتا ہے تو وہ جانے اور اللہ تعالیٰ جانے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

وہ دن (بروز قیامت) جب ہم بلائیں گے ان تمام انسانوں
کو ان کے اماموں کے ساتھ

(پارہ ۱۵) سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۱)

بروز حشر اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو اس کے امام یعنی مرشد جس کو پیشوا بھی کہتے ہیں اس کے ساتھ اٹھائے گا۔ جس کا امام یعنی مرشد نہ ہوگا وہ کس کے ساتھ اٹھے گا؟ فیصلہ کریں) قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے
وہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے نہ کوئی ولی ہے اور نہ
مرشد۔ (پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۱۷)

دونوں آیات کو پڑھ کر فیصلہ کریں کہ بیعت ہو کر مرشد سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب اور انعام یافتہ ہونے کا علم سیکھنا ہے۔ ایک آدمی حج کرنے جا رہا ہے۔ راستہ میں انتقال ہو گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں حاجی لکھا جائے گا۔ ایک بندہ مرید ہوتا ہے۔ مرید کو طالب مولا بھی کہتے ہیں یعنی وہ بیعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انعام یافتہ ہونے کے لئے۔ اگر دنیا میں تکمیل نہ کر سکا اور اس کا انتقال ہو گیا تو بروز قیامت وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں اٹھے گا۔

حقیقت

حقیقت کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپ کتنا ہی ثبوت مہیا کریں۔ دلیلیں دیں وہ تسلیم نہیں کرتے۔ اور حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ ماننے اور نہ ماننے کی یہ بات روز ازل سے چلی آ رہی ہے کیونکہ کسی کے قلب کے اندر کیا کیفیات ہیں یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جیسا کہ ابلیس معلم الملکوت تھا اور لاکھوں سال مصروف عبادت رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو حکم الٰہی مان کر سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے حکم الٰہی نہ مانا اور سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ سجدہ کرنے والے مقبول ہوگئے۔ ابلیس کے اندر غرور تھا جس کی وجہ سے مردود و ملعون اور کافر ہوگیا۔ اور اس کی مغروریت اور کفر ظاہر ہوگیا۔ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو بھکاؤں گا۔ لیکن تیرے چنے ہوئے بندوں کو نہیں بہکا سکوں گا۔

(حوالہ پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۸۳)

اور تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا۔ جنہوں نے انبیاء کرام پر ایمان لاکر دل و جان سے ان کی اطاعت کی وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہوگئے۔ جنہوں نے اپنی مغروریت کی وجہ سے ایمان لانے سے انکار کیا وہ انکار کرنے والے یعنی کافر ہوگئے۔ پھر دور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب آیا تو چاروں طرف کفر اور بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں تقریباً" تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی۔ اور کہا

کہ پڑھو لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو۔ یہ اپنی مکھی تک تو اڑا نہیں سکتے اور نہ ہی تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیت سے بات واضح ہو جاتی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اور پوجتے ہیں کافر اللہ کے سوا، انہیں جو نہ نفع دیں نہ نقصان۔" (پارہ ۱۹ سورہ الفرقان آیت ۵۵)

اسی طرح قرآن شریف میں متعدد جگہ ذکر آیا ہے کہ یہ جو بت ہیں مدد نہیں کر سکتے یا اللہ کے علاوہ کوئی کسی کی بھی پوجا کرتا ہے خواہ ارواح کی ہو یا شیاطین کی۔ کوئی کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے قرآن شریف میں "من دون اللہ۔۔ من دونک من دون الرحمٰن۔۔ من دونی اولیاء۔ من دونی وکیلا۔ من دونہٖ یا من دون" کے ساتھ کوئی دوسرے الفاظ آئیں تو اس سے مراد اللہ کے سوا معبود یعنی بت ہیں جن کو کافر اور مشرکین اللہ جان کر عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح جب حضور ﷺ خانہ کعبہ میں لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے تو مغرور بد باطن اور مردہ دل لوگ منہ پھیر کر چلے جاتے تھے۔ اور حضور ﷺ کی بات پر دھیان نہیں دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے بات واضح ہو جاتی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"پس آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں، اپنی پکار خصوصاً" جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔" (پارہ ۲۱ سورہ روم آیت ۵۴)

کیونکہ حضور ﷺ قبرستان تو نہیں گئے خانہ کعبہ میں جو لوگ تھے آپ ﷺ ان کو دعوت دین دیتے تھے وہ منہ پھیر کر چلے جاتے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مردہ کہا ہے کہ انہوں نے رسول ﷺ کی بات کو توجہ سے نہیں سنا۔

اسی قسم کی آیات جہاں بھی ہوں ان سے مراد بد باطن اور مردہ دل اشخاص ہیں بعض وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی بات سن کر خانہ کعبہ میں جو لیٹے ہوتے تھے چادر تان لیتے تھے جیسا کہ مردے لیٹے ہوں اور سرکار کی بات پر کوئی توجہ نہ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مثال قبر کے مردوں سے دی ہے جس طرح مردے قبر میں کفن میں لیٹے ہوئے ہوتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بھی جو چادر اوڑھ کر خاموش مردوں کی طرح لیٹے ہوئے ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ۔

"اور آپ نہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں نہیں ہیں آپ مگر بروقت ڈرانے والے۔" (حوالہ پارہ ۲۲ سورہ فاطر آیت ۲۲، ۲۳)

کفار بد باطن اور مردہ دل لوگوں نے سرکار کی بات پر کبھی بھی دھیان نہیں دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو گونگے بہرے اور مردہ دل لوگوں سے تشبیہہ دی ہے کیونکہ حضور ﷺ کی بات کو اہل ایمان نے غور سے سنا اور عمل کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت میں ہے۔۔

ترجمہ:۔ "بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو (یہی پکار جب وہ بھاگے جا رہے ہوں پیٹھ پھیرے ہوئے) اور نہیں آپ ہدایت دینے والے دل کے اندھوں کو۔ ان کی گمراہی سے۔ نہیں سناتے آپ بجز ان کے جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر۔ پھر وہ فرمانبردار بن جاتے ہیں۔" (حوالہ پارہ ۲۰ سورالنمل آیت ۸۰، ۸۱)

مندرجہ بالا آیت سے بات واضح ہوگئی کہ اللہ کے محبوب کی بات کو اہل ایمان دل و جان سے سنتے ہیں اسی لئے ایمان لانے کے بعد جنہوں نے دل و جان سے حضور ﷺ کی فرمانبرداری کی تو یہ اصحاب رسول ہوگئے۔ اللہ ان سے راضی ہوگیا۔ یہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ اور اولیاء اللہ کی صف اول میں ان کا مقام ہے۔ مردہ دل اور بدباطن اور مغرور آج بھی اپنی مغروریت کی وجہ سے دین پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ اور ہزارہا قسم کی تاویلیں پیش کرتے ہیں۔ بعض بعض اولیاء اللہ کو تو درکنار اصحاب رسول و خلفاء راشدین اور حضور ﷺ تک پر تنقید کرتے ہیں۔ لہٰذا خود سوچو کہ حضور ﷺ اللہ کے حبیب ہیں۔ افضل الانبیاء خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے صحابی کا اس قدر بلند و بالا مقام ہے کہ نبی و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ صحابہ کرام کا مقام ہے اور اصحاب میں خلفاء راشدین افضل ہیں۔ اصحاب رسول کے بعد اولیاء اللہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی اللہ کے ولی کو برا کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس برا کہنے والے سے اعلان جنگ کرتا ہے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق)

جس سے اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرتا ہے وہ اللہ کا باغی ہے تو جو حضور ﷺ، اہلبیت بالخصوص خلفاء راشدین کو برا کہتا ہے ان میں عیب تلاش کرتا ہے۔ اس کی دین و دنیا دونوں برباد ہیں۔ اور یہ سب سے زیادہ بدباطن اور مردہ دل لوگ ہیں۔ مردہ دل اور بدباطن کو جب کسی نبی سے فیض نہیں ہوا تو پھر ان کو ولیوں سے کس طرح فیض ہو سکتا ہے۔ اس بات کی زندہ جاوید مثال حضور ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔ جنہوں نے خلوص و محبت سے اطاعت رسول کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہوگئے۔ یہی نہیں بلکہ ان صحابہ کرام کی عظمت اس قدر بلند و بالا ہے کہ انبیاء و رسل کے بعد اگر کسی کا مقام

ہے تو وہ صحابہ کرام کا مقام ہے اور صحابہ کرام میں خلفاء راشدین افضل ہیں پھر ان کے خلیفہ در خلیفہ چلے آ رہے ہیں۔

مثال

جب چاہیں آزمائش کر کے دیکھ لیں بازار سے ایک درجن انڈے خرید لیں۔ ایک الگ طاق میں رکھ دیں باقی مرغی کے نیچے رکھ لیں۔ وقت مقررہ پر جو مرغی کے نیچے انڈے رکھے ہیں اس میں سے مرغی کے بچے نکل آئیں گے۔ اور اسی عرصے میں طاق میں رکھا ہوا انڈا خراب ہو جائے گا۔ پھر دوبارہ مرغی کے نیچے دوسرے انڈے رکھیں اور پہلے والے انڈی کو مرغی کے نیچے ان انڈوں کے ساتھ رکھ دیں جو اچھے انڈے ہیں ان میں سے بچہ نکل آئے گا لیکن جس انڈے کا باطنی حصہ خراب ہو گیا اس میں بچہ نہیں نکلے گا۔ اگرچہ دیکھنے میں دونوں انڈے ایک جیسے ہیں۔ اسی طرح گستاخان رسول، گستاخان صحابہ اور گستاخان اولیاء کا باطن خراب ہے۔ لہٰذا ان کو چاہئے کہ اللہ سے توبہ کریں اور حضور ﷺ کے اہل بیت صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کو برا نہ کہیں۔ جب مرغی کی صحبت سے انڈے میں بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور اسے زندگی مل جاتی ہے تو مرشد کامل کی تربیت سے ذکر الٰہی جو کرتا ہے تو ذکر الٰہی کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ دل میں خود موجود ہے اور اس کا ظاہر و باطن اچھا کر دیتا ہے۔

اور جس قدر بندے میں اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ہوتی جاتی ہے تو اس بندے کے خلوص و محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کا مظہر اس بندے کو بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے راضی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی سماعت بن جاتا ہے۔ جس سے وہ بندہ سنتا ہے۔ اور اس کی بصارت بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا

ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پیر بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری شریف جلد سوئم کتاب الرقاق صفحہ ۵۱۲)

اور مکتوبات صدی میں لکھا ہے کہ بندے کی زبان بن جاتا ہے جس سے بندہ بولتا ہے۔ یہ سب باتیں حضور ﷺ سے صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین کو ملیں۔ پھر خلیفہ خلفاء راشدین کے ہوئے ان کو خلفاء راشدین سے یہ فیوض و برکات ملے۔ پھر خلیفہ در خلیفہ آج بھی یہ بات خلفاء یعنی مرشدان کامل کی اطاعت سے ملتی ہے۔ جب کوئی کسی مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اور بیعت کرنے کے بعد خلوص نیت سے اپنے مرشد کی اطاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مرید (طالب مولا) کی خلوص نیت پر اپنا قرب و عرفان عطا کرے گا۔

یہ بات سب جانتے ہیں تمام روحیں عالم ارواح میں موجود ہیں کوئی لاکھ دعا کرے کہ "اے اللہ" میں شادی نہیں کروں گا میری نسل کے جو بچے ہیں ان کو اس دنیا میں انسان بنا کر بھیج دے۔ تو ایسا نہیں ہو گا۔ شادی کرنی پڑے گی "شادی کے بعد جو اس کی قسمت میں لڑکا یا لڑکی ہیں پھر پیدا ہوں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قلب میں موجود ہے اور سب سے قریب ترین ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بیعت مرشد کرنے کے بعد خلوص اور محبت سے اطاعت مرشد کرے تب جا کے بندے کو روحانی فیض یعنی عرفان الٰہی ہو گا جس طرح شادی کے بغیر بچہ نہیں ہو گا۔ اسی طرح بغیر بیعت مرشد کوئی عرفان الٰہی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔

(۱) جب کوئی دارالعلوم میں داخلہ لے کر کورس مکمل کرے گا پھر عالم دین ہو گا۔

(۲) جب کوئی میڈیکل کالج میں داخلہ لے گا اور کورس مکمل کرے گا پاس ہونے کے بعد ڈاکٹر ہو جائے گا۔ اس سے پہلے نہیں۔ اسی طرح وکیل' انجنیئر' افسر' اسکول ٹیچر سب کی پہلے تربیت ہوتی ہے جب ٹریننگ مکمل ہو جاتی ہے تب سند ملتی ہے۔ یہ پھر وکیل' انجنیئر وغیرہ وغیرہ بنتا ہے۔

بالکل اسی طرح مسلمان سب ہیں۔ بیعت ہوں یا نہ ہوں جب فوج میں بھرتی ہوگا وہ فوجی ہے۔ جو فوج میں بھرتی نہیں وہ سویلین ہے۔ پاکستانی اور مسلمان دونوں ہیں۔ جو دارالعلوم میں داخلہ لے کر کورس مکمل کرے گا وہ عالم دین ہوگا۔ جس نے دارالعلوم میں داخلہ لے کر پڑھا ہی نہیں وہ عالم دین نہیں ہوگا۔ دونوں پاکستانی ہیں۔ دونوں مسلمان ہیں۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت رسول کے لئے اپنی جان عزیز کو فروخت کرتا ہے یعنی اللہ و رسول کی محبت میں اپنی جان کو بیچتا ہے یعنی بیعت کرتا ہے شیخ بیعت لیتا ہے اپنے شیخ کی اجازت سے بیعت لیتا ہے اور بیعت لینے کے بعد کہتا ہے کہ۔

"اے اللہ اس بیعت کرنے والے کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔"

یہ بیعت ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہو گیا۔ یہ تعلیم و تربیت شیخ کے ذریعہ اطاعت رسول اللہ ﷺ کرتا ہے اس کی تعلیم و تربیت شیخ یعنی مرشد کے ذریعہ ہوتی ہے یہ بیعت کے ذریعہ اللہ کا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کا ہوا اور جو بیعت نہیں وہ مسلمان تو ہیں اور پاکستانی ہیں لیکن بیعت کے بعد جس کی تعلیم و تربیت مرشد نے کی اس کے برابر نہیں ہوں گے۔

تمام تفصیلات پڑھنے کے بعد قلب کی گہرائیوں میں ڈوب کر سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ اپنی خواہشات اور ضروریات زندگی کے لئے رات و دن مصروف رہتے ہیں جس خالق و مالک نے آپ کو یہ حسن و جمال دیا۔ دولت و عزت دی۔ ہر طرح کی نعمتیں اور آسائشیں عطا کی ہیں۔ اس کی محبت کے لئے' اس کی بارگاہ میں مقبول و محبوب ہونے کے لئے' شیطانی مکر و فریب سے بچنے کے لئے یہ ارفع و اعلیٰ علم حاصل کرنے کے لئے جس سے اللہ و رسول ﷺ کا محبوب ہو کر عرفان الٰہی حاصل کر کے عارف باللہ بننے کے لئے کسی مرشد سے بیعت کر کے اللہ کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہونا کیوں پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یہ نعمت عظمیٰ تم کو عطا فرمائے اور سمجھ نہ آئے تو اللہ کی بارگاہ میں خوب توبہ کرو کہ وہ سمجھ عطا کرے۔

جن کتابو ں سے حوالے لئے گئے ہیں ان کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب و مصنف	ناشر و طابع
۱۔	تفسیر روح البیان مترجم مولانا محمد فیض اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور
۲۔	تفسیر ضیاء القرآن مفسر پیر محمد کرم شاہ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز کمپنی لاہور
۳۔	تفسیر نعیمی، مفسر، مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان
۴۔	موطاء امام مالک ۔ مترجم ۔ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۵۔	بخاری شریف مترجم عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری	حامد اینڈ کمپنی لاہور
۶۔	مسلم شریف ۔ مترجم و شارح ۔ علامہ غلام رسول	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۷۔	جامع ترمذی شریف مترجم عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۸۔	سنن ابو داؤد شریف مترجم عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۹۔	سنن نسائی شریف مترجم دوست محمد شاکر و مولانا محمد عبدالستار	حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور
۱۰۔	ابن ماجہ شریف مترجم عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۱۱۔	مشکوۃ شریف مترجم و شارح مفتی احمد یار خاں نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان
۱۲۔	کتاب الشفاء مترجم مولوی حافظ احمد شاہ	اللہ والے کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور
۱۳۔	کیمیائے سعادت ۔ حجتہ الاسلام امام غزالی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۱۴۔	سر الاسرار شیخ عبدالقادر جیلانی "۔ مترجم حافظ برکت علی	غوثیہ کتب خانہ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور

نمبر شمار	نام کتاب و مصنف	ناشر و طابع
۱۵۔	غنیۃ الطالبین۔ شیخ عبدالقادر جیلانی مترجم شمس بریلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۱۶۔	فیوض غوث یزدانی شیخ عبدالقادر جیلانی مترجم مفتی محمد ابراہیم	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۱۷۔	رسالہ غوث الاعظم۔ مترجم مولوی احمد حسین خان	الکتاب گنج روڈ لاہور
۱۸۔	تذکرہ غوث الاعظم شیخ نورالدین علی بن یوسف	اللہ والے کی قومی دوکان لاہور۔
۱۹۔	کشف المحجوب داتا گنج بخش لاہوری۔ مترجم مولوی فیروز الدین	فیروز سنز کراچی' لاہور
۲۰۔	مدارج النبوت حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔
۲۱۔	عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی۔ مترجم شمس بریلوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۲۲۔	مکتوبات صدی از حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری	ایچ۔ایم۔سعید اینڈ کمپنی کراچی۔
۲۳۔	اسرار الاولیاء۔ حضرت خواجہ بدر اسحاق	اللہ والے کی قومی دوکان۔ لاہور
۲۴۔	شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ	مدینہ پبلشنگ کمپنی۔کراچی
۲۵۔	مظہر جمال مصطفائی۔ سید نصیرالدین ہاشمیؒ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲۶۔	فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی۔ مترجم۔ حضرت ذہین شاہ تاجی	ادارہ تعلیم و ثقافت اسلامی بفرزون کراچی
۲۷۔	سبع سنابل حضرت میر عبدالواحد بلگرامی	حامد اینڈ کمپنی لاہور۔
۲۸۔	اقتباس الانوار۔ شیخ محمد اکرم قدوسی	بزم اتحاد المسلمین لاہور۔
۲۹۔	حضرات القدس۔ حضرت خواجہ بدرالدین سرہندیؒ	مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ لاہور۔
۳۰۔	تذکرۃ الاولیاء۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

نمبر شمار	نام کتاب و مصنف	ناشر و طابع
۳۱۔	انفاس العارفین۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ	نوری بک ڈپو لاہور۔
۳۲۔	اسرار حقیقی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری	اللہ والے کی قومی دوکان لاہور۔
۳۳۔	ملفوظات خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی۔	اللہ والے کی قومی دوکان لاہور۔
۳۴۔	سیر الاقطاب۔ حضرت شیخ الہدیہ چشتی	نفیس اکیڈمی کراچی۔
۳۵۔	سفینۃ الاولیاء۔ حضرت شہزادہ دارا شکوہ	نفیس اکیڈمی کراچی۔
۳۶۔	سر العارفین حضرت شیخ بہاؤالدین محمود ناگوری	اللہ والے کی قومی دوکان لاہور۔
۳۷۔	راحت القلوب حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ	مدینہ پبلشنگ کمپنی لاہور۔
۳۸۔	کشف الاسرار۔ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۳۹۔	ہفتاد الاولیاء۔ حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی علیہ الرحمہ	مکتبہ رضویہ۔ کراچی
۴۰۔	حق المبین۔ حضرت نور احمد نظام الحق	مشہور آفسٹ پریس کراچی۔
۴۱۔	تواریخ آئینہ تصوف۔ صوفی محمد حسن علیہ الرحمہ	محمد سلطان صابری سہاری روڈ قصور۔
۴۲۔	استمداد از عباد الرحمن	بزم احناف نیا بازار لاہور۔
۴۳۔	نور الہدیٰ۔ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ	صاحبزادہ عبدالرشید خان ڈیرہ اسماعیل خان۔
۴۴۔	مثنوی مولانا روم۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ	
۴۵۔	مثنوی گنج راز۔ حضرت صوفی عبدالرحمن	
۴۶۔	مراۃ الاسرار۔ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی	صوفی فاؤنڈیشن لاہور۔

نمبر شمار	نام کتاب و مصنف	ناشر و طابع
۴۷۔	روحانیت اسلام۔ کپتان واحد بخش سیال	بزم اتحاد المسلمین لاہور۔
۴۸۔	کتاب الوفاء۔ حضرت امام عبدالرحمن ابن جوزی علیہ الرحمۃ	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔
۴۹۔	ذکر اویس ۔ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی	مکتبہ غوثیہ مارکیٹ بہاولپور۔
۵۰۔	حالات خواجہ اویس شیخ دلشاد احمد قریشی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور۔
۵۱۔	مشاہدہ حق۔ کپتان واحد بخش سیال ربانی	صوفی فاؤنڈیشن لاہور۔
۵۲۔	جامع کرامات اولیاء۔ حضرت یوسف بن اسماعیل نبہانی	مکتبہ حامدیہ لاہور۔
۵۳۔	جاء الحق۔ حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان۔
۵۴۔	زیور ایمان	
۵۵۔	بارہ تقریریں۔ علامہ مولانا محمد شریف نور	فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور
۵۶۔	قادری نامہ علامہ غلام رسول صاحب	سولجر بازار
۵۷۔	شان حبیب الرحمن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان۔
۵۸۔	سلطنت مصطفیٰ۔ حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی
۵۹۔	طریقہ عرفان الٰہی صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ	ایجوکیشنل پریس کراچی۔
۶۰۔	رسالہ فیض عالم رسالہ فیض عالم صفحہ ۱۶ جلد شمارہ ۹ فروری ۱۹۹۶ء مدیر اعلیٰ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی	جامعہ اویسیہ رضویہ میرانی روڈ بہاولپور
۶۱۔	خاتمہ ماہ فروری ۹۶ء از حضرت بندہ گیسو دراز علیہ الرحمۃ	نفیس اکیڈمی کراچی۔

نمبر شمار	نام کتاب و مصنف	ناشر و طابع
۶۲۔	خطبات برطانیہ از شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں صاحب	مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال
۶۳۔	حق المبین از حضرت سیدنا قبلہ نوری محمد نظام الحق صاحب	مشہور آفسٹ پریس میکلورڈ روڈ کراچی۔
۶۴۔	امداد السلوک ۔ ترجمہ مولانا عاشق الٰہی صاحب	مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی۔

حقیقت سماع

دور حاضر میں سماع یعنی قوالی کے جواز اور عدم جواز کے متعلق کثیر تعداد میں کتابیں موجود ہیں لیکن حقیقت سماع کی خصوصیت اور انفرادیت یہ ہے کہ اس کتاب میں سماع کے حقائق قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے کتابوں کے اقتباسات کے حوالوں سے پیش کئے گئے ہیں۔ مطالعے کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ سماع کے بابت دور حاضر میں یہ پہلی کتاب ہے جو اس قدر جامع اور مدلل ہے اہل ذوق حضرات مطالعہ کر کے اس کتاب کی اہمیت و افادیت کا خود اندازہ کریں۔

کتابت اور طباعت بہت عمدہ ہے صفحات ۳۳۶ ہیں۔ جلد مضبوط اور ٹائٹل کور خوبصورت ہے ان خوبیوں کے باوجود قیمت صرف ۱۷۵ روپے علاوہ محصول ڈاک

طریقہ عرفان الٰہی

عاشقان الٰہی جو راہ سلوک پر گامزن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان کے لئے کوشاں ہیں ان کی تعلیم و تربیت اور رہبری و رہنمائی کے لئے بہترین کتاب ہے۔ یہ کتاب معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اس کتاب کو لوگوں نے اس قدر پسند کیا کہ فوری طور پر دو ایڈیشن ختم ہو گئے اب تیسرے ایڈیشن کی تیاری ہے۔ عام فہم اور سلیس ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو جائے گا چھپائی عمدہ ہے۔ ٹائٹل کور بھی عمدہ ہے صفحات ۱۷۶ ہیں زیر طبع ہے۔

پتہ (۱) آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ

D-3/76 ملیر کالونی کراچی

(۲) آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ یعقوبیہ

متصل جامع مسجد مدنی مدینہ کالونی ملیر توسیع کالونی۔

کھوکھرا پار کالونی کراچی

تصوف

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور زیادہ سے زیادہ مقبول و محبوب ہو کر ہدایت یافتہ ہو کر انعام یافتہ ہونے کا یہ ارفع و اعلیٰ علم دیرینہ ہے اور گوشہ جگر رسول ﷺ اور حضرت سیدنا علی ؓ اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ ؓ کے لخت جگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیش بہا تصنیف "کتاب مراۃ العارفین" اس کا بیّن ثبوت ہے۔ جس کو اللہ والے کی قوی دوکان نے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا تھا۔

علم تصوف کی معلومات ہماری کتاب طریقہ عرفان الٰہی "حقائق تصوف" اور اس کتاب شان اولیاء اللہ" میں کافی موجود ہے۔ جس کا فیصلہ مطالعہ کے بعد ہو گا۔

فقط

صوفی ڈاکٹر عبدالغفار علی شاہ